اُردو زبان میں اپنی نوعیت کی منفرد کتاب

مردوں کے ۳۰۰ فقہی مَسائِل

- صحیح اسلامی عقائد کی وضاحت
- اذان، نماز اور جنازے کے احکام و مسائل
- وضو، غسل اور طہارت کے مسائل
- زکوٰۃ، روزہ اور اعتکاف کے مسائل کی ضروری تفصیل
- مناسکِ حج و عمرہ اور قربانی کے ضروری مسائل

معاشرتی زندگی سے متعلق متفرق معاملات پر تقریباً ۳۰۰ سے زائد سوالات کے تفصیلی جوابات قرآن و حدیث کی روشنی میں

مُرتّبہ
اساتذہ مدرسہ بیت العلم

آئینۂ کتاب

مضمون

ایمانیات

مضمون

ردّ بدعات

مضمون

کتاب الطہارۃ

وضو

نواقض وضو

تیمّم

غسل کے مسائل

مضمون

کتاب الصلوٰۃ

احکام مسجد

اذان و اقامت

مضمون

شرائط نماز

مضمون

مسبوق کے مسائل

مکروہات و مفسدات نماز

نماز توڑنے کے اعذار

مسائل جمعہ

مضمون

بیمار کی نماز

عیدین کی نماز

مسافر کی نماز

نماز تراویح اور نماز وتر

مضمون

باب الجنائز

کتاب الزکوٰۃ

مضمون

کتاب الصوم

مضمون

اعتکاف کے مسائل

مضمون

صدقۃ الفطر

کتاب الحج

قربانی کے مسائل

متفرقات

مضمون

کلمات تبرک

از

شیخ الحدیث حضرت مفتی ڈاکٹر نظام الدین شامزئی مدظلہ العالی

الحمدللہ وکفی والصلوۃ والسلام علی عبادہ الذی اصطفی خصوصا علی سید الرسل وخاتم الانبیاء امابعد!

بندہ نظام الدین شامزئی نے سرسری طور پر مدرسہ بیت العلم کے اساتذہ کرام کی مرتب کردہ کتاب "مردوں کے تین سو فقہی مسائل" کو دیکھا الحمدللہ یہ اس قسم کی دینی خدمت کی پہلی کڑی ہے اس کے بعد معاشرت ومعاملات کے مسائل کے متعلق دوسری جلد بھی جلد شائع ہوگی۔ یہ جلد اسلامی عقائد، وضو، غسل طہارت، اذان، نماز، جنازہ، زکوۃ، روزہ اور اعتکاف وغیرہ کے مسائل پر مشتمل ہیں۔ اکثر مسائل اکابر امت کی کتابوں اور فتاویٰ سے لئے گئے ہیں۔

بندہ دعا کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان حضرات کی اس محنت کو قبول فرمائے اور اس کتاب کو امت کے لئے باعث نفع بنادے اور ان حضرات کے علم وعمر، عمل وصحت میں برکتیں عطا فرمائے۔

فقط والسلام

(ڈاکٹر مفتی نظام الدین شامزئی صاحب)

شیخ الحدیث جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن

تصدیق از جناب مفتی صالح محمد صاحب

معین مفتی دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم۔ اما بعد!

میرے محترم اور عزیز دوست مولانا نصیب الرحمن صاحب علوی نے "مردوں کے تین سو فقہی مسائل" نامی کتاب جو مدرسہ بیت العلم کے علماء کرام کی ایک جماعت نے مرتب کی ہے بندہ کو دیکھنے کیلئے دی، بندے نے کتاب اول سے آخر تک حرف بحرف دیکھی۔ ماشاء اللہ کتاب اپنے موضوع کے لحاظ سے بہت اچھی ہے۔ عقائد وعبادات سے متعلق جو ضروری مسائل ہیں کتاب میں درج کر دیئے گئے ہیں۔ بندے کے نزدیک تمام مسائل صحیح ودرست ہیں اور ہمارے اکابر علماء کرام کی کتابوں سے لئے گئے ہیں۔

مدرسہ بیت العلم سے اس سے قبل بھی کئی مفید کتابیں مثلاً مثالی ماں، مثالی باپ، تحفہ دلہن، تحفہ دولہا، طریقہ وصیت اور مستند مجموعہ وظائف وغیرہ منظر عام پر آچکی ہیں اور الحمد للہ مقبول خاص وعام ہو چکی ہیں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ اللہ اس کتاب کو بھی نفع بخش بنادے۔

وما ذالك على الله بعزيز

(مفتی) صالح محمد کاروڑی

دارالافتاء جامعۃ العلوم الاسلامیہ علامہ بنوری ٹاؤن کراچی

۲۹/رجب/۱۴۲۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

پیش لفظ

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

امابعد! اللہ تعالیٰ نے آخری اور مکمل دین جو نوع انسانی کے لئے پسند فرمایا ہے وہ اسلام ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے

اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَيْكُمْ نِعْمَتِيْ وَرَضِيْتُ لَكُمُ الْاِسْلَامَ دِيْنًا.

ترجمہ: آج کے دن تمھارے لئے تمھارے دین کو میں نے کامل کر دیا اور میں نے تم پر اپنا انعام تمام کر دیا اور میں نے اسلام کو تمھارے دین بننے کے لئے پسند کر لیا۔

(سورۂ مائدہ آیت ۳)

اسلام ایک مکمل نظام زندگی ہے۔ عقائد ونظریات اور عبادات سے لیکر زندگی کے اخلاقی، معاشی، سیاسی اور تمدنی مسائل تک میں وہ ہماری رہنمائی کرتا ہے۔

اس دین کی تعلیمات بڑی وسیع اور جامع ہیں، ہر زمانے اور ہر علاقے کے مقتضیات اور حوادث کے لئے ان میں رشد وہدایت ہے، نہ صرف یہ کہ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک زندگی گزارنے کا دستور العمل ہے جس میں معاشی، معاشرتی اور کاروباری ضرورتوں کو پورا کرنے کے لئے بھی ہدایات ہیں، حلال وحرام اور معروف ومنکر اور اخلاق حسنہ اور سیئہ کی تفصیل بھی ہے، جسم وروح کی طہارت اور پاکیزگی کی تعلیم بھی ہے اللہ تعالیٰ سے رشتہ جوڑے رکھنے اور اس کا قرب تلاش کرنے اور اس کے اوامر کو بجالانے اور نواہی سے اجتناب کرنے کے بھی واضح احکام ہیں۔ بلکہ موت کے وقت کا شرعی دستور العمل اور موت واقع ہو جانے سے لے کر غسل، کفن دفن، دعا اور

ایصال ثواب، تقسیم میراث، میت کے حقوق کی ادائیگی، کسی کی موت کے بعد اس کے لواحقین پر نافذ ہونے والے احکام، زیارت قبور، میت کا خیر کے ساتھ تذکرہ، اس کی وصیت کا طریق شرعی نفاذ اور ایسے اعمال اختیار کرنے تک کا دستور العمل موجود ہے جو ہم سب کے عالم برزخ اور عالم آخرت میں کام آئے۔

دین اسلام کا علم ہر مسلمان مرد وعورت کو ہونا لازم ہے اور یہ اس کے لئے تمام علوم سے افضل واشرف ہے کیونکہ اس کے بغیر اللہ کے پسندیدہ طریقے پر زندگی گزارنا ممکن نہیں ہے۔

مسلمانوں کو یہ بات یاد رکھنی چاہئے کہ دین کی تعلیم حاصل کرنا اور دوسروں تک پہنچانا اُن کا فرض منصبی ہے انھیں اپنے آپ کو اس منصب سے معزول نہیں سمجھنا چاہئے۔ بلکہ خود کو اسلامی تعلیم کا نمونہ بنا کر غیر مسلموں اور اپنوں کے سامنے پیش کرنا چاہئے۔ کیونکہ یہ ایک اٹل نفسیاتی حقیقت ہے کہ انسان قول سے زیادہ عمل سے متاثر ہوتا ہے۔

آج کے معاشرتی ماحول اور دنیاوی بھاگ دوڑ نے مسلمانوں خصوصاً مردوں کو ایسا الجھا دیا ہے کہ وہ نہ تو مکمل دینی تعلیم حاصل کرسکتے ہیں نہ ہی وہ مشغولیت کی بناء پر علماء کرام اور مفتیان عظام کی خدمت میں کثرت سے بروقت حاضر ہوسکتے ہیں۔ جسکی وجہ سے وہ بہت سے ایسے اہم اور ضروری مسائل کی معرفت سے محروم رہتے ہیں جن کا جاننا پاکیزہ اور پُرسکون زندگی گزارنے کے لئے انتہائی ضروری ہے۔

اس لئے ضرورت اس امر کی تھی کہ ایک ایسی مختصر آسان اور جامع کتاب مرتب کی جائے جو ایسے تمام ضروری اور اہم مسائل کا حتی الامکان احاطہ کئے ہوئے ہو جو روزمرہ کی زندگی میں پیش آتے رہتے ہیں تاکہ ہمارے یہ مسلمان بھائی گھر بیٹھے مختصر وقت میں ان اہم مسائل سے آگاہ ہوں اور ان پر عمل کر کے اپنی دنیا وآخرت کو سنوار سکیں۔

بایں وجہ مدرسہ بیت العلم کے علماء کرام نے مردوں کو پیش آنے والے مسائل کی طرف توجہ دی اور اس بندہ عاجز کی زیر نگرانی اساتذہ مدرسہ بیت العلم کی ایک جماعت مولانا نصیب الرحمٰن صاحب علوی فاضل جامعہ علوم اسلامیہ بنوری ٹاؤن کی امارت میں ترتیب دی جو مولانا محمد بلال صاحب فاضل جامعہ علوم اسلامیہ مفتی محمد تواب صاحب فاضل جامعہ فاروقیہ مولانا محمد خالد صاحب فاضل جامعہ علوم اسلامیہ اور مولانا حمود الرحمٰن عباسی صاحب فاضل جامعہ بنوریہ پر مشتمل تھی۔ چونکہ دین اسلام کی تعلیمات جو ہم تک پہنچی ہیں انکا مدار نقل پر ہے اسلئے اپنی طرف سے کچھ لکھنے کی بجائے اکابر علماء کرام ومفتیان عظام کی کتابوں سے ان مسائل کا شرعی حل اللہ تعالیٰ کا نام لیکر جمع کرنا شروع کردیا، ہم نے کوشش کی ہے کہ موجودہ دور کے تقاضوں کو مدنظر رکھتے ہوئے جدید مسائل کا حل جید علماء کرام واکابر مفتیان عظام کی تحریروں سے قلم بند کرکے اپنے مسلمان بھائیوں کی خدمت میں پیش کریں۔ انسانی دسترس کی حد تک ہم نے بھرپور کوشش کی ہے کہ اس کتاب کو ضرورت کے مطابق مرتب کیا جائے اور کوئی بھی مسئلہ جو انسان کو روزمرہ زندگی میں پیش آسکتا ہے چھوٹنے نہ پائے۔

چونکہ مسائل بہت زیادہ تھے اسلئے مشورہ سے طے کیا گیا کہ دو جلدوں میں ان مسائل کو جمع کیا جائے۔ زیر نظر کتاب اس سلسلے کی پہلی کڑی ہے جس میں عبادات سے متعلق تقریباً تین سو مسائل جمع کئے گئے ہیں دوسری جلد جو معاملات اور معاشرت سے متعلق مسائل پر مبنی ہے ان شاء اللہ بہت جلد آپ کے ہاتھوں میں ہوگی۔

اس کتاب میں جو مسائل جمع کئے گئے ہیں وہ یا تو وہ مشترک مسائل ہیں جنکا تعلق مرد وعورت دونوں ہی کی ضروریات کے ساتھ ہے یا وہ مسائل ہیں جنکا تعلق صرف مردوں کے ساتھ ہے جو مسائل عورتوں کے ساتھ مخصوص ہیں وہ اس کتاب میں مذکور نہیں بلکہ وہ اور ان جیسے دیگر بے شمار مسائل ایک الگ کتاب "فتاوی برائے

خواتین" (زیر طبع) میں درج کئے گئے ہیں۔

ترتیب سے متعلق حتی الوسع ہر امر میں تصحیح کا پورا خیال رکھا گیا ہے تاہم آپ سے گزارش ہے کہ اگر کہیں آپ عبارت میں یا مسئلہ میں سقم محسوس کریں تو متنبہ فرمادیں۔ ان شاء اللہ آئندہ اشاعت میں اسکی اصلاح کر دیجائیگی۔ نیز اگر مزید بہتری کی کوئی صورت آپکے ذہن میں ہو تو اپنے مفید مشورے سے ناشر کے پتہ پر ضرور نوازیئے تاکہ خوب سے خوب تر کا سفر جاری رکھا جاسکے۔

آخر میں اللہ جل جلالہ عم نوالہ سے دعا ہے کہ وہ ہمارے بھائیوں، بہنوں، بیٹوں اور بیٹیوں کو دین کا علم حاصل کرنے کی توفیق بخشے اور انھیں ہدایت دے کہ وہ دین حنیف کے راستے کو چھوڑ کر دوسری راہوں پر نہ چلیں اور زندگی کے ہر مرحلے میں خدا اور رسول ﷺ کے حکموں کی پیروری کریں۔

دعا: اے اللہ! اس کتاب کے پڑھنے والوں کے دلوں میں تو اپنی اطاعت اور اپنے رسول ﷺ کی اطاعت کا جذبہ پیدا فرمادے اور جو کوتاہیاں ہوتی رہی ہیں انھیں معاف فرمادے۔

اے اللہ! ہر اس شخص کو اپنے خزانوں سے بہترین بدلہ عطا فرما جس نے اس کتاب کی تدوین واشاعت میں کسی طور پر حصہ لیا ہو اور اے اللہ! مرتبین کی اس سعی کو شرف قبولیت عطا فرما۔ آمین یارب العالمین

وَصَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ بِرَحْمَتِكَ ... حَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

طالب رحمت پروردگار
محمد حنیف عبدالمجید زمزمی
گلشن اقبال کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ایمانیات

مسلمان کی تعریف

سوال: قرآن وحدیث کے حوالے سے مختصراً بتائیں کہ مسلمان کی تعریف کیا ہے؟

جواب: ایمان نام ہے آنحضرت ﷺ کے لائے ہوئے دین کو بغیر کسی تحریف و تبدیلی کے قبول کرنے کا اور اس کے مقابلے میں کفر نام ہے آنحضرت ﷺ کے دین کی قطعی و یقینی حکم اور بات کو نہ ماننے کا اس سے مسلمان اور کافر کی تعریف معلوم ہوتی ہے۔ یعنی جو شخص محمد رسول اللہ ﷺ کے لائے ہوئے دین کی تمام قطعی و یقینی باتوں کو من وعن مانتا ہو وہ مسلمان ہے اور جو شخص قطعیات دین میں سے کسی ایک کا منکر ہو یا اس کے معنی و مفہوم کو بگاڑتا ہو وہ مسلمان نہیں بلکہ کافر ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل صفحہ ۲۰ جلد ۱)

تقدیر

سوال: انسان کی زندگی میں جو کچھ ہوتا ہے وہ پہلے سے لکھا ہوتا ہے یا انسان کے اعمال کی وجہ سے ظہور پذیر ہوتا ہے؟ اگر پہلے سے لکھا ہوتا ہے تو برے عمل پر اس کو سزا کیوں ملتی ہے جبکہ اس طرح کرنا اسکی تقدیر میں لکھا تھا؟

جواب: یہ تقدیر کا مسئلہ ہے۔ اس میں زیادہ کھود کرید تو جائز نہیں۔ بس اتنا ایمان ہے کہ دنیا میں جو کچھ اب تک ہوا یا ہو رہا ہے یا آئندہ ہوگا ان ساری چیزوں کا اللہ تعالیٰ کو دنیا پیدا کرنے سے پہلے ہی علم تھا دنیا کی کوئی چیز نہ اس کے علم سے باہر ہے نہ قدرت سے

اور اللہ تعالیٰ نے اس علم کے مطابق کائنات کی ہر چیز اور ہر انسان کا ایک چارٹ لکھ دیا ہے دنیا کا سارا نظام اسی خدائی نوشتہ کے مطابق چل رہا ہے اسی کو تقدیر کہتے ہیں اور اس پر ایمان لانا واجب ہے۔ جو شخص اس کا منکر ہو وہ مسلمان نہیں۔ اس کا بھی ایمان رکھنا ضروری ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو ارادہ و اختیار اور عقل و تمیز کی دولت بخشی ہے اور یہ طے کر دیا ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اور اپنے ارادہ و اختیار سے فلاں فلاں کام کریگا۔ اسی طرح اس کا بھی ایمان رکھنا ضروری ہے کہ انسان کے اچھے برے اعمال کا نتیجہ اسے ثواب یا عذاب کی شکل میں آخرت میں ملے گا اور کچھ نہ کچھ دنیا میں بھی مل جاتا ہے۔ یہ ساری باتیں قرآن کریم اور حدیث شریف میں بڑی وضاحت کے ساتھ بیان کی گئی ہیں ان پر ایمان رکھنا چاہئے اس سے زیادہ اس مسئلے پر غور نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں بحث و مباحثہ سے منع کیا گیا ہے اور آنحضرت ﷺ نے اس پر سخت ناراضی کا اظہار فرمایا ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۱ صفحہ ۱۷۹، صفحہ ۱۸۰)

فائدہ: قضاو قدر کا مسئلہ بلاشبہ مشکل اور نازک مسئلہ ہے لہذا مومن کو چاہئے کہ اگر یہ مسئلہ اس کی سمجھ میں نہ آئے تو بحث اور حجت نہ کرے بلکہ اپنے دل دماغ کو اس پر مطمئن کرے کہ اللہ تعالیٰ کے صادق و مصدوق رسول ﷺ نے اس مسئلہ کو اسی طرح بیان فرمایا ہے لہذا ہم اس پر ایمان لائے۔ تقدیر کا مسئلہ تو اللہ تعالیٰ کی صفات سے تعلق رکھتا ہے اس لئے اس کو نازک اور مشکل ہونا ہی چاہئے ہمارا حال تو یہ ہے کہ اسی دنیا کے بہت سے معاملات اور بہت سے رازوں کو ہم میں سے بہت سے نہیں سمجھ سکتے ہیں جب اللہ تعالیٰ کے سچے پیغمبر (علیہ الصلوۃ والسلام) نے ایک حقیقت بیان فرمادی (جس کا پوری طرح سمجھ لینا سب کے لئے آسان نہیں) تو جن لوگوں کو سمجھ نہ آئے ان کے لئے بھی ایمان لانے کے بعد صحیح طریقہ کار یہی ہے کہ وہ اس کے بارے میں کوئی بحث اور کٹ حجتی نہ کریں، بلکہ اپنی عقل اور ذہن کی نارسائی کا اعتراف کرتے ہوئے اس پر ایمان لائیں۔ (معارف القرآن جلد ۱ صفحہ ۴۷)

معراج

سوال: حضور ﷺ کو معراج جسمانی ہوئی یا روحانی؟ برائے کرم تفصیل سے جواب عنایت فرمائیں۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ آپ ﷺ کو جسمانی معراج حاصل نہیں ہوئی تھی۔

جواب: حکیم الامت مولانا اشرف علی تھانویؒ نشر الطیب (نامی کتاب) میں لکھتے ہیں۔ جمہور اہل سنت و جماعت کا مذہب یہ ہے کہ معراج بیداری میں جسد کے ساتھ ہوئی تھی اور دلیل اس کی اجماع امت ہے (پھر آگے اس کے دلائل بیان فرمائے ہیں جس کو تفصیل کی خواہش ہو وہاں دیکھ لے)

(نشر الطیب صفحہ ۸۰ مطبوعہ سہارن پور)(آپکے مسائل اور انکا حل صفحہ ۹۱ جلد ۱)

شرک و بدعت کیا ہے

سوال: شرک اور بدعت کی تعریف کیا ہے؟

جواب: اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات و اختیار میں کسی اور کو شریک سمجھنا شرک کہلاتا ہے اور جو کام آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین و تابعین نے دین سمجھ کر نہیں کیا بلکہ دین کے نام پر بعد میں ایجاد ہوا اسے عبادت سمجھ کر بدعت کہلاتا ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۱ صفحہ ۴۴)

نوٹ: مزید تفصیل کے لئے حضرت اقدس مفتی اعظم پاکستان مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ "سنت اور بدعت" کا اہتمام سے مطالعہ کرنا بہت مفید ہے۔

﴿صراطِ مستقیم سے کیا مراد ہے﴾

سوال: سورہ فاتحہ میں ارشاد ہے "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" دکھا ہمیں سیدھا راستہ تو صراط مستقیم سے کونسا راستہ مراد ہے؟

جواب: قرآن نے جہاں ہمیں یہ دعا سکھائی ہے "اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ" وہیں اس سیدھی راہ کی یہ کہہ کر وضاحت بھی کردی ہے ترجمہ: "راہ ان لوگوں کی کہ انعام فرمایا آپ نے ان پر نہ ان پر غضب ہوا اور نہ گمراہ ہوئے"۔

اس سے معلوم ہوتا ہے کہ صراط مستقیم نام ہے آنحضرت ﷺ، صحابہ کرامؓ اور بزرگان دینؒ کے راستہ کا اسی صراط مستقیم کا مختصر عنوان اسلام ہے اور قرآن کریم اور آنحضرت ﷺ کے پاک ارشادات اسی کی تشریح کرتے ہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۲۲)

﴿غیر اللہ کی نذر﴾

سوال: بزرگوں کے مزاروں پر جو نذر نیاز چڑھائی جاتی ہے اسی طرح بزرگوں کو خوش کرنے کے لئے ان بزرگوں کے نام پر جو بکرے، مرغ وغیرہ ذبح کرتے ہیں ان کا کھانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جو عوام بزرگوں کے نام کی نذر نیاز مانتے اور مزارات پر چڑھاتے ہیں وہ سخت گناہگار ہیں اور وہ نذر حرام ہے اس کا کھانا بالکل ناجائز ہے اور بکرے، مرغ وغیرہ جو جانور بھی بزرگوں کے نام پر ذبح کرتے ہیں وہ بالکل مردار ہیں۔ اگر نذر مانتے وقت بزرگوں کے نام کی نذر مانی (مثلاً اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو ایک بکرا فلاں بابا کے نام پر ذبح کروں گا وغیرہ اور) پھر اس کو بِسْمِ اللہِ اَللہُ اَکْبَر کہہ کر ذبح کیا تب بھی وہ حرام ہے۔

الاکلیل جلد ۲ صفحہ ۸۶ پر شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر فتح العزیز سے نقل کیا ہے کہ:

ترجمہ: "اکثر عوام کی طرف سے مردوں کی خاطر جو نذر چڑھائی جاتی ہے اور بزرگوں کے مزارات پر جو موم بتیاں، خوشبو اور روپیہ پیسہ چڑھایا جاتا ہے جس کا مقصد ان بزرگوں کو خوش کرنا اور ان کا تقرب حاصل کرنا ہے یہ سب بالاتفاق ائمہ حرام اور باطل ہے (در مختار) طحطاوی میں انکے حرام اور ناجائز ہونے کی کئی وجوہات لکھی ہیں ایک تو یہ ہے کہ یہ مخلوق کے لئے نذر ماننا ہے حالانکہ نذر عبادت ہے جو خالق کے ساتھ مخصوص ہے۔ دوسرے یہ کہ جس کے لئے نذر مانی ہے وہ مردہ ہے تو بھلا وہ کسی چیز کا کیسے مالک ہو سکتا ہے۔ اور تیسرے یہ کہ اس میت کے ساتھ یہ اعتقاد بھی کیا جاتا ہے کہ وہ عالم (کائنات) میں تصرف کرتا ہے (یعنی تغیر و تبدل کا اختیار رکھتا ہے) اور یہ عقیدہ تو کفر ہے۔ (فتاوی محمودیہ جلد ا صفحہ ۲۱۳)

﴿امام مہدی﴾

سوال: کیا امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ کے ظہور کا عقیدہ از روئے قرآن و حدیث ضروریات دین میں سے ہے اگر کوئی امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ کے ظہور کا قائل نہ ہو تو اس کے متعلق شرع شریف کا کیا حکم ہے؟

جواب: خلیفۃ اللہ المہدی رحمتہ اللہ علیہ کے متعلق ابو داؤد شریف میں تفصیل مذکور ہے جس میں ان کی علامات، ان کے ہاتھ پر بیعت اور ان کے کارنامے ذکر کئے ہیں جو شخص ان امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ کے ظہور کا قائل نہیں وہ ان احادیث کا قائل نہیں۔ اس کی اصلاح کی جائے تاکہ وہ صراط مستقیم پر آجائے۔

(فتاوی محمودیہ جلد ا صفحہ ۱۱۱)

اس مسئلہ کی پوری تفصیل کیلئے "عقیدہ ظہور مہدی احادیث کی روشنی میں"

مصنفہ، مفتی نظام الدین شامزئی صاحب کا مطالعہ نہایت مفید ہے۔

حضرت مہدی کے ظہور کی نشانیاں

سوال : اہلسنت کے عقیدے کے مطابق امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ تشریف لائیں گے۔ جب امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ آئیں گے تو ان کی نشانیاں کیا ہوں گی؟ اور اس وقت کیا علامات ظاہر ہوں گی جس سے ظاہر ہو کہ حضرت امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ آگئے ہیں؟ قرآن و حدیث کا حوالہ ضرور دیں۔

جواب : ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آنحضرت ﷺ کا ارشاد نقل کرتی ہیں کہ "ایک خلیفہ کی موت پر (ان کی جانشینی کے مسئلہ پر) اختلاف ہوگا تو اہل مدینہ میں سے ایک شخص بھاگ کر مکہ مکرمہ آجائے گا (یہ امام مہدی رحمتہ اللہ علیہ ہوں گے اور اس اندیشہ سے بھاگ کر مکہ آجائیں گے کہ کہیں ان کو خلیفہ نہ بنا دیا جائے) مگر لوگ ان کے انکار کے باوجود ان کو خلافت کے لئے منتخب کریں گے۔ چنانچہ حجر اسود اور مقام ابراہیم کے درمیان (بیت اللہ شریف کے سامنے) ان کے ہاتھ پر لوگ بیعت کریں گے پھر ملک شام سے ایک لشکر ان کے مقابلے میں بھیجا جائے گا لیکن یہ لشکر "بیداء" نامی جگہ میں جو مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے درمیان ہے زمین میں دھنسا دیا جائے گا، پس جب لوگ یہ دیکھیں گے تو (ہر خاص و عام کو دور دور تک معلوم ہو جائے گا کہ یہ امام مہدی ہیں چنانچہ) ملک شام کے ابدال اور اہل عراق کی جماعتیں آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ سے بیعت کریں گی پھر قریش کا ایک آدمی جس کی ننھیال قبیلہ بنو کلب میں ہوگی آپ کے مقابلے میں کھڑا ہوگا آپ بنو کلب کے مقابلے میں ایک لشکر بھیجیں گے وہ ان پر غالب آجائے گا اور بڑی محرومی ہے اس شخص کے لئے جو بنو کلب کے مال غنیمت کی تقسیم کے موقع پر حاضر نہ ہو۔ پس حضرت مہدی خوب مال تقسیم کریں گے اور لوگوں میں ان کے نبی ﷺ کی سنت کے موافق عمل کریں گے اور اسلام اپنی گردن زمین پر ڈال دے گا (یعنی اسلام کو استقرار نصیب ہوگا) حضرت مہدی سات سال رہیں گے پھر ان کی وفات ہوگی اور مسلمان ان کی نماز جنازہ پڑھیں گے"۔

(مشکوٰۃ صفحہ ۴۷۱ جلد ۱ عن ابی داؤد) (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۱ صفحہ ۲۷۰)

مفاد کیلئے اپنے آپ کو غیر مسلم کہنے یا لکھوانے کا حکم

سوال : رمضان المبارک میں مسلمان روزہ خوروں کی ایک بڑی تعداد کھانا وغیرہ چھپ کر کھاتی ہے اگر کبھی پولیس کا چھاپہ پڑ جائے اور یہ روزہ خور پکڑے جائیں تو وہ سزا سے بچنے کیلئے پولیس کے سامنے یہ اقرار کر لیتے ہیں کہ ہم مسلمان نہیں بلکہ ہندو یا عیسائی ہیں روزہ خوروں کا یہ اقرار سن کر پولیس انھیں چھوڑ دیتی ہے۔

اس کے علاوہ ایک شخص کی بینک میں کافی رقم جمع ہے جب حکومت کی طرف سے بینک اس رقم میں سے زکوٰۃ منہا کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص مسلمان ہوتے ہوئے محض زکوٰۃ کی رقم کو منہا ہونے سے بچانے کے لئے بینک کو تحریری طور پر یہ اقرار نامہ دیدیتا ہے کہ میں غیر مسلم ہوں۔ مہربانی فرما کر یہ بتائیے کہ اس طرح اگر کوئی مسلمان تحریری یا زبانی طور پر اپنے غیر مسلم ہونے کا اقرار کرے تو اس کے ایمان کی کیا حیثیت باقی رہ جاتی ہے؟

جواب : کسی مسلمان کے لئے یہ کسی صورت مناسب نہیں کہ وہ رمضان المبارک کے فرض روزے نہ رکھے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ دنیوی سزا سے بچنے کیلئے اپنے کافر ہونے کا اقرار کرے یا زکوٰۃ سے بچنے کے لئے اس طرح کے الفاظ کہے یہ کہنے سے کہ "میں مسلمان نہیں ہوں" آدمی دین سے خارج ہو جاتا ہے مسلمان نہیں رہتا ایسے لوگوں کو اپنے ایمان اور نکاح کی تجدید کرنی چاہئے اور آئندہ کے لئے اس مذموم حرکت

سے توبہ کرنی چاہئے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۵۰ بتغیر)

﴿متعدی امراض اور اسلام﴾

سوال: کیا جذام والے سے اسلام نے رشتہ ختم کردیا ہے؟ اگر نہیں تو ایک حدیث میں یہ کیوں ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اس سے شیر کی طرح بھاگو (یعنی جیسے شیر سے بھاگا جاتا ہے ایسے ہی جزامی سے بھاگو)؟

جواب: اسلام مرض کے متعدی ہونے کا قائل نہیں لیکن اگر جذامی سے اختلاط کے بعد خدانخواستہ کسی کو یہ مرض لاحق ہوگیا تو ضعیف الاعتقاد لوگوں کا عقیدہ بگڑے گا اور وہ یہی سمجھیں گے کہ یہ مرض اس کو جزامی سے لگا ہے اس فساد عقیدہ سے بچانے کے لئے لوگوں سے کہا گیا ہے کہ اس سے شیر کی طرح بھاگو۔ الغرض جزام والے کی تحقیر مقصود نہیں بلکہ لوگوں کو ایذائے جسمانی اور خرابی عقیدہ سے بچانا مقصود ہے اگر کوئی شخص قوی الایمان اور قوی المزاج ہو وہ اگر جزامی کے ساتھ کھاپی لے تب بھی کوئی گناہ نہیں چنانچہ آنحضرت ﷺ نے جزامی کے ساتھ ایک برتن میں کھانا کھایا ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۲۹)

﴿عذابِ قبر﴾

سوال: کیا قبر میں کافر اور مسلمان گناہگار مردے کو عذاب دیا جاتا ہے؟

جواب: اہل سنت کی کتابوں میں لکھا ہے کہ قبر کا عذاب و ثواب برحق ہے اور یہ مضمون متواتر احادیث طیبہ میں وارد ہے اس عقیدے پر ایمان لانا ضروری ہے۔ محض شبہات کی بنا پر اس کا انکار صحیح نہیں۔ امام ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ "الفقہ الاکبر" میں فرماتے ہیں۔

"اور قبر میں منکر نکیر کا سوال کرنا حق ہے اور بندہ کی طرف روح کا لوٹایا جانا حق ہے اور قبر کا بھینچنا حق ہے اور اس کا عذاب تمام کافروں کے لئے اور بعض مسلمانوں کے لئے حق ہے ضرور ہوگا"۔

(شرح فقہ اکبر صفحہ ۱۲۱۔ ۱۲۲)(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۰۰، ۳۰۴ ملخصاً)

﴿جمعرات کے دن یا چالیس روز تک روحوں کا گھر آنا﴾

سوال: کیا ہر جمعرات کو گھر کے دروازے پر روحیں آتی ہیں۔ اور کیا مرنے کے بعد چالیس دن تک روح گھر آتی ہے؟

جواب: جمعرات کو روح کے آنے کا عقیدہ کسی صحیح حدیث سے ثابت نہیں، نہ اسکا کوئی دوسرا شرعی ثبوت ہے۔ اسی طرح روحوں کا چالیس دن تک گھر آنے کا خیال غلط (اور منگھڑت) بات ہے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۱۰)

﴿تعویذ گنڈے کی شرعی حیثیت﴾

سوال: تعویذ گنڈا کرنا جائز ہے یا ناجائز، نیز اسکا اثر ہوتا ہے یا نہیں؟ اور اسکے لئے کیا شرائط ہیں؟

جواب: کسی کو نقصان پہنچانے کے لئے جو تعویذ گنڈے کیے جاتے ہیں انکا حکم تو وہی ہے جو جادو کا ہے کہ ان کا کرنا اور کرانا حرام اور کبیرہ گناہ ہے بلکہ اس سے کفر کا اندیشہ ہے۔ البتہ تعویذ اگر کسی جائز مقصد کے لئے کیا جائے تو جائز ہے بشرطیکہ اس میں کوئی گناہ اور شرک کی بات نہ لکھی ہو۔ نیز تعویز گنڈے کا اثر ہوتا ہے اور ضرور ہوتا ہے مگر ان کی تاثیر بھی اللہ کے حکم کے تابع ہے۔ تعویز گنڈے کے جواز کی تین شرطیں ہیں۔

اول :- کسی جائز مقصد کے لئے ہو، ناجائز مقاصد کے لئے نہ ہو۔

دوم :-اس کے الفاظ کفر وشرک پر مشتمل نہ ہوں اور اگر وہ ایسے الفاظ پر مشتمل ہو جن کا مفہوم معلوم نہیں تو وہ ناجائز ہے۔

سوم :-ان کو مؤثر بالذات نہ سمجھا جائے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۵۰)

فائدہ : لیکن بہتر یہ ہے کہ تعویذ وغیرہ سے حتی الامکان اجتناب کیا جائے البتہ دعائیں خوب مانگی جائیں۔ ویسے بھی تعویذ تو ان بچوں کیلئے ہوتا ہے جو دعائیں نہیں مانگ سکتے کہ لکھ کر انکے گلے میں لٹکا دیا جائے۔ جو دعائیں مانگ سکتے ہوں ان کو تو چاہئے کہ اپنی ہر پریشانی کا حل دعاؤں کے ذریعے تلاش کریں اور اپنے مسائل اللہ تعالیٰ سے دعاؤں کے ذریعے حل کروائیں۔ تعویذ کے معنی ہے "پناہ طلب کرنا"، اور ہر مسلمان مرد وعورت کیلئے بہترین تعویذ ہر فرض نماز کے بعد سورۃ اخلاص، معوذ تین اور آیت الکرسی کا پڑھنا ہے۔ اسی طرح "منزل" نامی کتابچہ جو قرآن کریم کے آیات پر مشتمل ہے جو نظر، جادو، آسیب وغیرہ میں بہت ہی مفید ہے اسکے پڑھنے کا بھی اہتمام کریں۔ اور ان سب سے بڑھ کر یہ کہ بزرگ فرماتے ہیں کہ سب سے بڑا تعویذ شریعت کی پابندی ہے۔

﴿غیر مسلم سے منتر پڑھوانا﴾

سوال : اگر جسمانی بیماری ہو یا بھوت بلا وغیرہ کی شکایت ہو جائے تو غیر مسلم کے پاس جو خلاف توحید منتر پڑھ کر دم کرتا ہے جانا اور منتر پڑھوا کر دم کروانا جائز ہے یا نہیں؟ بہت سے آدمیوں کو فائدہ بھی ہوتا ہے؟

جواب : جب یہ یقین ہے کہ منتر کے الفاظ اور مضمون خلاف توحید اور شرکیہ ہے تو اس شخص سے عمل کرانا جائز نہیں۔ رہا فائدہ ہو جانا تو یہ حق ہونے کی دلیل نہیں ہے۔(فتاویٰ رحیمیہ جلد ا صفحہ ۱)

﴿اسلام میں نحوست وبد شگونی کا حکم﴾

سوال : ہمارے مذہب اسلام میں نحوست (بد شگونی) کی کیا حیثیت ہے؟ بعض لوگ پاؤں پر پاؤں رکھنے کو نحوست سمجھتے ہیں۔ کچھ لوگ انگلیاں چٹخانے کو نحوست سمجھتے ہیں کوئی کہتا ہے کہ فلاں کام کے لئے فلاں دن منحوس ہے۔

جواب : اسلام نحوست کا قائل نہیں اس لئے کسی کام یا دن یا شخص کو منحوس سمجھنا غلط ہے نحوست اگر ہے تو انسان کی اپنی بد عملی میں ہے یہ بد عملیاں اور نافرمانیاں خدا کے قہر اور لعنت کا موجب ہیں ان سے بچنا چاہئے۔ پاؤں پر پاؤں رکھنا جائز ہے انگلیاں چٹخانا نامناسب حرکت ہے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۵۹)

﴿ماہ صفر کو منحوس سمجھنا﴾

سوال : کیا صفر کا مہینہ خصوصاً اسکے ابتدائی تیرہ دن جس کو عرف میں تیرہ تیزی کہا جاتا ہے منحوس ہے؟

جواب : صفر کے مہینے کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی رسم ہے مسلمان تو اس کو صفر المظفر اور صفر الخیر سمجھتے ہیں یعنی خیر اور کامیابی کا مہینہ۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۶۰)

﴿شعبان وغیرہ میں شادی کا حکم﴾

سوال : محرم، صفر، شعبان یا دو عیدوں عید الفطر اور عید الاضحیٰ کے درمیان شادی کرنا کیسا ہے؟ اسکو ناجائز اور منحوس سمجھنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب : اسلام میں نحوست اور بد شگونی کا کوئی تصور نہیں۔ اسلام نے کوئی مہینہ ایسا نہیں بتایا جس میں نکاح ناجائز ہو۔ ان مہینوں اور اوقات میں شادی کرنا یا نکاح کرنا بالکل

صحیح اور درست ہے اور اس کو ناجائز یا منحوس سمجھنا غلط عقیدہ ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۶۰، ۳۶۱)

﴿قرآن کریم سے فال نکالنے کا حکم﴾

سوال: قرآن مجید سے فال دیکھنا اور اسکو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: قرآن مجید سے فال دیکھنا حرام اور گناہ ہے اور اس فال کو اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھنا نادانی ہے۔ اس سے بسا اوقات قرآن مجید کی توہین یا اس کی جانب سے بد عقیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کا نتیجہ کفر تک نکل سکتا ہے مثلاً ایک آدمی نے قرآن مجید سے فال نکال کر کوئی کام کیا اور اس کا انجام اچھا نہ نکلا تو قرآن مجید سے بد عقیدگی پیدا ہو جائے گی یا مثلاً چوری وغیرہ کے سلسلے میں فال نکالی اور اس میں کسی آدمی کا نام نکلا عین ممکن ہے کہ وہ آدمی جذبات میں قرآن کریم کی توہین کر بیٹھے جو کہ کفر ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ قرآن کریم سے فال نکالنا ناجائز اور حرام ہے (کفایت المفتی جلد ۹ صفحہ ۲۲۰، صفحہ ۲۲۱ ملخصاً)

﴿نجومی یا پامسٹ کے پاس جانے کا حکم﴾

سوال: نجومی یا دست شناس (پامسٹ) کے پاس جانا اور انکی باتوں پر یقین رکھنا از روئے شریعت کیسا ہے؟

جواب: ایسے لوگوں کے پاس جانا گناہ اور ان کی باتوں پر یقین کرنا کفر ہے۔ صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا۔ "جو شخص کسی پنڈت، نجومی یا قیافہ شناس کے پاس گیا اور اس سے کوئی بات دریافت کی تو چالیس دن تک اس کی نماز قبول نہ ہوگی"۔ مسند احمدؒ اور ابو داؤدؒ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے تین شخصوں کے بارے میں فرمایا کہ محمد ﷺ پر نازل شدہ دین سے بری ہیں ان میں سے ایک وہ بھی ہے جو کسی کاہن کے پاس جائے اور اس کی بات کی تصدیق کرے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۷۳)

﴿ستاروں کے ذریعہ فال نکالنا﴾

سوال: ستاروں کے ذریعہ فال نکالنا اور اس پر یقین رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اسلام ستارہ شناسی کا قائل نہیں نہ اس پر یقین رکھتا ہے، بلکہ حدیث میں اس کی بہت سخت مذمت آئی ہے۔ لہٰذا ستاروں کے ذریعہ فال نکالنا جائز نہیں اور اس پر اعتقاد رکھنا گناہ ہے۔ (تلخیص آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۳۷۰)

﴿ماہ صفر کے آخری بدھ کو خوشی کے طور پر منانا﴾

سوال: ماہ صفر کے آخری چہار شنبہ (بدھ) کو خوشی کے دن کے طور پر منانا اور اس دن تفریح وغیرہ کے لئے جانا اور یہ سمجھنا کہ اس دن آنحضرت ﷺ نے مرض سے شفاء پائی، غسل کیا اور سیر و تفریح فرمائی اس لئے مسلمانوں کو اس کی خوشی منانی چاہئے، شرعاً کیسا ہے؟

جواب: مذکورہ چیزیں بالکل بے اصل اور بلا دلیل ہیں، مسلمانوں کے لئے آخری چہار شنبہ کو خوشی کے دن کے طور پر منانا جائز نہیں ہے شمس التواریخ میں ہے کہ

"۲۶ صفر ۱۱ھ یوم دوشنبہ کو آنحضرت ﷺ نے لوگوں کو رومیوں سے جہاد کرنے کا حکم دیا اور ۲۷ صفر یوم سہ شنبہ کو حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ امیر لشکر مقرر کیے گئے۔ ۲۸ صفر یوم چہار شنبہ کو اگرچہ آپ بیمار ہو چکے تھے لیکن اپنے ہاتھ سے نشان تیار کر کے حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیا ابھی کوچ کی نوبت نہ آئی تھی کہ آخر روز چہار شنبہ اور اول شب پنج شنبہ میں آپ کی علالت خوفناک

ہوگئی اور ایک تہلکہ پڑ گیا اسی دن وقت عشاء سے آپ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نماز پڑھانے پر مقرر فرمایا"۔ (شمس التواریخ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰۸، صفحہ ۱۰۰۹)

اس سے ثابت ہوتا ہے کہ ۲۸ صفر چہار شنبہ کے روز آنحضرت ﷺ کے مرض میں زیادتی ہوئی تھی اور یہ دن ماہ صفر کا آخری چہار شنبہ تھا۔ یہ دن مسلمانوں کے لئے خوشی کا تو ہے ہی نہیں البتہ یہود وغیرہ کیلئے شادمانی کا دن ہو سکتا ہے لہٰذا اس دن کو خوشی کا دن ٹھہرا کر خوشی وغیرہ منانا تمام باتیں خلاف شرع اور ناجائز ہیں۔

(فتاوی رحیمیہ جلد ا صفحہ ۱۱۹ صفحہ ۱۲۰)(احکام شریعت جلد ۲ صفحہ ۵۰)

﴿پتھروں کے اثرات کا عقیدہ رکھنا﴾

سوال : اکثر لوگ مختلف ناموں کے پتھروں کی انگوٹھیاں پہنتے ہیں اور ساتھ یہ بھی کہتے ہیں کہ فلاں پتھر میری زندگی پر اچھے اور فلاں برے اثرات ڈالتا ہے اور ساتھ ساتھ ان پتھروں کو اپنے حالات اچھے اور برے کرنے پر یقین رکھتے ہیں براہ کرم بتائیں کہ شرعی لحاظ سے ایسا یقین رکھنا کیسا ہے ؟

جواب : پتھر انسان کی زندگی پر اثرانداز نہیں ہوتے۔ اس کے نیک یا بد عمل اس کی زندگی کے بننے یا بگڑنے کے ذمہ دار ہیں۔ پتھروں کو اثر انداز سمجھنا مشرک قوموں کا عقیدہ ہے، مسلمانوں کا نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ا صفحہ ۲۷۷)

فائدہ : یاد رکھئے جب دین کی محنت زندہ ہوتی ہے اور گھروں، مسجدوں اور بازاروں میں ایمان و یقین کی باتوں کے مذاکرے ہوتے رہتے ہیں تو مسلمان کا ایمان، یقین پختہ رہتا ہے وہ نہ کسی پتھر سے ڈرتا ہے نہ درخت سے نہ کافروں کے بجو سے بلکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہے۔ باقی تمام خوف اسکے د سے نکل جاتے ہیں اسلئے ہمیں دین کی محنت کو عام کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکی توفیق عطا فرمائے اور ہمارے لئے اس کام کو آسان فرمائے۔

ردبدعات

﴿۲۲ رجب کے کونڈوں کا حکم﴾

سوال : ۲۲ رجب کو کونڈا کرنے یعنی اپنے گھروں میں حضرت امام جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کے ایصال ثواب کے لئے کونڈوں کا ختم دلوانے کا کیا حکم ہے ؟ کیا ۲۲ رجب حضرت جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کا یوم پیدائش یا وفات ہے یا نہیں اور شریعت میں ان کونڈوں کی اصل کیا ہے ؟

جواب : کونڈوں کی مروج رسم دشمنان صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات پر اظہار مسرت کے لئے ایجاد کی ہے ۲۲ رجب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا یوم وفات ہے (طبری ذکر وفات معاویہ، استیعاب) ۲۲ رجب کو حضرت جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ سے کوئی تعلق نہیں نہ اس میں ان کی ولادت ہوئی نہ وفات بلکہ آپ کی یوم ولادت ۸ رمضان ۸۰ھ یا ۸۳ھ کی ہے اور وفات شوال ۱۴۸ھ میں ہوئی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ اس رسم کو محض پردہ پوشی کے لئے حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کیا جاتا ہے درحقیقت یہ تقریب حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی وفات کی خوشی میں منائی جاتی ہے۔

جسوقت یہ رسم ایجاد ہوئی، دشمنان صحابہؓ مسلمانوں سے مغلوب تھے، اس لئے یہ

اہتمام کیا گیا کہ شیرینی علانیہ تقسیم نہ کی جائے تا کہ راز فاش نہ ہو بلکہ خاموشی کے ساتھ ایک دوسرے کے ہاں جا کر اسی جگہ یہ شیرینی کھالیں جہاں اس کو رکھا گیا ہے اور اس طرح اپنی خوشی و مسرت ایک دوسرے پر ظاہر کریں۔ (اور مروجہ کونڈوں میں یہ شق اب تک باقی ہے کہ اس کا حصہ بھیجا نہیں جاتا جہاں کونڈے ہوں وہاں ہی جا کر کھاتے ہیں) جب اسکا کچھ چرچا ہوا تو اس کو حضرت جعفر صادق رحمتہ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر کے تہمت ان پر لگائی کہ انھوں نے خود اس تاریخ کو اپنی فاتحہ کا حکم دیا ہے حالانکہ یہ منگھڑت ہے۔ مسلمانوں پر لازم ہے کہ ہرگز ایسی رسم کو اختیار نہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اسکی حقیقت سے آگاہ کر کے اس سے بچانے کی کوشش کریں۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ا صفحہ ۲۲۰، احسن الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۶۸، خیر الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۵۵۳)

﴿شب برأت کی رسمیں﴾

سوال : شب برات کو حلوہ پکانا، اور گھروں کی صفائی کا اہتمام کرنا کیسا ہے؟ اس شب گھروں، مسجدوں اور قبروں پر چراغاں کرنا، عود اور اگربتی سے معطر کرنا شرعاً کیا حکم رکھتا ہے جب کہ کچھ لوگ ان کاموں کو سنت سمجھ کر کرتے ہیں؟

جواب : سوال میں مذکورہ تمام امور خلاف سنت اور رسوم جاہلیت ہیں جن سے بچنا اشد ضروری ہے (فتاویٰ محمودیہ جلد ا صفحہ ۱۸۳، صفحہ ۲۲۳)

﴿متبرک راتوں میں چراغاں کرنا﴾

سوال : بارہ ربیع الاول کی شب (اور دیگر متبرک راتوں) میں چراغاں کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب : افضل الرسل خاتم الانبیاء ﷺ کی عزت و توقیر اور آپ سے محبت و عقیدت اصل ایمان ہے۔ جس بدنصیب کے قلب میں رسول مقبول ﷺ سے عقیدت و محبت نہیں وہ درحقیقت ایمان ہی سے ناآشنا ہے۔

فقہائے کرام نے صاف طور پر اپنی کتابوں میں متبرک راتوں میں چراغاں کرنے کو بدعت، حرام اور آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت قرار دیا ہے۔ چنانچہ علامہ ابن عابدین شامی رحمتہ اللہ علیہ اپنی کتاب تنقیح الفتاوی الحامدیہ کے جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ پر تحریر فرماتے ہیں:

ترجمہ "اکثر شہروں میں جو رواج ہو گیا ہے کہ سال کی متبرک مخصوص راتوں میں چراغاں کیا جاتا ہے اور اس میں مال کثیر خرچ کیا جاتا ہے، یہ بدعت اور ناجائز ہے کیونکہ اس میں بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً آتش پرستوں کے ساتھ مشابہت ہے اور بلا وجہ شرعی مال کو ضائع کرنا ہے اور بچے اور بے ہودہ لوگ مساجد میں جمع ہو کر شور و شغب کرتے ہیں جس سے مساجد کی بے حرمتی ہوتی ہے حالانکہ مساجد کا احترام لازم ہے"۔

(تنقیح الفتاوی الحامدیہ جلد ۲ صفحہ ۳۵۹ بحوالہ فتاوی محمودیہ جلد ا صفحہ ۲۰۳ ملخصاً)

فائدہ : دراصل اسلام سے پہلے قوموں میں اپنے بزرگوں کی برسی اور سالگرہ منانے کا معمول تھا جیسا کہ عیسائیوں میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے یوم ولادت پر "عید میلاد" منائی جاتی ہے اس کے برعکس اسلام نے برسی اور سالگرہ منانے کی رسم ختم کر دی اور اس میں دو حکمتیں ہے۔ ایک یہ کے سالگرہ کے موقع پر جو کچھ کیا جاتا ہے وہ اسلام کی دعوت اور اس کی روح و مزاج سے کوئی مناسبت نہیں رکھتا اسلام اس ظاہری سج دھج، نمود، نمائش اور نعرہ بازی کا قائل نہیں۔ وہ اس شور و شغب اور ہاؤ ہو سے ہٹ کر اپنی دعوت کا آغاز دلوں کی تبدیلی سے کرتا ہے اور عقائد حقہ، اخلاق حسنہ

اور اعمال صالحہ کی تربیت سے "انسان سازی" کا کام کرتا ہے۔ اس کی نظر میں یہ ظاہری مظاہر ایک کوڑی کی قیمت بھی نہیں رکھتے۔ جن کے بارے میں کہا گیا ہے۔

"جگمگاتے در و دیوار دل بے نور ہیں"

دوسری حکمت یہ ہے کہ اسلام دیگر مذاہب کی طرح کسی خاص موسم میں برگ وبار نہیں لاتا بلکہ وہ تو ایسا سدابہار شجرہ طوبےٰ ہے جس کا پھل اور سایہ دائم و قائم ہے۔ گویا اس کے بارے میں قرآنی الفاظ میں "اُكُلُهَا دَآئِمٌ وَّظِلُّهَا" (ترجمہ: اس کا پھل اور سایہ ہمیشہ قائم ہے) (سورۃ رعد آیت ۳۵) کہنا بجا ہے۔ اس کی دعوت اور اس کا پیغام کسی خاص تاریخ کا مرہون منت نہیں بلکہ آفاق و زمان کو محیط ہے۔

بہر حال دنیا کا کونسا مسلمان اس سے ناواقف ہوگا کہ آنحضرت ﷺ نے مسلمانوں کے لئے "عید" کے دو دن مقرر کئے ہیں۔ عید الفطر اور عید الاضحیٰ اگر آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کو بھی عید کہنا صحیح ہوتا اور اسلام کے مزاج سے یہ چیز مناسبت رکھتی تو آنحضرت ﷺ خود ہی اس کو عید قرار دے سکتے تھے اور اگر آنحضرت ﷺ کے نزدیک یہ پسندیدہ چیز ہوتی تو آپ ﷺ نہ سہی خلفائے راشدین رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین ہی آپ ﷺ کے یوم ولادت کو "عید" کہہ کر جشن عید میلاد النبی ﷺ کی طرح مناتے مگر انہوں نے ایسا نہیں کیا اس سے دو ہی نتیجے نکل سکتے ہیں یا یہ کہ ہم اس کو "عید" کہنے میں غلطی پر ہیں۔ یا یہ کہ نعوذباللہ ہمیں تو آنحضرت ﷺ کے یوم ولادت کی خوشی ہے مگر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین خصوصاً خلفائے راشدین کو کوئی خوشی نہیں تھی۔ انہیں آپ ﷺ سے اتنا عشق بھی نہیں تھا جتنا ہمیں ہے۔ ستم یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ کی تاریخ ولادت میں تو اختلاف ہے بعض ۹ ربیع الاول بتاتے ہیں۔ بعض ۸ ربیع الاول اور مشہور ۱۲ ربیع الاول ہے۔ جبکہ

مشہور قول کے مطابق جس پر تقریباً جمہور کا اتفاق ہے کہ آنحضرت ﷺ کی وفات ۱۲ ربیع الاول ہی کو ہوئی۔ گویا ہم نے "جشن عید" کے لئے دن بھی تجویز کیا تو وہ جس میں آنحضرت ﷺ دنیا کو داغ مفارقت دے گئے۔ اگر کوئی ہم سے یہ سوال کرے کہ تم لوگ "جشن عید" آنحضرت ﷺ کی ولادت طیبہ پر مناتے ہو یا آنحضرت ﷺ کی وفات کی خوشی میں؟ (نعوذباللہ) تو شاید ہمیں اس کا جواب دینا بھی مشکل ہوگا۔ لہٰذا اس طرح کے اعمال کو ذریعہ قرب و ثواب سمجھنا درست نہیں ہے۔

(اختلاف اُمت اور صراط مستقیم صفحہ ۸۵)

﴿مروجہ میلاد کا حکم﴾

سوال: مروجہ میلاد شریف پڑھنا، پڑھوانا، اور اس میں قیام کرنے کے بارے میں شرعی حکم کیا ہے؟ یہ جائز ہے یا ناجائز اور بدعت؟ وضاحت سے بیان فرما کر ممنون فرمائیں۔ جبکہ قیام اس عقیدے کی وجہ سے ہو کہ خود حضور ﷺ مجلس میں تشریف لاتے ہیں؟

جواب: حضرت نبی کریم ﷺ کا ذکر مبارک کرنا اور جو چیز بھی آپ سے متعلق ہو اس کا ذکر کرنا بغیر کسی غیر ثابت پابندی اور قید کے بلاشبہ موجب برکت، باعث اجر، ذریعہ قرب اور تقاضائے ایمان ہے۔

لیکن مروجہ طریقہ پر جو مجلس میلاد منعقد کی جاتی ہے، اس کا ثبوت قرآن پاک، حدیث شریف اور فقہ میں کہیں نہیں۔ نہ حضور ﷺ نے یہ مجلس منعقد کی نہ صحابہؓ نے نہ ائمہ مجتہدین اور نہ ہی محدثین نے۔ چھٹی صدی ہجری تک یہ مجلس کہیں نہیں ہوئی اس کے بعد سے شروع ہوئی۔ سلطان مظفر الدین کوکری بن اربل نے سب سے پہلے یہ مجلس منعقد کی اور بہت روپیہ پیسہ خرچ کیا جیسا کہ دول الاسلام میں ہے کہ تقریباً تین

لاکھ خرچ کرتا تھا۔اسی وقت سے علماء حق نے اس کی تردید کی اور کرتے چلے آرہے ہیں۔

حضور اقدس ﷺ کا مجالس میلاد میں تشریف لانے کا عقیدہ بلا دلیل ہے قرآن پاک حدیث وغیرہ کسی چیز سے بھی ثابت نہیں ہے۔ لہٰذا یہ عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے۔اس سے توبہ لازم ہے۔

جب ان مجالس میلاد میں تشریف لانا ثابت نہیں تو پھر تشریف آوری کی خاطر قیام کرنا غلط ہوا، اور اگر بالفرض تشریف لاتے بھی تو قیام درست ہوتا؟ اس کے لئے احادیث کی روشنی میں جو ہدایات ملتی ہیں وہ یہ ہیں:

(۱) حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ لاٹھی ٹیکتے ہوئے تشریف لائے تو ہم لوگوں نے آپ کی تشریف آوری کی خاطر تعظیماً قیام کیا اس پر آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”میرے لئے قیام مت کرو جیسا کہ عجمی لوگ ایک دوسرے کی تعظیم کے لئے قیام کرتے ہیں“۔(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۳)

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کی نظروں میں حضور اکرم ﷺ سے زیادہ کوئی بھی محبوب نہیں تھا لیکن جب صحابہ کرامؓ حضور ﷺ کو دیکھتے تھے تو قیام نہیں کرتے تھے کیونکہ جانتے تھے کہ یہ قیام آنحضرت ﷺ کو ناپسند و ناگوار ہے۔(مشکوٰۃ جلد ۲ صفحہ ۴۰۳) ان دو احادیث میں صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کا طرزِ عمل صاف صاف بیان کر دیا گیا ہے اس سے، یہ معلوم ہوا کہ جو کام محبوب کو ناپسند و ناگوار ہو وہ ہرگز نہ کیا جائے خواہ اسکے لئے دلی تقاضہ کتنا ہی مجبور کیوں نہ کرتا ہو۔ اپنے دلی تقاضے کے مقابلے میں ہمیشہ محبوب کی خاطر کا لحاظ رکھنا محب کے ذمہ لازم ہے۔

جب عین حیات کے عالم میں خود بنفس نفیس رسول اللہ ﷺ نے دنیا میں موجود ہوتے ہوئے اپنے لئے قیام پسند نہیں کیا تو انتقال کے بعد کیسے پسند فرمائیں گے۔

تفصیل کیلئے: ملاحظہ فرمائیں۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۱۹۷ تا صفحہ ۲۰۵ و خیر الفتاویٰ صفحہ ۵۸۵ تا صفحہ ۵۸۸)

﴿فاتحہ خوانی کا حکم﴾

سوال: آج کل فاتحہ مروجہ یعنی کھانا یا مٹھائی وغیرہ سامنے رکھ کر اس پر قرآن مجید کی کچھ آیتیں یا سورتیں پڑھ کر اس کھانے اور قرآن مجید کا ثواب میت کو پہنچاتے ہیں اور اگر اس طریقے سے فاتحہ نہ دلوایا جائے تو سمجھتے ہیں کہ ثواب نہیں پہنچا نیز تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں وغیرہ کرتے ہیں اور اس کو ضروری سمجھتے ہیں اور منع کرنے والوں کو برا سمجھتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ، تابعین یا تبع تابعین وغیرہ سے ثابت ہے؟ اگر ثابت ہے تو کہاں؟

جواب: بلا التزام تاریخ و معینہ وغیرہ کے نفس ثواب پہنچانا قرآن پاک پڑھ کر، نماز پڑھ کر، روزہ رکھ کر، غرباء و مساکین کو کھانا کھلا کر، ضرورت مندوں کو کپڑا وغیرہ دے کر بلا شبہ بہتر و مستحسن ہے اور حدیث و فقہ سے ثابت ہے۔

لیکن فاتحہ مروجہ، تیجہ، دسواں، بیسواں، چالیسواں یہ سب چیزیں شرعاً بے اصل ہیں اور بدعت و ممنوع ہیں نہ رسول اللہ ﷺ کا یہ طریقہ ہے نہ صحابہ کرامؓ کا نہ تابعین اور تبع تابعین کا، ان چیزوں سے منع کرنے والوں کو برا سمجھنا خود برا اور ناجائز ہے۔(فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۷)

فائدہ: ہر عمل میں مسلمان کی شان یہ ہونی چاہئے کہ وہ یہ دیکھے کہ حضور اکرم ﷺ نے ہمیں اس عمل کے بارے میں کیا بتلایا ہے؟ آپ ﷺ اور صحابہ کرام نے اس وقت

کیا گیا ہے۔ ہمیں پوری تاریخ میں کہیں یہ نہیں ملتا کہ کسی کے انتقال پر مدینہ منورہ میں تین دن یا دس دن یا چالیس دن بعد ایصال ثواب کے لئے اس طرح اکٹھے ہوئے ہوں اور آج بھی مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ میں اسطرح نہیں ہے۔

لہٰذا جب حضور ﷺ اور نے صحابہ رضی اللہ عنہم نے نہیں کیا تو ہمیں بھی تیجہ، دسواں، چالیسواں نہیں کرنا چاہئے۔ یہ حضور ﷺ کی سنت کے خلاف ہے اور ثواب کے بجائے گناہ ہے۔

﴿عرس اور قوالی کرنے کا شرعی حکم﴾

سوال: عرس منانا، قوالی کرنا اور کروانا، طبلہ و سارنگی بجانا شرعاً کیسا ہے؟ اور ایسی محفلوں میں شریک ہونا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب: عرس اور قوالی کرنا، طبلہ اور سارنگی بجانا اور اس کا سننا اور ایسی محفلوں میں شریک ہونا نامناسب، ناجائز اور بدعت ہے اور اولیاء اللہ کی طرف ان چیزوں کو منسوب کرنا ان بزرگوں پر تہمت ہے۔ فتاویٰ بزازیہ میں اس کے ناجائز ہونے پر ائمہ اربعہ کا اجماع نقل کیا ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۹)

﴿شریعت میں گیارہویں کا حکم﴾

سوال: گیارہویں شریف کی شرعاً کیا حیثیت ہے؟ جائز ہے یا ناجائز اور بدعت؟ وضاحت سے بیان فرمائیے۔

جواب: مروجہ گیارہویں شریف بدعت ہے۔ زمانہ سلف صالحین میں اس کا کہیں وجود نہیں تھا۔ بعد کے مسلمانوں نے یہ رسم اہل ہنود (ہندوؤں) سے لی ہے۔ چنانچہ مشہور مورخ علامہ بیرونیؒ لکھتے ہیں کہ۔

"اہل ہنود کے نزدیک جو حقوق میت کے وارث پر عائد ہوتے ہیں وہ یہ ہیں کہ ضیافت کرنا اور یوم وفات سے گیارہویں اور پندرہویں روز کھانا کھلانا، اسی طرح اختتام سال (عرس) پر کھانا کھلانا ضروری ہے"۔

اس سے معلوم ہوا ہے کہ یہ رسم ہندوؤں سے لی گئی ہے شرعاً اسکی کوئی حیثیت نہیں بلکہ بدعت ہے۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۱ صفحہ ۵۵۲)

﴿اہل میت کی طرف سے تیار کئے ہوئے کھانے کا حکم﴾

سوال: اس کھانے کے بارے میں جسے اہل میت تیار کرکے لوگوں کی دعوت کرتے ہیں علمائے دین کیا فرماتے ہیں؟ شادی کی طرح اس موقع پر بھی خویش و اقارب اور احباب کا اجتماع ہوتا ہے اور اس رسم کو ضروری سمجھا جاتا ہے۔

جواب: یہ دعوت مروجہ کئی وجوہ سے ناجائز اور بدعت ہے مثلاً:

(۱) یہ حقیقت میں ہندوؤں کی رسم ہے پس اس میں تشبیہ بالہنود ہے۔ (جو کہ حرام ہے)

(۲) شریعت میں غمی کے موقع پر دعوت ثابت نہیں،

(۳) اس دعوت کو لازم (اور ضروری) سمجھا جاتا ہے اور التزام مالایلتزم (غیر ضروری چیز کو ضروری سمجھنا) ناجائز ہے۔

(۴) دعوت پر جو رقم صرف ہوتی ہے اس میں عموماً نابالغ یتیموں کا حصہ بھی ہوتا ہے (جسکے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے وَالَّذِيْنَ يَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ الْيَتَامٰى ظُلْمًا اِنَّمَا يَاْكُلُوْنَ فِيْ بُطُوْنِهِمْ نَارًا وَسَيَصْلَوْنَ سَعِيْرًا" بلاشبہ جو لوگ یتیموں کا مال بلا استحقاق کھاتے ہیں کچھ نہیں بس اپنے شکم میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جلتی (آگ) میں داخل ہونگے") نابالغ کا مال صدقہ اور خیرات میں دینا کسی صورت میں جائز نہیں۔

(۵) اس دعوت سے مقصود ایصال ثواب نہیں ہوتا بلکہ ریا و نمود مطلوب ہوتی ہے یا لوگوں کے طعن و تشنیع کے ڈر سے دعوت کی جاتی ہے جو کہ شرک اصغر ہے۔

ایصال ثواب مطلوب نہ ہونے پر چند قرائن ہیں۔

(الف) اخفاء صدقہ یعنی خفیہ طریقے سے صدقہ دینا افضل ہے اس کے باوجود جب ان لوگوں کو اخفاء کی ترغیب دیجاتی ہے تو ہرگز قبول کرنے کو تیار نہیں ہوتے۔

(ب) صدقہ بصورت نقد زیادہ بہتر ہے کیونکہ یہ فقراء کے لئے زیادہ نافع ہے کہ جیسی ضرورت ہوگی اس نقد رقم سے پوری ہو سکے گی اور اگر فی الوقت کوئی ضرورت نہیں تو نقد رقم وقت ضرورت کے لئے محفوظ بھی رکھ سکتا ہے جبکہ یہ فوائد دعوت میں نہیں، معہذہ نقد صدقہ سے ایصال ثواب پر کوئی راضی نہیں ہوتا۔

(ج) اگر ایصال ثواب کی نیت ہوتی تو فقراء و مساکین کو مقدم سمجھا جاتا، حالانکہ ہوتا یہ ہے کہ اقرباء احباب کا اجتماع ہوتا ہے یا پھر اصحاب اقتدار اور اہل ثروت لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ فقراء تو صرف برائے نام ہوتے ہیں بلکہ کئی مواضع پر تو برائے نام بھی کوئی فقیر نہیں ہوتا۔ بعض مرتبہ تو فقراء مساکین کو ایسے مقامات پر گھسنے ہی نہیں دیا جاتا۔ ان حالات میں اس دعوت کو کون یہ کہنے کی جرات کر سکتا ہے کہ یہ ایصال ثواب کے لئے ہے؟ مزید تفصیل کیلئے دیکھئے (احسن الفتاوی جلد ا صفحہ ۳۵۵)

﴿جنازہ کے ساتھ باآواز بلند کلمہ طیبہ کا ورد کرنا﴾

سوال: بعض جگہ دستور ہے کہ میت کا جنازہ جب لے جاتے ہیں تو ساتھ ساتھ بلند آواز سے کلمہ طیبہ کا ورد ضروری سمجھتے ہیں۔ کیا شرع میں اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب: جنازے کے ساتھ جہراً کلمہ پڑھنا بدعت ہے۔ نہ حدیث میں اس کی کوئی اصل ہے نہ ہی علماء سلف کا یہ طریقہ رہا ہے، بلکہ بعد کے لوگوں کی ایجاد ہے۔

(احسن الفتاوی جلد ا صفحہ ۳۳۸)

﴿فرض نمازوں کے بعد بلند آواز سے درود پڑھنا﴾

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین کہ نماز کے بعد درود شریف بالجہر پڑھنا اور آیت انّ اللہ وملئکتہٗ آخر تک پڑھنے کو لازم جاننا اور اس کے بعد اجتماعی طور پر درود شریف پڑھنے کو ضروری سمجھنا کیسا ہے؟

جواب: درود شریف پڑھنا بلا شبہ ہر وقت اور ہر جگہ بہت بڑا ثواب اور باعث برکت ہے لیکن نماز کے بعد درود شریف یا آیت انّ اللہ وملئکتہ آخر تک کو ضروری سمجھنا صحیح نہیں۔

شریعت کا اصول ہے کہ کسی مباح یا مستحب کام کو ضروری اور واجب قرار دینا گناہ ہے پھر جو چیز رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہی نہ ہو اسکو ضروری سمجھنے کی کیا حیثیت ہوگی اس کا آپ خود اندازہ لگا سکتے ہیں۔

(در مختار جلد ا باب سجود التلاوہ) (ماخوذ از احسن الفتاوی جلد ا صفحہ ۳۳۸ بتغیر یسیر)

﴿نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا﴾

سوال: نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا کیسا ہے؟

جواب: (نماز جنازہ خود دعا ہے اسلئے جب جنازے کی نیت کی جاتی ہے تو اس میں یہی کہا جاتا ہے کہ دعا اس میت کے لئے اس وجہ سے جنازے کے بعد دعا مانگنا کوئی معنی نہیں رکھتا اور اس سے بڑھ کر یہ کہ نماز جنازہ کے بعد دعا مانگنا چونکہ حضور اکرم ﷺ اور صحابہ و تابعین رضوان اللہ تعالی علیہم اجمعین سے ثابت نہیں اس لئے فقہاء اسے ناجائز اور مکروہ فرماتے ہیں۔ چنانچہ تیسری صدی ہجری کے فقیہ امام ابو بکر بن حامد رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں انّ الدّعاء بعد صلوۃ الجنازۃ مکروہ" "نماز جنازہ" کے بعد دعا کرنا مکروہ ہے "فوائد بہیہ صفحہ ۲۱۵ اجلد ا تفصیل کے لئے دیکھئے۔

(احسن الفتاوی جلد ا صفحہ ۳۳۶)

تدفین کے بعد قبر پر اذان

سوال: ہمارے علاقوں میں عام رواج ہے کہ مردہ کو دفن کرنے کے بعد قبر پر اذان دی جاتی ہے۔ شرعاً اس طرح کرنا کیا حکم رکھتا ہے؟

جواب: اذان عند القبر کسی شرعی دلیل سے ثابت نہیں اس لئے بدعت ہے۔ ردالمحتار جلد ایک میں اور در مختار میں اسکو بدعت لکھا ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۱ صفحہ ۳۴۲)

فائدہ: فعل مذکورہ کے جواز کی جہلاء جو یہ دلیل بیان کرتے ہیں کہ مردے کو قبر میں سوال کے وقت شیطان ورغلانے آتا ہے لہٰذا اس کو دفع کرنے کے لئے ایسا کرتے ہیں کیونکہ حدیث سے ثابت ہے کہ اذان کی آواز سن کر شیطان دور بھاگ جاتا ہے تو فقہاء نے یہ وجہ رد کی ہے کہ کسی صحیح حدیث سے یہ ثابت نہیں کہ شیطان قبر میں بھی مردے کو ورغلانے آتا ہے کیونکہ اس کا بہکانا انسان کی جان نکلنے تک ہے۔

میت کے سینے یا پیشانی پر کلمہ شہادت لکھنا

سوال: میت کے سینہ یا پیشانی پر کلمہ شہادت لکھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جائز نہیں اس لئے کہ میت کے پھٹنے کی وجہ سے اسکی بے حرمتی ہوگی۔ البتہ اگر بغیر روشنائی وغیرہ کے صرف انگلی سے میت کے سینے پر لکھا جائے (یعنی خالی انگلی قلم کی طرح پھیر دی جائے) اس طرح کہ لکھنے کا نشان ظاہر نہ ہوں تو یہ فی نفسہ جائز ہے مگر آجکل لوگوں کے عقیدے کا فساد ظاہر ہے کہ اسے ضروری خیال کرتے ہیں اور ایسے امور کی وجہ سے گناہوں پر جرات کرنے لگتے ہیں لہٰذا اس طریقہ سے لکھنا بھی صحیح نہیں۔ (احسن الفتاوی جلد ۱ صفحہ ۳۵۱)

قبر پر پھول ڈالنا اور اگربتی جلانا

سوال: اپنے عزیزوں کی قبر پر پانی ڈالنا، پھول ڈالنا، آٹا ڈالنا اگربتیاں جلانا صحیح ہے یا غلط؟

جواب: دفن کے بعد پانی چھڑک دینا جائز ہے کیونکہ آپ ﷺ نے حضرت سعد رضی اللہ عنہ اور اپنے بیٹے ابراہیم رضی اللہ عنہ کے قبر پر پانی چھڑکا تھا اور عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے قبر پر چھڑکنے کا حکم دیا تھا (شامی) پھول ڈالنا خلاف سنت (وبدعت) ہے آٹا ڈالنا مہمل بات ہے اور اگربتیاں جلانا مکروہ و ممنوع ہے۔

(شامی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳) تفصیل کیلئے (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۱ صفحہ ۳۱۲ تا صفحہ ۳۲۵)

قبر پر چادر چڑھانا

سوال: قبروں پر چادر چڑھانا کیسا ہے؟ ایک شخص کہتا ہے کہ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا جاتا ہے تو قبروں پر چادر چڑھانے میں کیا حرج ہے۔

جواب: عَنْ عَائِشَةَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهَا اِنَّ اللّٰهَ لَمْ يَأْمُرْنَا فِيْمَا رَزَقَنَا اَنْ نَكْسُوَ الْحِجَارَةَ وَاللَّبِنَ وَالطِّيْنَ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ اللہ نے ہمیں جو مال دیا ہے اس میں ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ پتھروں، اینٹوں اور مٹی کو کپڑے اوڑھائیں۔ (مسلم و ابوداؤد)

اس حدیث میں دیوار پر چادر چڑھانے کی ممانعت آئی ہے باوجودیکہ اس میں بظاہر کوئی قباحت اور ایہام شرک وغیرہ نہیں لہٰذا قبروں پر چادر چڑھانا ایہام شرک و تعظیم غیر اللہ کی وجہ سے بطریق اولیٰ ناجائز ہوگا۔ علامہ ابن عابدین شامی قبروں پر پردہ ڈالنے کو مکروہ فرماتے ہیں (ردالمحتار جلد ۱ صفحہ ۸۳۵)

غلاف کعبہ کے کہ خود حضور ﷺ نے پہنایا ہے کیونکہ اس کی تعظیم شرک کی طرف لے جانے والی نہیں اسی لئے اس کی طرف نمازوں میں استقبال ضروری ہے اور قبروں کی طرف منہ کر کے نماز پڑھنا مکروہ ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۷۶)

دورانِ خطبہ بلند آواز سے درود شریف پڑھنا

سوال : جب خطبہ میں حضور ﷺ کا نام آئے یا خطیب صاحب یہ آیت مبارک پڑھیں يَاۤ اَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا صَلُّوْا عَلَيْهِ وَسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا تو سننے والوں کے لئے درود شریف پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : چونکہ خطبہ نماز کے حکم میں ہے اس لئے اس حالت میں زبان سے پڑھنا جائز نہیں دل میں پڑھ سکتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جب امام (خطبے کیلئے) نکلے پھر نہ نماز پڑھنا صحیح ہے نہ بات کرنا۔ رد محتار جلد ا صفحہ ۷۶۸ پر بھی یہی لکھا ہے کہ زبان سے درود پڑھنا (حالت سماع خطبہ میں) جائز نہیں بلکہ دل میں پڑھنا چاہئے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۳۸۰)

اپریل فول منانا

سوال : آپ سے ایک اہم مسئلہ کے بارے میں دریافت کرتا ہے۔ مسلمانوں کے لئے عیسائیوں کی پیروی میں اپریل فول منانا یعنی لوگوں کو جھوٹ بول کر فریب دینا یا ہنسنا ہنسانا جائز ہے کہ نہیں؟

جواب : جناب نے ایک اہم ترین مسئلہ کی طرف توجہ دلائی ہے جس میں آج کل بہت سے لوگ مبتلا ہیں۔ "اپریل فول" کی رسم مغرب سے ہمارے یہاں آئی ہے اور یہ بہت سے کبیرہ گناہوں کا مجموعہ ہے۔

اول : اس دن صریح جھوٹ بولنے کو لوگ جائز سمجھتے ہیں۔ جھوٹ کو اگر گناہ سمجھ کر بولا جائے تو گناہ کبیرہ ہے اور اگر اس کو حلال اور جائز سمجھ کر بولا جائے تو اندیشہ کفر کا ہے جھوٹ کی برائی اور مذمت کے لئے یہی کافی ہے کہ قرآن کریم نے "لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَاذِبِيْنَ" فرمایا ہے گویا جو لوگ "اپریل فول" مناتے ہیں وہ قرآن میں ملعون ٹھہرائے گئے ہیں اور ان پر خدا تعالیٰ کی، رسولوں کی، فرشتوں کی، انسانوں کی اور ساری مخلوق کی لعنت ہے۔

دوم : اس میں خیانت کا بھی گناہ ہے۔ چنانچہ حدیث شریف میں ہے۔ "بہت بڑی خیانت ہے کہ تم اپنے بھائی سے ایک بات کہو جس میں وہ تمہیں سچا سمجھے حالانکہ تم جھوٹ بول رہے ہو"۔ (مشکوٰۃ صفحہ ۴۱۳)

سوم : اس میں دوسروں کو دھوکہ دینا ہے یہ بھی گناہ ہے حدیث میں ہے۔ "جو شخص ہمیں (یعنی مسلمانوں کو) دھوکا دے وہ ہم میں سے نہیں" (مشکوٰۃ صفحہ ۳۰۵)

چہارم : اس میں مسلمانوں کو ایذا پہنچانا ہے یہ بھی گناہ ہے قرآن کریم میں ہے۔ "بے شک جو لوگ ناحق ایذا پہنچاتے ہیں مومن مردوں اور عورتوں کو انہوں نے بہتان اور بڑا گناہ اٹھایا"

پنجم : اپریل فول منانا گمراہ اور بے دین قوموں کی مشابہت ہے اور آنحضرت ﷺ کا ارشاد ہے "جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت کی وہ انہی میں سے ہوگا" پس جو لوگ فیشن کے طور پر اپریل فول مناتے ہیں ان کے بارے میں اندیشہ ہے کہ وہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ کی صف میں اٹھائے جائیں۔ جب یہ اتنے بڑے گناہوں کا مجموعہ ہے تو جس شخص کو اللہ تعالیٰ نے معمولی عقل بھی دی ہو وہ یہود و نصاریٰ کی اندھی تقلید میں اس کا ارتکاب نہیں کر سکتا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ا صفحہ ۳۹۹)(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۲ صفحہ ۳۸۱)

﴿کھڑے ہو کر کھانا کھانا﴾

سوال : آج کل شادی بیاہ وغیرہ اور عام دعوتوں میں دستور ہو گیا ہے کہ لوگ کھڑے ہو کر کھانا وغیرہ کھاتے ہیں۔ اس طرح کھڑے ہو کر کھانا شرعاً جائز ہے یا ناجائز؟

جواب : کھڑے ہو کر کھانا پینا شرعاً جائز نہیں بلکہ ممنوع ہے حدیث شریف میں اس سے صاف طور پر منع کیا گیا ہے چنانچہ صحیح مسلم شریف جلد ۲ صفحہ ۱۷۳ پر حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے منقول ہے فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر پینے سے منع فرمایا ہے حضرت قتادہؓ جو اس حدیث کے راوی ہیں فرماتے ہیں کہ ہم نے حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے پوچھا "اور کھانا"؟ (یعنی کھڑے ہو کر کھانا کیسا ہے؟) تو انھوں نے فرمایا یہ تو بہت ہی برا اور اخبث ہے۔ اسی حدیث کو امام ترمذیؒ نے بھی صفحہ ۲۸۰ پر نقل فرمایا۔ تحقیق کیلئے (احسن الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۴۸۳) دیکھیں۔

فائدہ : خود غور فرمالیجئے کہ گائے بیل، گھوڑے وغیرہ کھڑے کھڑے کھاتے ہے وہ کبھی اہتمام سے دستر خوان بچھا کر نہیں کھاتے۔ اشرف المخلوقات انسان اور پھر مسلمان کو چاہئے کہ وہ دستر خوان بچھا کر، اطمینان سے زمین پر بیٹھ کر ہاتھ دھو کر بِسْمِ اللّٰہِ وَعَلٰی بَرَکَتِ اللّٰہِ تَعَالٰی پڑھ کر کھانا کھائے۔

﴿رسول ﷺ کا نام مبارک سن کر انگوٹھے چومنا﴾

سوال : کیا فرماتے ہیں علماء دین اس مسئلے کے بارے میں کہ اذان اور اقامت میں کلمہ شہادت سن کر انگوٹھے چومنا اور آنکھوں پر لگانا احادیث صحیحہ سے ثابت ہے یا نہیں؟

جواب : آنحضرت ﷺ کا نام مبارک پڑھ کر یا سن کر درود شریف پڑھنا صحیح احادیث سے ثابت ہے اور اس میں سرور دوجہاں ﷺ کی صحیح تعظیم بھی ہے۔ اگر ایک مجلس میں کئی مرتبہ آپکا نام مبارک پڑھا یا سنا جائے تو اس کے لئے فتویٰ ہے کہ ہر مرتبہ درود پڑھنا مستحب اور کم از کم ایک مرتبہ درود پڑھنا واجب ہے۔

(درمختار و شامی جلد ا صفحہ ۳۸۱)

مگر اسوقت انگوٹھے چومنے کی کوئی صحیح حدیث یا ضعیف روایت وارد نہیں ہے لہٰذا نام مبارک سن کر بالیقین انگوٹھے چومنے کو حدیث سے ثابت شدہ ماننا اور مسنون سمجھنا اور اس کو آپ ﷺ کی تعظیم ٹھہرانا غلط اور بے دلیل ہے۔ یہ بدعتیوں کی ایجاد ہے اس سے احتراز کرنا ضروری ہے (فتاویٰ رحیمیہ جلد ا صفحہ ۵۸)

فائدہ : انگوٹھے چومنے کی جتنی روایات ہیں ساری موضوع ہیں۔ تفصیل کیلئے تذکرۃ الموضوعات صفحہ ۳۹ طاہر حنفیؒ یا موضوعات کبیر صفحہ ۷۵ ملا علی قاریؒ دیکھیں۔

﴿پیر کا فوٹو یا مجسمہ رکھنا﴾

سوال : بعض جگہ لوگ اپنے پیر کا فوٹو یا مجسمہ تبرک کے لئے گھروں میں رکھتے ہیں تبرک کے علاوہ بعض جگہوں پر اس فوٹو کے آگے نذر و نیاز بھی چڑھاتے ہیں اور ان بزرگوں کو اپنا حاجت روا سمجھتے ہیں ایسا کرنا کیسا ہے؟

جواب : شرکیہ افعال و عقائد ہیں (ان سے بچ کر رہنا چاہئے ورنہ) ان سے ایمان سلامت رہنا دشوار ہے (فتاویٰ محمودیہ جلد ا صفحہ ۲۱۳)

﴿سہرا باندھنا﴾

سوال : شادی کے موقع پر سہرا باندھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : سہرا باندھنا اصل میں ہندوانہ رسم ہے۔ جو کہ ہندوستان کے بے علم یا بے عمل مسلم خاندانوں میں بھی ہندوؤں کے اختلاط سے باقی رہ گئی۔ اسکو ترک کرنا لازم ہے۔ حدیث شریف میں ارشاد ہے کہ جس شخص نے کسی قوم کی مشابہت اختیار کی وہ انہی میں سے ہے اور اسکا حشر قیامت کے دن انہی لوگوں کے ساتھ ہوگا۔

(فتاویٰ محمودیہ جلد ا صفحہ ۵۵ خیر الفتاویٰ جلد ا صفحہ ۵۶)

کتاب الطہارۃ

بچے کا پانی میں ہاتھ ڈالنے سے پانی کا حکم

سوال : اگر چھوٹا بچہ پانی میں ہاتھ ڈال دے تو کیا اس پانی سے وضو درست ہے؟ برائے مہربانی اس کے بارے میں شرعی حکم سے مطلع فرمائیں۔

جواب : اگر علم ہو کہ بچے کا ہاتھ یقیناً پاک تھا تو بلاشبہ وضو درست ہے اور اگر پلید ہونے کا یقین ہو تو پھر کسی صورت درست نہیں اور اگر شک ہو تو بھی احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کرے معہذا اگر وضو کر لیں گے تو درست ہو جائے گا۔

(خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰)

بدبودار پانی سے وضو کرنا

سوال : پانی کی جو سرکاری ٹنکیاں ہیں کبھی کبھی ان میں بدبودار پانی آنے لگتا ہے۔ اندیشہ ہے کہ ... میں پھٹنے کی وجہ سے گندے پانی کی آمیزش ہوتی ہے کیا اس بدبودار پانی سے وضو کر سکتے ہیں؟

جواب : اگر غالب گمان یہ ہے کہ پانی کی لائن میں گندے پانی کی وجہ سے پانی بدبودار ہے تو اس بدبودار پانی سے وضو نہ کریں۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۹۰ بتغیر)

ریل گاڑی کے بیت الخلاء کے پانی کا حکم

سوال : ریل گاڑی کے بیت الخلاء میں جو پانی ہوتا ہے وہ پاک سمجھا جائے گا یا ناپاک۔ اس میں پانی ہوتے ہوئے تیمم کرنا جائز ہے یا نہیں؟ جب کہ اس پانی سے وضو کرتے ہوئے طبیعت کو کراہت معلوم ہوتی ہے۔

جواب : وہ پانی پاک ہے طبعی کراہت کی وجہ سے شک نہ کیا جائے۔ ایسی حالت میں تیمم درست نہیں۔ کیونکہ اصول ہے کہ "اَلْيَقِيْنُ لَا يَزُوْلُ بِالشَّكِّ" یقین شک سے زائل نہیں ہوتا" (فتاویٰ محمودیہ جلد ا صفحہ ۲۵)

غسل کرتے وقت چھینٹیں برتن میں پڑنا

سوال : اگر کوئی شخص جنابت کا غسل کرے یا عورت حیض و نفاس کا، اور قطرے برتن کے بیچ میں گریں تو پانی کا کیا حکم ہے؟

جواب : اس میں کچھ حرج نہیں پانی پاک ہے اور تھوڑا مستعمل پانی زیادہ غیر مستعمل پانی کو مستعمل نہیں بناتا۔ (فتاویٰ دار العلوم جلد ا صفحہ ۱۳۶ بتغیر)

راستوں کے کیچڑ وغیرہ کا حکم

سوال : سڑک پر یا گلیوں میں بارش کے کھڑے ہوئے پانی کی چھینٹیں کسی گاڑی وغیرہ کے گزرنے سے یونہی کپڑوں پر لگ جاتی ہیں۔ کیا اس سے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں؟ اور اس میں نماز پڑھنا جائز ہے یا ناجائز؟

جواب : جس آدمی کا بازار میں عموماً آنا جانا ہوتا ہو اگر راستہ کی کیچڑ اور بارش کا پانی وغیرہ اسکے کپڑے پر لگ جائے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے اور

کپڑا پاک ہے۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۔ ۔ فتاویٰ محمودیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰۲)

فائدہ : البتہ اگر بزار سے کپڑ ے کے ساتھ نجاست لگی ہوئی کپڑوں پر نظر آجائے تو ایسی صورت میں کپڑا ناپاک سمجھا جائیگا اور اس میں نماز صحیح نہیں ہو گی۔

دودھ پینے والے بچے کے پیشاب کا حکم

سوال : شیر خوار بچہ اگر کپڑوں پر پیشاب کردے تو کپڑوں کو دھونا چاہئے یا کہ ویسے ہی پانی گرا دینے سے صاف ہو جائیں گے ؟

جواب : بچے کا پیشاب ناپاک ہے اس لئے کپڑے کا پاک کرنا ضروری ہے اور پاک کرنے کے لئے اتنا کافی ہے کہ پیشاب کی جگہ پر اتنا پانی بہادیا جائے کہ جتنے پانی سے وہ کپڑا تین مرتبہ بھیگ سکے۔ (یعنی جتنے پانی میں وہ کپڑا ڈوب جاتا اس سے تین گنا پانی بہا دیا جائے)(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۸۵)

ناپاک چربی والا صابن

سوال : آج کل بعض صابنوں میں مردار اور حرام جانوروں کی چربی ملائی جاتی ہے۔ ایسے صابن سے طہارت ہو جاتی ہے ؟ اور ان سے طہارت وغیرہ حاصل کرنا درست ہے یا نہیں ؟

جواب : ناپاک چربی کا استعمال جائز نہیں تاہم ایسے صابن کا استعمال کرنا جس میں یہ چربی ڈالی گئی ہو جائز ہے کیونکہ صابن بن جانے کے بعد اس کی ماہیت تبدیل ہو جاتی ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۹۱)

کتے کا لعاب ناپاک ہے

سوال : اگر کتا ہاتھ یا پاؤں پر زبان پھیر دے تو کیا بدن ناپاک ہو جائے گا ؟ اور کیا چھوٹے اور بڑے کتے کا ایک ہی حکم ہے ؟

جواب : کتے کا لعاب نجس بھی ہے اور زہر بھی اس لئے جس جگہ کتے کا لعاب لگے وہ ناپاک ہے اور اس کا صاف کرنا لازم ہے۔ چھوٹے اور بڑے کتے کا ایک ہی حکم ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۹۱)

دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال : دھوبی ہمارے کپڑے اور جائے نماز بھی دھوتا ہے۔ ہمیں نہیں معلوم کہ وہ پاک پانی سے دھوتا ہے یا نہیں۔ کیا ہمیں اس کے دھونے کے بعد خود پاک کرنے کے لئے کپڑوں کو دھونا ہو گا ؟

جواب : دھوبی کے دھلے ہوئے کپڑے پاک ہیں بشر طیکہ وہ پاک پانی سے کپڑوں کو دھو کر خوب نچوڑتا ہو، پانی کی پاکی کی تحقیق دھوبی سے کی جاسکتی ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۸۷ خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

ڈرائی کلینرز کے دھلے ہوئے کپڑوں کا حکم

سوال : گرم کپڑے دھونے کی جو دکانیں اور فیکٹریاں ہیں جنہیں ڈرائی کلینرز کہتے ہیں وہاں خاص قسم کی مشین ہوتی ہے اس میں پیٹرول کی قسم کا خاص سیال مادہ ڈالا جاتا ہے جو کہ ان کپڑوں کو دھوتا ہے وہ مادہ ایک دفعہ نیا ڈال کر بار بار اس کو صاف کرکے دوبارہ استعمال کیا جاتا ہے ایک دو ہفتہ کے بعد نیا ڈالا جاتا ہے۔ اسی دوران دسیوں مرتبہ اس مشین میں کپڑے ڈالے جاتے ہیں۔ دریافت طلب امر یہ ہے کہ آیا اس طرح دھلے ہوئے کپڑے پاک ہو نگے یا ناپاک ؟ چونکہ اس میں ہر قسم کے پاک ، ناپاک کپڑے ڈالے جاتے ہیں اور ان مشینوں کو پانی سے کبھی بھی دھویا نہیں جاتا اس لئے شبہ ہوتا ہے کہ ان کے دھوئے ہوئے سارے کپڑے ناپاک ہو جاتے ہیں ؟

جواب : یہ تو ظاہر ہے کہ ان مشینوں میں جو کپڑے ڈالے جاتے ہیں ان میں بہت سے ناپاک بھی ہونگے۔ پاک و ناپاک مل کر سبھی ناپاک ہو جائیں گے۔ اور جیسا کہ معلوم ہے ناپاک کپڑے کو پاک کرنے کے لئے یہ شرط ہے کہ تین مرتبہ پاک پانی ڈالا جائے اور ہر مرتبہ خوب نچوڑا جائے ڈرائی کلینرز کی دکانوں میں اس پر عمل نہیں ہوتا اسلئے وہاں کے دھلے ہوئے کپڑے پاک نہیں۔ اگر کبھی وہاں دھلانے کی نوبت آئے تو ان کو اپنے طور پر پاک کیا جائے۔

یہ تو اس صورت میں ہے کہ اس امر کا گمان غالب ہو کہ مشین میں پاک اور ناپاک سب ہی قسم کے کپڑے ڈالے گئے اور اگر ناپاک کپڑوں کے ڈالے جانے کا گمان غالب نہ ہو محض شک و تردد ہو تو اس کا حکم یہ ہے کہ جس حالت میں آپ نے کپڑا دیا تھا اسی حالت میں رہے گا یعنی اگر پاک کپڑا دیا تھا تو پاک رہے گا اور ناپاک دیا تھا تو ناپاک رہے گا۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۸۶)

خنزیر کے بالوں والے برش سے رنگی ہوئی دیواروں کو پاک کرنا

سوال آج کل دیواروں پر اور لوہے پر جو رنگ کیا جاتا ہے اس میں ولایتی برش استعمال ہوتا ہے تحقیق کی گئی ہے کہ یہ خنزیر کے بال ہیں اس برش کا کیا حکم ہے اگر اس کے استعمال سے رنگ ناپاک ہوتا ہے تو دیواروں وغیرہ کو پاک کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

جواب : اگر برش ولایتی ہو اور خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ ہو تو اس کا استعمال نہ کیا جائے بلکہ اس کے بجائے دیسی برش جس میں گھوڑے یا خچر یا گدھے کے بال ہوں استعمال کیا جائے اگر خنزیر کے بالوں سے تیار شدہ برش استعمال کیا گیا ہو تو رنگ ناپاک ہو جاتا ہے اور پاک کرنے کے لئے اس کو تین مرتبہ اچھی طرح دھونا فی

ہوگا۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۵)

فائدہ : واضح رہے کہ اس کا اندرون ناپاک ہی رہے گا لہذا اگر مسجد میں ایسے برش سے رنگ کر دیا گیا ہو تو اسے کھرچ کر اُتار دینا چاہئے کہ یہ احترام مساجد کے خلاف ہے۔ دھونے سے فائدہ یہ ہوگا کہ اس پر گیلا ہاتھ یا گیلا کپڑا لگنے سے ناپاک نہ ہوگا۔

(احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۲۲۱)

اسپرٹ کا حکم

سوال : اسپرٹ پاک ہے یا ناپاک؟

جواب : اسپرٹ اگر انگور، کشمش یا کھجور سے حاصل کی گئی ہو تو بالاتفاق نجس ہے اور انکے سوا کسی دوسری چیز سے بنائی گئی تو شیخین رحمہم اللہ (امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ) کے نزدیک پاک ہے۔ اور اب تک کی تحقیق سے معلوم ہوا ہے کہ آجکل اسپرٹ اور الکحل کیلئے انگور اور کھجور استعمال نہیں کی جاتی لہذا پاک ہے۔

(احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۹۵)

ناپاک بستر پسینے سے بھیگ گیا

سوال : بستر ناپاک تھا اس پر کوئی شخص سویا اور پسینے سے بھیگ گیا تو اسکے بدن اور کپڑے ناپاک ہوئے یا نہیں؟

جواب : اگر بستر اتنا بھیگ گیا کہ اسکی رطوبت پھر بدن اور کپڑوں کو لگ جائے تو ناپاک ہوگا ورنہ نہیں۔ (احسن الفتاوی جلد ۱ صفحہ ۹۹)

نجس قالین پر گیلا پاؤں پڑ گیا تو؟

سوال : اگر قالین پر کچھ نجاست یا پیشاب وغیرہ لگ کر خشک ہو گیا اور بعد میں اس

جگہ پر گیلا پاؤں رکھ دیا تو کیا پاؤں کو بغیر پاک کئے نماز ہو جائے گی اور جس جانماز (مصلے) پر ایسا گیلا پاؤں رکھا ہے کیا وہ پاک ہے؟

جواب: اگر پاؤں اتنا گیلا ہو کہ اس سے قالین خوب تر ہو جائے اور اس پر اتنی تری آجائے کہ اس پر کوئی دوسری چیز رکھی جائے تو اس کو بھی لگ جائے تو پاؤں ناپاک ہو جائے گا پھر یہ پاؤں جانماز پر رکھا اور اس پر تری نظر آنے لگی تو جانماز بھی ناپاک ہو گئی اور اگر قالین اتنا زیادہ نہیں بھیگا تو پاؤں ناپاک نہیں ہوا۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۱)

فرش اور قالین پاک کرنے کا طریقہ

سوال: مسجد کے فرش پر کوئی بچہ پیشاب کر دے یا کسی دوسری طرح فرش ناپاک ہو جائے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے؟ اسی طرح مسجد میں یا مسجد سے باہر کوئی بوری یا قالین ناپاک ہو جائے تو اس کو کس طرح پاک کیا جائے؟

جواب: فرش خشک ہو جانے سے پاک ہو جاتا ہے مگر مسجد کی تطہیر میں حتی الامکان جلدی کرنی چاہئے اسلئے فرش کو دھو کر پاک کیا جائے تین بار دھونا کافی ہے قالین وغیرہ تین مرتبہ دھونے سے پاک ہو جائے گا۔ اس طرح کہ اگر نچوڑنا دشوار ہو تو پانی میں ڈال کر نکال لیں اور کسی اونچی جگہ پر ڈال دیں جب پانی ٹپکنا بند ہو جائے تو دوبارہ اس طرح پانی میں ڈال کر نکال لیں اور اونچی جگہ پر ڈال دیں۔ اس طرح تین مرتبہ کریں۔ اگر نچوڑنا دشوار نہ ہو تو تین مرتبہ نچوڑنا بھی ضروری ہے۔ یہ تفصیل اس وقت کے لئے ہے جبکہ کسی برتن یا چھوٹے حوض میں ڈال کر دھویا جائے۔ اگر اوپر سے پانی ڈالا جائے یا بہتے پانی میں ڈالا جائے تو نہ تین مرتبہ دھونے کی شرط ہے اور نہ نچوڑنے کی بلکہ یوں اندازہ لگایا جائے کہ اگر برتن میں پانی بھر کر اس میں ڈالا جاتا تو جتنے پانی میں قالین ڈوب جاتا اس سے تین گنا پانی بہا دینے سے قالین پاک ہو جائے گا۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۹۲)

لنڈے کے کپڑوں میں نماز

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس بارے میں کہ غیر مسلموں کے پرانے کوٹ وغیرہ بازار میں فروخت ہوتے ہیں جن کو اکثر لوگ خریدتے ہیں۔ ان کو بلا دھوئے پہننا اور نماز پڑھنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: (ظاہراً نجاست لگی ہوئی نہ ہو تو) جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۸۲)

معذور کے کپڑوں کا حکم

سوال: ایک شخص کے زخم سے خون رستا ہے۔ وہ کپڑا بدلتا ہے تو وہ بھی ناپاک ہو جاتا ہے یہ شخص نماز کیسے پڑھے؟

جواب: اگر کپڑا دھونے یا بدلنے کے بعد نماز ختم کرنے سے پہلے پھر (خون سے) تر ہو جائے گا تو اس کا بدلنا یا دھونا واجب نہیں اور اگر اتنی دیر میں خون سے تر ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو بدلنا یا دھونا واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۷۵)

مریض کو اگر ناپاک کپڑے بدلنا مشکل ہو تو؟

سوال: ہسپتال میں بدن اور کپڑوں کی طہارت کبھی تو یقینی طور پر نہیں ہوتی اور کبھی نامکمل اور مشتبہ ہوتی ہے (اور بار بار مریض کو کپڑے بدلنا مشکل ہے) تو کیا ایسی صورت میں مریض کو اسی حال میں نماز پڑھ لینی چاہئے یا قضاء کرنی چاہئے؟

جواب: ایسے مریض کو اسی حالت میں نماز پڑھ لینی چاہئے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۷۵)

﴿پیشاب کی چھینٹیں اگر کپڑے پر پڑ جائیں؟﴾

سوال: ایک شخص کی عمر ۶۰ سال ہے پیشاب جلدی جلدی آتا ہے اس وجہ سے اکثر پیشاب کرنے میں ایک چھینٹیں پائنچوں پر پڑ جاتی ہیں جو معلوم نہیں ہوتیں اس کپڑے سے نماز درست ہے یا نہیں؟

جواب: ایسی باریک چھینٹیں جو معلوم نہ ہوں معاف ہیں۔ ان سے کپڑے اور بدن ناپاک نہیں ہوتا ایسے کپڑے میں نماز صحیح ہے۔ (فتاوی دار العلوم دیوبند جلد ۲ صفحہ ۲۳۸)

﴿کھڑے ہو کر پیشاب کرنا﴾

سوال: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا شرعاً کیسا ہے۔؟ کیونکہ حضرت حذیفہؓ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قوم کی کوڑی پر کھڑے ہو کر پیشاب کیا اس حدیث سے کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ثابت ہے یا نہیں؟

جواب: کھڑے ہو کر پیشاب کرنا بلا عذر ممنوع و مکروہ ہے اور آنحضرت ﷺ کا ایک دفعہ کھڑے ہو کر پیشاب کرنا ضرورت اور عذر کی وجہ سے ہوا ہے اور بلا عذر خود آنحضرت ﷺ نے کھڑے ہو کر پیشاب کرنے کو منع فرمایا ہے۔ جیسا کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ مجھ کو ایک دفعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھڑے ہو کر پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو فرمایا: "اے عمر! کھڑے ہو کر پیشاب نہ کرو" تو اس کے بعد میں نے کبھی کھڑے ہو کر پیشاب نہ کیا۔

(مشکوۃ باب آداب الخلاء)(فتاوی دار العلوم دیوبند جلد ا صفحہ ۲۹۵)

﴿کاغذ سے استنجاء﴾

سوال: ردی کاغذات یا اردو، انگریزی اخبارات سے بچوں کی نجاست صاف کرنا یا دستر خوان کا کام لینا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: کاغذ چونکہ تحصیل علم کا ایک آلہ ہے خواہ وہ سفید (سادہ) ہو یا کچھ لکھا ہوا ہو، اسلئے اسکا احترام کرنا لازم ہے۔ اس سے نجاست صاف کرنا یا دستر خوان کا کام لینا بے حرمتی کی وجہ سے مکروہ تحریمی ہے۔ البتہ وہ جاذب کاغذ (ٹشو پیپر) جو صرف استنجاء وغیرہ ہی کی غرض سے بنایا جاتا ہے لکھنے کے کام نہیں آتا اور قیمتی بھی نہیں اس سے استنجاء کرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

﴿استنجاء سے عاجز کا حکم﴾

سوال: ایک مریض ہے جس کی ایک ٹانگ ٹوٹی ہوئی ہے۔ وضو کرتے وقت پانی کسی دوسرے انسان سے ڈلواتا ہے البتہ اعضاء وضو کو اپنے ہاتھوں سے دھو سکتا ہے مگر استنجاء کرتے وقت بہت تکلیف برداشت کرتا ہے باقاعدہ دوسرا آدمی اسکو اپنی جگہ سے اٹھا کر لے جاتا ہے۔ پھر تکلیف کے ساتھ مریض خود استنجاء کرتا ہے یا چارپائی کے نیچے کوئی برتن رکھ کر استنجاء کرتا ہے۔ کیا اس مریض کے لئے استنجاء معاف ہو سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: اس صورت میں استنجاء معاف نہیں البتہ اگر کسی کے دونوں ہاتھ شل ہوں یا ایک ہاتھ شل ہو مگر کوئی پانی ڈالنے والا نہیں اور جاری پانی بھی نہیں جس میں بیٹھ کر صحیح ہاتھ سے استنجاء کر سکے اور عورت کا شوہر یا مرد کی بیوی بھی نہیں کہ استنجاء کرائے تو استنجاء معاف ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

﴿بالکل چھوٹے بچوں کے لئے استقبال و استدبار قبلہ کا حکم﴾

سوال: کیا قضاء حاجت کے وقت چھوٹے بچوں کے لئے بھی قبلہ کی طرف رخ یا پشت کرنا ممنوع ہے جیسے کہ بڑوں کے لئے؟

جواب: جی ہاں بچوں کے لئے بھی وہی حکم ہے جو بڑوں کے لئے ہے۔ اس لئے

چھوٹے بچوں کی والدہ یا جو کوئی انہیں قضاء حاجت کرائے اسے حکم ہے کہ وہ بچے کو قبلہ رو یا قبلہ کی طرف پشت کر کے نہ بٹھائے۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

وضو

بجائے مسواک کے ٹوتھ پیسٹ اور برش کا استعمال

سوال: کیا ٹوتھ پیسٹ اور منجن کا برش کے ذریعے سے استعمال کرنا مسواک کے قائم مقام ہو سکتا ہے؟ اور اس سے وہی ثواب ملتا ہے جو مسواک کے استعمال سے ملتا ہے یا نہیں؟

جواب: وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ اگر کسی درخت کی مسواک میسر نہ ہو تو انگلی سے دانت صاف کرے اس طرح بھی سنت ادا ہو جائے گی۔ برش وغیرہ کا استعمال مسواک کی سنت کے قائم مقام نہیں ہو سکتا۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۰)

پلستر پر مسح کرنا

سوال: کسی کے پھنسی یا زخم پر پلستر چڑھا ہوا ہے اگر وہ غسل یا وضو کے وقت اس کو کھول کر دھوئے تو کچھ نقصان نہیں البتہ جو دوا لگائی گئی پلستر کو ہٹانے کی وجہ سے وہ باقی نہیں رہے گی لہذا وہ دوا مرض کے لئے مفید ثابت نہ ہوگی یا یہ کہ پھر پلستر (پٹی) نہیں ملے گی یا مہنگا ملے گا تو کیا اس صورت میں پلستر کو ہٹا کر اس عضو کو دھونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: اگر پلستر کھولنا زخم کیلئے مضر ہو تو پلستر کھول کر اس عضو کا دھونا ضروری نہیں بلکہ پلستر پر مسح کرنا کافی ہے اور وہ پلستر پٹی کے حکم میں ہے اور اگر کھولنا مضر نہیں مگر پلستر دوبارہ ملے گا نہیں یا عام مروج قیمت سے زیادہ مہنگا ملے گا یا قیمت تو زیادہ نہیں مگر تنگدستی کی وجہ سے خریدنے پر قدرت نہیں تو بھی مسح جائز ہے۔

(احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۲)

پھایہ (سنی پلاسٹ) پر مسح کرنا

سوال: زید کے چہرے پر پھنسی یا زخم ہے اس پر انگریزی مرہم کا پھایہ (سنی پلاسٹ) لگا ہوا ہے اسکو ہٹا کر وضو کرے یا پھایہ کے اوپر سے پانی بہائے؟ واضح ہو کہ پھایہ کو ہٹانے میں تکلیف ہوگی کیونکہ یہ سختی سے کھال پر چمٹ گیا ہے؟

جواب: اگر زخم کو پانی نقصان پہنچاتا ہو یا پھایہ ہٹانے میں تکلیف ہو تو پھایہ ہٹائے بغیر اس کے اوپر مسح کرے۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۶۴)

وگ کا استعمال اور وضو

سوال: اگر کوئی شخص بوجہ مجبوری سر پر وگ کا استعمال کرتا ہے تو وہ شخص وضو کے دوران سر کا مسح وگ پر ہی کر سکتا ہے یا کہ اس کو مسح وگ اتار کر کرنا چاہئے؟

جواب: مصنوعی بالوں کا استعمال جائز نہیں اور نہ اس کے استعمال میں کوئی مجبوری ہے۔ پھر بھی اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو مسح وگ کو اتار کر کرنا چاہئے۔ اگر اس پر مسح کیا تو وضو نہیں ہوگا۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۳۰)

جس کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں وہ وضو کیسے کرے؟

سوال: اگر کسی شخص کے ہاتھ کٹے ہوئے ہوں تو وہ نماز کیلئے وضو کیسے کرے؟

جواب: اعضائے وضو پر پانی بہالے۔ اگر اس پر قدرت نہ ہو تو تیمم کرلے۔ اگر

ہاتھوں پر زخم ہوں یا بازو پورے کٹے ہوئے ہوں اور چہرے پر کسی طرح پانی بہانے کی قدرت بھی نہ رکھتا ہو تو چہرے کو زمین یا دیوار وغیرہ سے تیمم کی نیت سے مل لے، اگر چہرے پر زخم وغیرہ کی وجہ سے اس پر بھی قدرت نہ ہو تو بدون طہارت کے ہی نماز پڑھتا رہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۷)

﴿کھڑے ہو کر بیسن میں وضو کرنا﴾

سوال: آج کل گھروں میں بیسن لگے ہوئے ہیں اور لوگ زیادہ تر بیسن سے ہی کھڑے ہو کر وضو کرتے ہیں۔ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟

جواب: وضو تو اس طرح بھی ہو جاتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کرے۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۷۸، آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۳)

﴿جس غسل خانہ میں پیشاب کیا ہو اس میں وضو﴾

سوال: ہمارے گھر میں ایک غسل خانہ ہے۔ ہم سب گھر والے اسی میں نہاتے ہیں اور رات کو اٹھ کر پیشاب بھی کرتے ہیں۔ مجھے چونکہ نماز پڑھنی ہوتی ہے تو کیا اس غسل خانے میں وضو کرنا جائز ہے؟

جواب: غسل خانے میں پیشاب نہیں کرنا چاہئے۔ اس سے وسوسہ کا مرض ہو جاتا ہے اور اگر اس میں کسی نے پیشاب کر دیا ہو تو وضو سے پہلے اس کو دھو کر پاک کر لینا چاہئے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۲)

﴿دانتوں پر کسی دھات کا خول چڑھانا اور وضو﴾

سوال: دانتوں پر سونے یا اس کے ہم شکل دھات سے بنائے ہوئے کور چڑھانا جائز ہے یا نہیں؟ ایسی حالت میں اس آدمی کا وضو اور غسل ہو جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: خول چڑھانا جائز ہے اور وضو غسل ہو جاتا ہے۔
(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۲)

﴿ریل میں پانی موجود نہ ہو تو وضو کس طرح کرے﴾

سوال: چلتی ٹرین میں وضو کے لئے اگر پانی نہ ملے تو نماز کس طرح ادا کرے؟ کیا ایسی صورت میں تیمم کرنا صحیح ہے؟

جواب: ٹرین میں اگر پانی نہ ملے تو مسئلہ یہ ہے کہ اگر یہ یقین ہو کہ نماز کے وقت کے اندر (ٹرین کسی اسٹیشن تک پہنچ جائے گی اور) پانی مل جائے گا تو نماز کا موخر کرنا مستحب ہے۔ اگر پانی مل جائے تو وضو کرکے نماز ادا کرے اور اگر نہ ملے اور وقت تمام (ختم) ہونے کا اندیشہ ہے تو تیمم کر کے نماز ادا کرے۔ پھر اگر دوران نماز ہی کوئی اسٹیشن وغیرہ آجائے جہاں پانی ملنا یقینی ہے تو اس نماز کو توڑ کر وضو کرکے از سر نو ادا کرے اور اگر نماز ختم کرنے کے بعد اسٹیشن وغیرہ جہاں پانی ملنے کا یقین ہے آیا ہے تو نماز ہو گئی اب اس کو دوبارہ پڑھنے کی حاجت نہیں۔ (فتاوی دار العلوم جلد ۲ صفحہ ۱۹۴)

﴿فوجی بوٹ پر مسح کرنا﴾

سوال: اونچے محاذوں پر جہاں ہمیشہ برف پڑی رہتی ہے اور سخت سردی ہوتی ہے جیسے سیاچن وغیرہ وہاں جو فوجی وغیرہ ہوتے ہیں وہ عموماً ایسے جوتے استعمال کرتے ہیں جو فیتے سے بندھے ہوئے ہوتے ہیں اور اس قدر اونچے ہوتے ہیں کہ ٹخنے بالکل چھپے رہتے ہیں، جس کا بار بار نکالنا نہایت ہی دشوار ہے کیا ان جوتوں پر مسح کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر وہ جوتا ٹخنوں سے اوپر پیر کو ڈھکے ہوئے ہو اور فیتہ جو جوتے کے پشت پر ہوتا ہے وہ خوب کسا ہوا ہو کہ جوتے کے دونوں طرف خوب ملے رہیں اور جو ناپاک

بھی ہو تو اس پر مسح کرنا جائز ہے بشرطیکہ طہارت کے بعد پہنا ہو۔ (یعنی وضو یا غسل کے بعد پہنا ہو) (فتاویٰ دارالعلوم جلد ۲ صفحہ ۲۰۹)

﴿وضو کے بعد آسمان کی طرف دیکھنا﴾

سوال: وضو کرنے کے بعد آسمان کی طرف دیکھنے کا کیا حکم ہے؟

جواب: وضو کے بعد کلمہ شہادت پڑھتے وقت آسمان کی طرف دیکھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (ابوداؤد جلد ۱ صفحہ ۲۶،۲۵)

﴿غسل اور وضو میں شک کی کثرت﴾

سوال: غسل اور وضو کرتے ہوئے پانی کافی بہاتا ہوں اور غسل اور وضو سے فراغت کے بعد بے انتہا شک کرتا ہوں کہ کہیں بال برابر جگہ خشک نہ رہ گئی ہو۔ آپ کچھ اس شک کا حل بتلا دیں؟

جواب: غسل اور وضو سنت کے مطابق کریں یعنی تین تین بار اعضاء پر پانی بہالیں۔ اسکے بعد شک کرنا غلط ہے۔ خواہ کتنے وسوسے آئیں کہ کوئی بال خشک رہ گیا ہوگا مگر اس کو شیطانی خیال سمجھیں اور اس کی کوئی پرواہ نہ کریں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۶)

﴿باوضو ہونے میں شک کا حکم﴾

سوال: ایک شخص کو طہارت کا یقین ہے۔ بعد میں ناپاکی (بے وضو ہونے) کا شک ہو گیا اس کے برعکس کسی کو حدث کا یقین ہے لیکن وضو کرنے میں شک ہے یعنی یہ یقین نہیں کہ اس نے وضو کیا ہے یا نہیں۔ دونوں صورتوں میں حکم کیا ہے؟

جواب: پہلی صورت میں اس کا وضو باقی ہے، دوسری صورت میں وہ بے وضو شمار ہوگا۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹)

﴿دوران وضو بار بار شک کرنا﴾

سوال: گزارش ہے کہ بندہ تبخیر کا مریض ہے۔ جب وضو کرنے بیٹھتا ہوں تو اکثر ہوا مقعد کے قریب آجاتی ہے جیسے اب نکلی اب نکلی، کئی دفعہ وضو کرتا ہوں مثلاً ہاتھ دھونے کے بعد شک پڑ جاتا ہے کہ کہیں ہوا خارج نہ ہو گئی ہو۔ پھر ہاتھ دھونے شروع کرتا ہوں کبھی تو ایک پاؤں باقی ہوتا ہے کہ شک پڑ جاتا ہے اور پھر نئے سرے سے وضو کرتا ہوں۔ غرض (مجھے) تبخیر بھی ہے اور شک کا مرض بھی۔ شرعاً ایسے مریض کو کیا کرنا چاہئے؟

جواب: مقعد کے قریب محض ریح کے جمع ہو جانے سے کچھ نہیں ہوتا تاوقتیکہ اس کے نکلنے کا یقین نہ ہو جائے محض شک کی بناء پر تجدید (نئے سرے سے اعضاء کو دھونا) ہرگز نہ کریں۔ اس سے مرض بڑھے گا۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۵۰)

﴿آبِ زم زم سے وضو اور غسل کرنا﴾

سوال: آب زم زم سے وضو کرنا اور غسل کرنا کیسا ہے؟

جواب: جو شخص باوضو اور پاک ہو وہ اگر محض برکت کے لئے آب زم زم سے وضو یا غسل کرے تو جائز ہے۔ اسی طرح کسی پاک کپڑے کو برکت کے لئے زم زم سے بھگونا بھی درست ہے۔ لیکن بے وضو آدمی کا زم زم کے پانی سے وضو کرنا یا کسی جنبی کا اس سے غسل کرنا مکروہ ہے۔ ضرورت کے وقت (جبکہ دوسرا پانی نہ ملے) آب زم زم سے وضو کرنا تو جائز ہے مگر غسل جنابت بہر حال مکروہ ہے۔ اسی طرح اگر بدن یا کپڑے پر نجاست لگی ہو تو اسکو آب زم زم سے دھونا بھی مکروہ ہے بلکہ بقول بعض حرام ہے۔ یہی حکم زم زم سے استنجاء کرنے کا ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۲۹)

﴿روغن چھڑائے بغیر وضو نہ ہوگا﴾

سوال: جو لوگ رنگریزی کا کام کرتے ہیں یا تارکول کا کاروبار یا کام کرتے ہیں ان کے متعلق یہ امر دریافت طلب ہے کہ رنگ یا تارکول جو انکے ہاتھ یا پیر وغیرہ پر لگ جاتا ہے وہ صرف پانی سے دھونے سے صاف نہیں ہوتا اور وضو کرنے سے اسکے نیچے پانی نہیں پہنچ پاتا تو کیا ہاتھ یا پیر پر اس کے رہنے کی صورت میں وضو ہو جاتا ہے ؟

جواب: رنگریز جو کپڑا رنگنے کا کام کرتے ہیں ان کے ہاتھوں پر جو رنگ لگا رہتا ہے اسے اتارنے کی ضرورت نہیں اسکے ہوتے ہوئے بھی وضو صحیح ہے البتہ لکڑی اور لوہے وغیرہ پر کرنے کا چکنے والا روغن اگر ہاتھ پیر وغیرہ پر جم جائے تو اسے اتارے بغیر وضو نہ ہوگا۔ یہی حکم تارکول کا ہے۔ ہاں اگر ایسے روغن کی تہہ نہیں جمی صرف رنگ نظر آتا ہے تو وضوء ہو جائیگا۔ اسلئے کہ اس صورت میں پانی جلد تک پہنچنے میں کوئی مانع نہیں۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۰)

﴿معذور کی تعریف اور اسکا حکم﴾

سوال: میرے ایک دوست گیس کے مریض ہیں۔ ایک رکعت میں بھی وضو قائم نہیں رکھ سکتے۔ ان کے لئے نماز پڑھنے اور تلاوت و نوافل کا کیا حکم ہے ؟ کیا وہ اسی حالت میں یہ عبادات ادا کر سکتے ہیں ؟

جواب: آپ کے دوست ایک مرتبہ ایسی نماز کا وقت منتخب کرلیں جو کم از کم ہو اور اس میں انہیں فرصت بھی ہو، مغرب کی نماز کا وقت سب اوقات سے کم ہوتا ہے (یعنی غروب آفتاب سے غروب شفق احمر تک) اس وقت میں خوب اہتمام سے اس کی کوشش کریں کہ پورے وقت میں ایسا موقع مل جائے جس میں وضو کرکے اور فرض نماز کی سنتیں چھوڑ کر فرض باوضو پڑھ سکیں، اگر اتنا وقت نہیں ملتا تو وہ معذورین کی صف میں شامل ہوگئے آئندہ کے لئے یہ ضروری نہیں کہ وہ (نماز کے) پورا وقت تک بیٹھ کر انتظار کرتے رہیں بلکہ صرف پورے وقت میں ایک دفعہ ریح کا خروج ضروری ہے۔ جب تک یہ حالت رہے گی یعنی ایک نماز کے وقت میں ایک مرتبہ بھی ریح کا خروج ہوتا رہے گا تو وہ معذور ہیں، ہر نماز کے وقت کے لئے نیا وضو ضروری ہوگا۔ اس وقت کے اندر اس ایک ہی وضو سے فرض، نفل، قرآن جو چاہیں پڑھ سکتے ہیں۔ وقت کے اندر خروج ریح کا عذر پیش آنے سے وضوء نہیں ٹوٹے گا (البتہ اس عذر کے علاوہ کوئی (دوسری) چیز وضو توڑنے والی صادر ہوئی مثلاً پیشاب کیا تو وضو ٹوٹ جائیگا)۔ جب اس نماز کا وقت نکل جائے تو وضو جاتا رہے گا۔ پھر اس کا خیال رکھیں کہ ہر نماز کے وقت میں عذر پیش آتا ہے یا نہیں، اگر پورے وقت میں ایک دفعہ بھی عذر پیش نہ آیا تو معذور کا حکم ختم ہو جائے گا، اگر معذور کا حکم ثابت نہ ہوا تو وضو کرکے نماز شروع کردیا کریں، اگر درمیان میں وضو ٹوٹ جائے تو دوبارہ وضو کرکے دوبارہ نماز پڑھیں۔

(احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۷۶)

نواقض وضو

﴿خون نکالنا ناقض وضو ہے﴾

سوال: کیا خون ٹیسٹ کرنا (جو ہسپتالوں میں مروج ہے) ناقض وضوء ہے یہ نہیں ؟ اسلئے کہ اس میں خون نکلا نہیں بلکہ نکالا گیا ہے۔

جواب: وضو ٹوٹنے کے لئے خون کا نکلنا اور نکالنا دونوں برابر ہیں۔ لہٰذا جس طرح

خون نکلنا ناقض وضو ہے اسی طرح خون نکالنے سے بھی وضو ٹوٹ جاتا ہے۔
(احسن الفتاوی جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۲۷)

﴿دانت سے خون نکلنے پر کب وضو ٹوٹے گا؟﴾

سوال: اگر دانت میں سے خون نکلتا ہو اور وضو بھی ہو تو کیا وضو ٹوٹ جائیگا؟

جواب: اگر اس سے خون کا ذائقہ آنے لگے یا تھوک کا رنگ سرخی مائل ہو جائے تو وضو ٹوٹ جائے گا ورنہ نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۷)

﴿بال بنوانے یا ناخن کٹوانے سے وضو نہیں ٹوٹتا﴾

سوال: باوضو شخص اگر بال بنوائے یا داڑھی کا خط بنوائے یا ناخن ترشوائے تو کیا اسے دوبارہ وضو کرنا پڑے گا۔؟ میرا مطلب ہے بال، بنوانے، خط بنوانے، یا ناخن ترشوانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: بال بنوانے، خط بنوانے یا ناخن تراشنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ اسلئے دوبارہ وضو کرنے کی ضرورت نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۲)

﴿نماز میں ہنسنے سے وضو پر اثر﴾

سوال: میں ایک روز نماز پڑھ رہا تھا کہ کسی بات پر ہنسی آگئی۔ میں نے بہت روکنے کی کوشش کی اور منہ کو دبایا مگر ناک سے زور سے ہنسی کی آواز نکل گئی۔ اس سے نماز اور وضو میں فساد آیا یا نہیں؟

جواب: اگر اتنی آواز نکلی کہ صرف پاس والا آدمی سن سکے تو صرف نماز فاسد ہوئی وضو نہیں گیا اور اگر ہنسی کی آواز اتنی بلند ہو کہ پاس والے آدمی کے علاوہ کچھ گرد و نواح کے لوگ بھی سن لیں تو (نماز بھی فاسد ہو گئی اور) وضو بھی جاتا رہا۔ یہ حکم بالغ کے لئے ہے نابالغ کا وضو نماز میں ہنسنے سے نہیں ٹوٹتا۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۴)

فائدہ: لیکن نماز نابالغ کی بھی ٹوٹ جاتی ہے لہذا اگر سات سال سے زائد عمر والا بچہ اس طرح ہنسے تو بڑوں پر لازم ہے کہ اس سے وہ نماز دوبارہ پڑھوائیں۔
(احسن الفتاوی جلد ۴ صفحہ ۳۰۴)

تیمّم

﴿نماز جنازہ اور سنت مؤکدہ کے لئے تیمّم﴾

سوال: اگر نماز جنازہ تیار ہو اور وضو کرنے لگے تو نماز ختم ہو جانے کا خطرہ ہو اس صورت میں تیمم کر کے نماز جنازہ میں شریک ہو جانا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: قاعدہ یہ ہے کہ اگر کسی عبادت کے فوت ہونے کا خطرہ ہو اور اس کی قضا بھی نہ ہو تو پانی موجود ہونے کے باوجود اس کیلئے تیمم کرنا جائز ہے۔ اسلئے نماز جنازہ کی آخری تکبیر سے قبل شرکت کی امید ہو تو تیمم جائز نہیں ورنہ تیمم کر کے شریک ہو سکتا ہے۔ نماز عید کا بھی یہی حکم ہے کہ اگر نماز ختم ہونے کا خوف ہو تو تیمم کر کے شریک ہو جائے۔ البتہ میت کے ولی کے لئے جسکو جنازہ رکوانے کا اختیار ہے ایسے وقت میں تیمم کر کے نماز جنازہ پڑھنا صحیح نہیں بلکہ وہ جنازہ رکوائے اور وضو کر کے نماز جنازہ پڑھے۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۵۹)

﴿فالج کے مریض کے لئے تیمّم کا حکم﴾

: ہمارے والد صاحب کو فالج ہو گیا ہے۔ سردی کا موسم ہے حکیم صاحب نے کہا ہے کہ جسم کو پانی بالکل نہ لگنے دیں۔ تو وہ تیمم کر کے نماز ادا کریں یا ایسے ہی

پڑھتے رہیں

جواب: اگر حکیم صاحب نے کہا ہے کہ وضو کرنا مضر ہے تو تیمم کر کے نماز پڑھ سکتے ہیں۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

تیمم مرض میں صحیح ہے کم ہمتی کی وجہ سے نہیں

سوال: میں ٹی بی کا دائمی مریض ہوں۔ اگست سے لے کر اپریل تک مجھے مسلسل بخار، نزلہ زکام اور جسم میں کہیں نہ کہیں درد رہتا ہے۔ اس تکلیف کی وجہ سے میں عصر سے عشاء تک کی نمازوں کے لئے تیمم کرتا ہوں۔ اسلامی رو سے یہ طریقہ صحیح ہے یا غلط تحریر فرمائیں؟

جواب: اگر پانی نقصان دیتا ہو اور اس سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو آپ وضو کی جگہ تیمم کر سکتے ہیں لیکن محض کم ہمتی کی وجہ سے وضو ترک کر کے تیمم کر لینا صحیح نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۶۰)

تیمم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

سوال: تیمم کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

جواب: پاک ہونے کی نیت کر کے دونوں ہاتھ مٹی پر پھیر کر ان کو جھاڑ لیجئے اور اچھی طرح چہرے پر مل لیجئے کہ ایک بال کی جگہ بھی باقی نہ رہے۔ پھر دوبارہ مٹی پر ہاتھ مار کر دونوں ہاتھوں پر کہنیوں تک مل لیجئے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۶۳)

وضو اور غسل کے تیمم کا ایک ہی طریقہ ہے

سوال: کیا وضو اور غسل کے تیمم میں کچھ فرق ہے؟

جواب: وضو اور غسل کے تیمم میں کوئی فرق نہیں دونوں کا ایک ہی طریقہ ہے۔
(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۶۴)

غسل کے مسائل

غسل کا مسنون طریقہ

سوال: غسل جنابت کا مکمل طریقہ کیا ہے؟

جواب: غسل کے لئے کپڑے اتارنے سے پہلے بسم اللہ پڑھ لے۔ پھر سب سے پہلے استنجاء کیا جائے پھر جسم کے کسی حصہ پر اگر نجاست لگی ہو تو اسے صاف کیا جائے۔ پھر وضو کیا جائے۔ اگر غسل کسی ایسی جگہ کر رہا ہے کہ پانی نہیں نکلتا اور پاؤں میں جمع ہوتا ہے تو پھر پاؤں آخر میں دھوئے ورنہ مکمل وضو کرلے اس کے بعد پورے بدن پر اس ترتیب سے پانی بہائے کہ پہلے سر پر پھر داہنے کندھے پر پھر بائیں کندھے پر پھر سارے جسم پر۔ غسل کے تین فرائض ہیں (۱) کلی کرنا (۲) ناک کے نرم حصے سے سخت حصے تک پانی پہنچانا (۳) سارے بدن پر پانی بہانا۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۸۴)

فائدہ: غسل کرتے وقت ناف میں اہتمام سے پانی پہنچانا اور منہ بھر کر کلی کرنے میں یہ اہتمام کرنا کہ اگر دانتوں میں کوئی چیز ایسی پھنسی ہو کہ پانی نہ پہنچے تو خلال کر کے نکالنا لازم ہے۔

غسل میں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا

سوال: جس شخص پر غسل فرض ہو تو کیا کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا ضروری ہے؟ غسل میں کلی کرنا بھول گیا بعد میں یاد آیا تو از سر نو غسل کرے یا کہ صرف کلی کرلے؟

جواب: جی ہاں کلی کرنا اور ناک میں پانی ڈالنا اور پورے بدن پر پانی بہانا پاک ہونے کے لئے شرط ہے اسکے بغیر غسل نہیں ہوگا۔ اگر غسل کرتے وقت کلی کرنا بھول جائے تو جس وقت بھی یاد آجائے کلی کرلے دوبارہ غسل کرنے کی ضرورت نہیں۔

(احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۴)

غسل میں مصنوعی دانتوں کا حکم

سوال: بعض لوگوں کے دانت ہلتے ہیں اور بعض کے تو بالکل گر جاتے ہیں۔ اسکے بعد یہ لوگ کسی دھات کا خول چڑھاتے ہیں۔ اب جبکہ غسل کی حاجت پیش آتی ہے تو کیا غسل کے وقت اس خول کو نکالنا ضروری ہے یا نہیں اکثر یہ بہت مضبوط ہوتے ہیں بغیر ڈاکٹر کے نکالے نہیں نکلتے۔

جواب: ایسا خول لگانا ضرورت میں داخل ہے اور اتارنے میں حرج ہے۔ لہٰذا بدون اتارے غسل صحیح ہو جائے گا۔ (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۲)

دانت بھروانے سے صحیح غسل میں رکاوٹ نہیں

سوال: میرے ایک دانت میں سوراخ ہے جس کی وجہ سے درد کرتا ہے اور منہ سے بدبو بھی آتی ہے۔ میں اس کو ڈاکٹر سے بھروانا چاہتا ہوں لیکن بعض لوگوں کی رائے یہ ہے کہ ایسا کرنے سے غسل نہیں ہوتا؟

جواب: بعض لوگوں کی یہ رائے صحیح نہیں۔ دانت بھروا لینے کے بعد جب مسالہ دانت کے ساتھ پیوست ہو جائے تو اس کا حکم اجنبی چیز کا نہیں رہتا۔ اس لئے وہ غسل کے صحیح ہونے سے مانع نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۲)

غسل میں چاندی کے تار جو دانت میں ہیں کا حکم

سوال: اگر دانتوں کو چاندی کے تار سے بوجہ ہلنے کے باندھ لیا جائے تو اس صورت میں اگر اسکے نیچے پانی نہ پہنچے تو غسل درست ہوگا یا نہیں؟

جواب: اگر دانتوں کے ہلنے کی وجہ سے چاندی یا سونے کا تار باندھا جائے تو اس میں غسل صحیح ہے کیونکہ یہ بوجہ ضرورت کے ہے۔ (فتاوی دارالعلوم دیوبند جلد ۲ صفحہ ۱۲۱)

اٹیچ باتھ روم میں غسل سے پاکی

سوال: آجکل ایک فیشن ہو گیا ہے کہ مکان میں اٹیچ باتھ روم بنائے جاتے ہیں یعنی بیت الخلاء اور غسل خانہ ایک ساتھ ہوتا ہے۔ تو کیا ایسی جگہ وضو یا غسل کرنے سے انسان پاک ہو جاتا ہے؟

جواب: جس جگہ غسل کر رہا ہے اگر وہ پاک ہے اور ناپاک جگہ سے چھینٹیں بھی نہیں آتیں تو پاک نہ ہونے کی کوئی وجہ نہیں۔ اگر وہ مشکوک ہو تو پانی بہا کر پہلے اس کو پاک کر لیا جائے پھر غسل کیا جائے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۳)

(اٹیچ باتھ کی صورت میں اگر درمیان میں دیوار کھڑی کر کے الگ کر دیں یا پوری دیوار نہ ہو تو چند فٹ کی دیوار کھڑی کر دیں تاکہ چھینٹیں غسل خانے کی طرف نہ آیا کریں تو یہ بہت ہی مناسب ہوگا کہ آدمی شکوک سے محفوظ رہے گا۔)

پیشاب اور غسل کے وقت کس طرف منہ کرے

سوال: غسل کرتے وقت کونسی سمت رخ ہونا چاہیے۔ آج کل غسل خانہ اور بیت الخلاء ایک ساتھ ہی ہوتے ہیں۔ ایسے میں غسل کے لئے کس سمت کا رخ کرے نیز بیت الخلاء کے لئے کونسی سمت مقرر ہے؟

جواب : قضائے حاجت کے وقت نہ تو قبلہ کی طرف منہ ہونا چاہئے اور نہ قبلہ کی طرف پیٹھ ہونی چاہئے۔ قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ غسل کی حالت میں اگر غسل بالکل برہنہ ہو کر کیا جارہا ہو تو اس صورت میں قبلہ کی طرف منہ یا پیٹھ کرنا مکروہ تنزیہی ہے بلکہ رخ شمالاً جنوباً ہونا چاہئے اور اگر ستر ڈھانک کر غسل کیا جارہا ہے تو اس صورت میں کسی بھی طرف رخ کر کے غسل کیا جاسکتا ہے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۴)

﴿غسل خانہ میں دخول و خروج کا طریقہ اور دعا﴾

سوال : غسل خانہ میں داخل ہونے اور باہر نکلنے کا مسنون طریقہ کیا ہے اور اس وقت کونسی دعا مسنون ہے ؟

جواب : غسل خانہ میں بالعموم صفائی نہیں ہوتی اس لئے بیت الخلاء کی طرح غسل خانہ میں بھی داخل ہوتے وقت پہلے بایاں پاؤں اندر رکھے اور نکلتے وقت پہلے دایاں پاؤں نکالے۔ غسل سے پہلے بِسْمِ اللّٰہِ پڑھنا مسنون ہے۔ غسل خانہ میں داخل ہونے سے پہلے اور غسل سے فارغ ہونے کے بعد غسل خانے سے باہر نکل کر وضو کے بعد والی دعا پڑھے۔ لیکن اگر غسل خانہ نہایت صاف ستھرا ہو اور اس کے اندر بیت الخلاء نہ ہو تو اسمیں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت جو پاؤں چاہے پہلے رکھے اور بِسْمِ اللّٰہِ بھی غسل خانہ کے اندر کپڑے اتارنے سے پہلے پڑھے اور اگر لنگی وغیرہ باندھ کر غسل کر رہا ہو تو کپڑے اتارنے کے بعد بِسْمِ اللّٰہِ پڑھے اور حالت غسل میں وضو کی دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے۔(احسن الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۳۷)

﴿غیر ضروری بال کتنے دنوں میں صاف کریں ؟﴾

سوال : آپ سے یہ معلوم کرنا ہے کہ جسم کے غیر ضروری بال کتنے دنوں کے بعد صاف کرنے چاہئے ؟

جواب : غیر ضروری بالوں کا ہر ہفتے صاف کرنا مستحب ہے ؟ چالیس دن تک صفائی مؤخر کرنے کی اجازت ہے۔ اس کے بعد گناہ ہے۔ البتہ نماز اس حالت میں بھی ہو جاتی ہے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۷)

﴿غیر ضروری بال کہاں تک صاف کریں ؟﴾

سوال : زیر ناف بال جنہیں صاف کرنے کا حکم ہے۔ ان بالوں کا حدود اربعہ کہاں سے کہاں تک ہے ؟

جواب : ناف سے لے کر رانوں کی جڑ تک اور شرم گاہ (آگے پیچھے) کے ارد گرد جہاں تک ممکن ہو صفائی کرنا ضروری ہے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۵۸)

* * *

کتاب الصلوۃ

صلوٰۃ خمسہ کا ثبوت قرآن مجید سے

سوال : پانچ وقت کی نمازیں قرآن شریف سے ثابت ہیں یا نہیں ؟ اگر ہیں تو کس جگہ ؟

جواب : پانچ نمازیں تواتر معنوی اور احادیث مشہورہ سے بطور قطعی (یقینی) ثابت ہیں حتیٰ کہ انکا منکر کافر ہے اور قرآن مجید سے بھی اشارۃً ثابت ہوتی ہیں۔

(۱) فَاصْبِرْ عَلٰی مَایَقُوْلُوْنَ وَ سَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَ قَبْلَ غُرُوْبِهَا وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ فَسَبِّحْ وَ اَطْرَافَ النَّهَارِ لَعَلَّكَ تَرْضٰى .

(سورۃ طٰہٰ آخری رکوع)

قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ سے فجر اور قَبْلَ غُرُوْبِهَا سے عصر وَمِنْ اٰنَآئِ الَّيْلِ سے مغرب اور عشاء اور اَطْرَافَ النَّهَارِ سے ظہر کی نماز ثابت ہے کیونکہ اس وقت دن کے نصف اول اور نصف آخر کی حدیں ملتی ہیں۔

اس کے علاوہ اور بھی بہت سی آیات ہیں جن میں بطور اشارۃ النص صلوٰۃ خمسہ کا ثبوت ملتا ہے احادیث نبویہ جو قرآن کریم کی شرح ہیں وہ صراحت کے ساتھ دلالت کرتی ہیں۔ اسی طرح تواتر معنوی اور امت کا اجماع پانچ نمازوں کی فرضیت پر منعقد ہے۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

نماز کب فرض ہوتی ہے ؟

سوال : نماز کب فرض ہوتی ہے ؟ کیا اس کے لئے عمر کی کوئی حد مقرر ہے ؟

جواب : نماز بالغ ہونے پر فرض ہوتی ہے۔ اگر بالغ ہونے کی علامتیں جو لڑکے اور لڑکی کیلئے شرعاً متعین ہیں ظاہر ہو جائیں تو نماز اسی وقت سے فرض ہوتی ہے اور اگر کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو لڑکا لڑکی پندرہ سال کی عمر پوری ہونے پر بالغ سمجھے جائیں گے اور جس دن سولہویں سال میں قدم رکھیں گے اس دن سے ان پر نماز و روزہ فرض ہوں گے۔ واللہ اعلم (آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۹۲)

فائدہ : یعنی اسلامی تاریخ کے حساب سے جس لمحہ مکمل ۱۵ سال کے ہو جائیں گے تو اسی وقت سے نماز فرض ہوں گی۔

جو فرض نماز کی اجازت نہ دے اس کی ملازمت جائز نہیں

سوال : میں ایک ایسی جگہ پر دکانداری کی مزدوری کرتا ہوں جہاں مجھے دوپہر ۱۲ بجے سے رات ۱۰ بجے تک ڈیوٹی دینی پڑتی ہے۔ اس ڈیوٹی کے دوران ۴ نمازوں کا وقت آتا ہے جبکہ مالک مجھے نماز کے لئے وقفہ نہیں دیتا۔ اس مجبوری کی وجہ سے چھٹی کے بعد میں یہ نمازیں قضاء پڑھتا ہوں۔ برائے مہربانی قرآن و سنت کی روشنی میں بتائیں کہ کیا میری یہ نمازیں قبول ہوں گی ؟ اگر نہیں تو پھر مجھے کوئی راستہ بتائیں کہ میں کیا کروں ؟

جواب : ایسا شخص جو فرض نماز کی بھی اجازت نہیں دیتا اس کے یہاں ملازمت ہی جائز نہیں۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۹۵)

نماز کے وقت کاروبار میں مشغول رہنا حرام ہے

سوال : ایک آدمی دکان کرتا ہے یا کوئی بھی کاروبار کرتا ہے۔ جب اذان ہوتی ہے تو نماز نہیں پڑھتا یا جماعت سے نہیں پڑھتا تو اس کا نماز کے وقت کاروبار کرنا کیسا ہے اور جو رقم اس نے نماز کے وقت کمائی ہے وہ حلال ہے یا حرام ؟

جواب: کمائی تو حرام نہیں مگر کاروبار میں اس طرح مشغول رہنا کہ نماز فوت ہو جائے یا جماعت کا اہتمام نہ کرنا حرام ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۹۹)

﴿نماز اشراق کا وقت کب ہوتا ہے ؟﴾

سوال: اشراق کی نماز کا وقت سورج نکلنے کے کتنی دیر بعد شروع ہوتا ہے اور کب تک رہتا ہے ؟

جواب: سورج نکلنے کے بعد جب تک دھوپ زرد ہے نماز مکروہ ہے اور دھوپ کی زردی کا وقت مختلف موسموں میں کم و بیش ہو سکتا ہے۔ عام موسموں میں ۱۵ سے ۲۰ منٹ میں ختم ہو جاتا ہے۔ اس لئے اتنا وقفہ ضروری ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۰۲)

﴿مغرب کی نماز کب تک ادا کی جا سکتی ہے ؟﴾

سوال: مغرب کی نماز غروب آفتاب کے کتنی دیر بعد تک ادا کی جا سکتی ہے ؟

جواب: غروب کے بعد افق پر جو سرخی رہتی ہے اس کو شفق کہتے ہیں۔ جب تک افق پر سرخی موجود ہو (اور یہ وقت تقریباً سوا گھنٹہ تو ہوتا ہی ہے اور کم و بیش بھی ہو سکتا ہے) تب تک مغرب کی نماز ادا ہو سکتی ہے۔ عوام میں جو مشہور ہے کہ ذرا سا اندھیرا ہو جائے تو کہتے ہیں کہ مغرب کا وقت ختم ہو گیا اب عشاء کے ساتھ پڑھ لینا، یہ بہت غلط ہے۔ مغرب کی نماز میں قصداً تاخیر کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی مجبوری سے تاخیر ہو جائے تو شفق غروب ہونے سے پہلے ضرور پڑھ لینی چاہئے ورنہ نماز قضاء ہو جائے گی اور نماز کا قصداً قضاء کر دینا گناہ کبیرہ ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۰۸)

احکام مساجد

﴿غصب کی ہوئی زمین پر مسجد بنانا﴾

سوال: کسی مسجد کی انتظامیہ حکومت کی اجازت سے یا بلا اجازت کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کر کے اسے مسجد میں شامل کر لے تو کیا وہ جگہ غصب شدہ تصور ہو گی ؟ اور کیا اُس جگہ نماز ہو جائیگی یا نہیں ؟

جواب: غصب شدہ جگہ پر مسجد نہیں بن سکتی جب تک مالک سے اسکی اجازت نہ لے لی جائے۔ حکومت کے کسی دفتر یا ادارہ پر قبضہ کر کے اسے مسجد میں شامل کرنا بھی غصب ہے۔ البتہ جو جگہ علاقے کے لوگوں کی ضرورتوں کے لئے خالی پڑی ہو وہاں مسجد بنانا جائز ہے اور حکومت کا فرض ہے کہ لوگوں کی ضرورت کے مد نظر وہاں مسجد بنوائے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۳۴)

﴿مسجد میں دنیاوی باتیں﴾

سوال: آج کل یہ عام بات ہے کہ اکثر حضرات مسجد میں بیٹھ کر ملکی حالات یا بین الاقوامی حالات یا دنیاداری کی باتیں کرتے ہیں۔ منع کرنے پر یہ کہتے ہیں کہ سیاست دین سے علیحدہ نہیں اور دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ مسجد نبوی میں آپ ﷺ مسائل حل کیا کرتے تھے۔ آپ کے پاس وفود آتے تھے اور آپ بھی باتیں کیا کرتے تھے۔ کیا مسجد میں اسطرح باتیں کرنا چاہئیں یا نہیں ؟

جواب: حدیث میں ہے کہ مساجد صرف ذکر اللہ، تلاوت قرآن اور نماز کے لئے بنائی گئی ہیں مسجد میں دنیا کی باتیں کرنا مکروہ ہے۔ یہ صحیح ہے کہ دین اور سیاست جدا نہیں مگر سیاست سے دینی سیاست مراد ہے دور حاضر کی سیاست مراد نہیں۔ بعض

بزرگوں کا ارشاد ہے کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم اجمعین نے کثرت ذکر سے بازار کو مسجد بنادیا تھا اور تم نے مسجد کو بازار بنالیا ہے البتہ ضرورت کی بات مسجد میں کر لینا جائز ہے لیکن (یعنی قصے لے کر بیٹھ جانا، اس کی اجازت نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۴۲)

﴿مسجد میں بھیک مانگنا﴾

سوال: اکثر مساجد میں نماز کے بعد گداگر اپنی مختلف مجبوریاں بیان کرتے ہیں اور پھر امداد کے طلب گار ہوتے ہیں۔ معلوم یہ کرنا ہے کہ مساجد میں اپنے لئے سوال کرنا اور نمازیوں کا سائل کی مدد کرنا کہاں تک مناسب ہے؟

جواب: مسجد میں بھیک مانگنا ممنوع ہے۔ ایسے لوگوں کو مسجد سے باہر کھڑے ہونا چاہئے اور مسجد میں مانگنے والوں کو دینا بھی نہیں چاہئے لیکن اگر کسی ضرورت مند کی امداد کے لئے دوسرا آدمی اپیل کرے (یا مسجد مدرسہ وغیرہ کے لئے اپیل کی جائے۔ مرتب) تو یہ جائز ہے (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۴۳)

﴿قبضہ کی زمین پر نماز پڑھنا﴾

سوال: کسی آدمی کی زمین پر بغیر اس کی اجازت کے مسجد بنائی گئی۔ اس میں نماز پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: یہ جگہ مسجد نہیں۔ مالک کی اجازت کے بغیر اس میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ اس لئے اس نماز کا اعادہ واجب ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۴۲۸)

اذان واقامت

﴿داڑھی منڈے یا نابالغ کی اذان﴾

سوال: کیا نابالغ کی اذان ہو جاتی ہے کہ نہیں اور بالغ کی شریعت میں کیا عمر ہے؟ نیز کیا اس شخص کی اذان ہو جاتی ہے جو داڑھی منڈاتا ہو یا ایک مشت سے کم رکھتا ہو؟

جواب: داڑھی منڈے کی اذان واقامت مکروہ تحریمی ہے۔ اسی طرح جس شخص کی داڑھی کاٹنے کی وجہ سے ایک قبضہ (مشت) سے کم ہو اس کی اذان واقامت بھی مکروہ تحریمی ہے۔ اذان دوبارہ کہی جائے مگر اقامت دوبارہ نہ کہی جائے۔

نابالغ لڑکا اگر ہوشیار و سمجھدار ہو تو اس کی اذان صحیح ہے مگر خلاف اولیٰ ہے بلوغ کا علامتوں کے ذریعہ پتہ چلایا جا سکتا ہے۔ اگر بالغ ہونے کی کوئی علامت ظاہر نہ ہو تو پندرہ سال کا لڑکا اور لڑکی شرعاً بالغ تصور کئے جاتے ہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۶۸)(خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۰۶)

﴿نومولود کے کان میں اذان دینے کا طریقہ اور اسکا فائدہ﴾

سوال: اسلام میں حکم ہے کہ نومولود کے کان میں اذان دیجائے۔ اسکا طریقہ کیا ہے اور اسکا فائدہ کیا ہے؟

جواب: نومولود کو ہاتھوں پر اٹھا کر قبلہ رو کھڑے ہوں۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہیں اور حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃ اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاح کے وقت حسب معمول دائیں بائیں منہ بھی پھیریں۔ اس اذان میں اتباع سنت کے ساتھ ایک

فائدہ یہ بھی ہے کہ یہ بچوں کی مشہور بیماری "ام الصبیان" کے لئے فائدہ مند ہے۔
(خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۲۳)

﴿نماز کے لئے مواقع اذان واقامت کی تفصیل﴾

سوال: اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے اقامت کہنا سنتِ مؤکدہ ہے یا مستحب؟ نیز اگر قضاء نماز ادا کر رہا ہو تو اقامت کہے یا نہیں؟ اگر کہے تو جہراً کہے یا سراً؟

جواب: اس سوال کے جواب میں تفصیل ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) اذان واقامت ہر فرض نماز کے لئے سنت مؤکدہ ہے خواہ ادا ہو یا قضاء، مسافر ادا کرے یا مقیم، جماعت کے ساتھ پڑھ رہا ہو یا اکیلے۔

(۲) اگر گھر میں باجماعت یا اکیلے نماز پڑھ رہا ہو اور محلّہ کی مسجد میں اذان واقامت ہو گئی ہو تو بھی گھر میں اذان واقامت مستحب ہے مگر اکیلے پڑھنے کی صورت میں اذان زیادہ بلند آواز سے نہ کہی جائے۔

(۳) اگر کسی کے سامنے قضاء نماز اکیلے پڑھ رہا ہو خواہ مسجد میں ہو یا غیر مسجد میں تو اذان واقامت سراً کہے تاکہ قضاء کا اظہار نہ ہو کیونکہ نماز قضاء کرنا گناہ ہے اور لوگوں کے سامنے پڑھنا گویا ان کو بتایا ہے کہ میں نے نماز قضاء کی تھی، اظہار معصیت ہے اور اظہار معصیت (اظہار گناہ) بھی معصیت ہے۔

(۴) اگر کسی عام حادثے کی وجہ سے سب کی نمازیں قضاء ہو گئیں ہوں تو اس کے لئے اذان واقامت بلند آواز سے کہی جائے گی، اگرچہ مسجد میں ہوں۔

(۵) سفر میں اگر سب رفقاء حاضر ہوں تو اذان مستحب ہے اور اقامت سنت مؤکدہ ہے۔ اقامت کا ترک مکروہ ہے اذان کا نہیں۔ سفر عام ہے خواہ شرعی (کسی دینی کام کے لئے) ہو یا لغوی (عمومی) اس سے ثابت ہوا کہ سفر میں منفرد کے لئے اذان سنت مؤکدہ نہیں بلکہ مستحب ہے۔ واللہ اعلم (احسن الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۸۱ ملخصاً)

شرائط نماز

﴿عام مجلس میں نہ جانے کے لائق کپڑوں میں نماز پڑھنا﴾

سوال: سعودی عرب میں عموماً دیکھا گیا ہے کہ لوگ ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی ہمارے پاکستانی حضرات بھی ننگے سر نماز پڑھتے ہیں۔ حتی کہ بنیان اور پاجامہ یا دھوتی میں نماز پڑھتے ہیں اور بنیان بھی بغیر آستین کی اور بعض ایسا کرتے ہیں کہ صبح غسل کر کے ایک دھوتی باندھ لیتے ہیں اور ایک تولیہ (جس سے وہ اپنا بدن صاف کرتے ہیں) اپنے سر کے اوپر اوڑھ کر نماز پڑھنے لگتے ہیں جبکہ پہننے کیلئے کپڑے اور ٹوپی بھی موجود ہوتی ہے مگر نہیں پہنتے۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں یہ بتائیں کہ آیا اس طریقہ سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں؟

جواب: نماز بارگاہ خداوندی کی حاضری ہے اس لئے نماز کے وقت اچھے کپڑے پہننے چاہئیں۔ ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے جنہیں پہن کر آدمی عام مجلس میں نہ جا سکے۔ اسی طرح مردوں کو ننگے سر نماز پڑھنا اسی طرح کندھے اور بازو کھلے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۷۴)

﴿سر پر رومال لپیٹ کر نماز پڑھنا کیسا ہے؟﴾

سوال: اگر کوئی سر پر ایسا رومال لپیٹ کر نماز پڑھے کہ جس میں سر کا درمیانی حصہ کھلا رہے تو کیا اس کی نماز ہو جائیگی یا نہیں؟

جواب: ٹوپی اوڑھنی چاہئے نماز کے وقت اس طرح سر پر رومال لپیٹنا مکروہ اور منع ہے۔ فتاویٰ قاضی خان میں ہے کہ سر پر رومال اس طرح لپیٹنا کہ درمیانی سر کا حصہ کھلا رہے مکروہ ہے (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱ صفحہ ۱۸۵)

﴿میلے کچیلے لباس میں نماز مکروہ ہے﴾

سوال: جو لوگ گیراج کا کام کرتے ہیں وہ جب مسجد میں نماز ادا کرنے آتے ہیں تو انہیں میلے کچیلے اور تیل والے کپڑوں میں نماز ادا کرتے ہیں آپ فرمائیں کیا ان کپڑوں میں نماز ہو جاتی ہے؟

جواب: ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہے نماز کے لئے الگ کپڑے ہونے چاہئیں گیراج وغیرہ کا کام کرنے والوں کو نماز کیلئے الگ کپڑے رکھنے چاہئیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

﴿جاندار کے ڈیزائن والے کپڑوں میں نماز﴾

سوال: کیا ایسے کپڑوں میں نماز پڑھنا جائز ہے جن پر کسی جاندار کا ڈیزائن بنا ہوا ہو؟

جواب: ایسے کپڑوں میں نماز مکروہ ہوگی تصویر والے کپڑے میں ہرگز نماز نہیں پڑھنی چاہئے۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۱۷۷)

﴿تصاویر والے مال کی دکان میں نماز ادا کرنا﴾

سوال: میں ایک میڈیکل اسٹور پر کام کرتا ہوں۔ خدا کے فضل سے فرض نماز مسجد میں ادا کرنے کے بعد سنتیں اور نوافل دکان میں ادا کرتا ہوں چند بزرگ حضرات کہتے ہیں کہ دکان میں تمہاری نماز نہیں ہوتی کیونکہ دکان میں دودھ کی ڈبوں پر، دوائیوں کے پیکنگ پر جانوروں اور دیگر اقسام کی تصاویر بنی ہوتی ہیں۔ مجھ جیسے کتنے ہی بھائی دکانوں میں نماز ادا کرتے ہیں اس سلسلے میں وضاحت فرمائیں؟

جواب: نماز تو ہو جائے گی لیکن تصاویر سامنے ہوں تو نماز مکروہ ہے اگر ان ڈبوں کو اس طرح رکھا جائے کہ تصویریں پچھلے رخ ہو جائیں تو کراہت جاتی رہے گی اور نماز درست ہوگی۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۱۸۴)

﴿باربار کپڑا نجس ہو جاتا ہو تو کیا کرے﴾

سوال: بواسیر خونی کا ایک مریض ایسا ہے کہ ہر وقت اس کا خون رستا رہتا ہے نماز کے لئے تو اس کو ایک بار ہی وضو کرنا پڑے گا کہ وہ معذور ہے لیکن جو پاک کپڑا پہن کر وہ نماز پڑھتا ہے تو تھوڑی دیر میں پھر خون آلود ہو کر ناپاک ہو جاتا ہے تو اس سلسلے میں ارشاد فرمائیں کہ وہ مریض کیا کرے کیا انہیں کپڑوں میں نماز پڑھ لے؟

جواب: اسی کپڑے میں نماز پڑھ لے نماز توڑ کر نئے کپڑے بدلنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۲۹۶)

نیت

﴿نیت کے الفاظ زبان سے ادا کرنا﴾

سوال: کیا زبان سے نماز کی نیت کرنا قرآن وحدیث سے ثابت ہے؟

جواب: زبان سے نماز کی نیت کے الفاظ کو نیت کہنا نہ قرآن وحدیث سے ثابت ہے اور نہ ائمہ متقدمین سے اس لئے اصل نیت دل ہی کی ہے مگر لوگوں پر وساوس و خیالات اور افکار کا غلبہ رہتا ہے جس کی وجہ سے نیت کے وقت دل متوجہ نہیں ہوتا دل کو متوجہ کرنے کے لئے متاخرین نے فتویٰ دیا ہے کہ نیت کے الفاظ زبان سے بھی

ادا کر لینا بہتر ہے تاکہ زبان کے ساتھ کہنے سے دل بھی متوجہ ہو جائے۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۱۸۷)

﴿دل میں ارادہ کرنے کے بعد اگر زبان سے غلط نیت نکل گئی﴾

سوال : بعض دفعہ ہم لوگ جلدی میں غلط نیت کر لیتے ہیں جیسے کہ ہمیں پڑھنی تو چار سنتیں ہیں لیکن ہم نے دو سنت کی نیت کر لی تو ایسی صورت میں کیا کرنا چاہئے؟

جواب : نیت اصل میں زبان سے نہیں ہوتی بلکہ یہ دل کا فعل ہے پس اگر دل میں ارادہ چار رکعت کا تھا اور زبان سے دو کا لفظ نکل گیا تو نیت صحیح ہے اور سنتوں میں تو مطلق نماز کی نیت بھی کافی ہے اگر چار کی جگہ دو کا یا دو کی جگہ چار رکعت کا لفظ کہہ دیا یا رکعتوں کا ذکر ہی نہیں کیا تب بھی سنتوں کی نیت صحیح ہو گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۱۸۸)

سمت قبلہ

﴿اگر مسافر کو قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے﴾

سوال : اگر مسافر دوران سفر کسی ایسی جگہ قیام کرے جہاں قبلہ کی سمت کا اندازہ نہ ہو سکے تو پھر کیا حکم ہے؟

جواب : اول تو کسی سے دریافت کرے اگر وہاں کوئی بتانے والا نہ ہو تو خود سوچ غور و فکر کے بعد جس طرف طبیعت کا رجحان ہو کہ قبلہ اس طرف ہوگا اسی طرف رخ کرکے نماز پڑھے۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۱۸۵)

﴿ریل گاڑی میں بھی قیام فرض ہے﴾

سوال : ریل گاڑی میں بوجہ کثرت ہجوم کے فرض نماز بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : ریل گاڑی میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے پہلے لوگوں سے جگہ کی درخواست کی جائے اگر وہ جگہ نہ دیں اور باوجود کوشش کے جگہ نہ ملے تو بیٹھ کر نماز پڑھ لے لیکن اس کا اعادہ لازم ہوگا (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۴۳)

﴿جو کھڑا ہو سکتا ہے مگر رکوع و سجود نہ کر سکتا ہو تو وہ کیا کرے﴾

سوال : ایک آدمی کمزور و ناتواں ہے وہ کھڑا ہو جائے تو بیٹھ نہیں سکتا اگر بیٹھے تو کھڑا نہیں ہو سکتا اور اگر بیٹھ کر نماز ادا کرے تو سجدہ نہیں کر سکتا وہ کس طرح نماز ادا کرے؟

جواب : مذکورہ آدمی بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع و سجود اشارہ سے ادا کرے۔ سجدے کا اشارہ رکوع سے زیادہ پست ہو۔ (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۲۵۰)

قراۃ

﴿ہر رکعت میں سورہ اخلاص پڑھنا﴾

سوال : کیا ہر نماز کی ہر رکعت میں سورہ فاتحہ اور سورہ اخلاص پڑھنے سے نماز صحیح ہو گی یا ثواب پر اثر پڑے گا؟

جواب : سورہ فاتحہ کے بعد ہر رکعت میں ایک ہی سورہ پڑھنا مکروہ ہے، اس لئے کم سے کم چار سورتیں تو ہر مسلمان کو یاد کر لینی چاہئیں اور جب تک یاد نہ ہوں ہر رکعت میں سورہ اخلاص ہی پڑھ لیا کریں نماز ہو جائے گی۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۲۰۵)

﴿گونگا نماز کیسے پڑھے﴾

سوال : گونگا آدمی نماز کیسے پڑھے جبکہ وہ نہ سن سکتا ہے اور نہ بول سکتا ہے؟

جواب : گونگا قیام وغیرہ تمام افعال ادا کرے زبان کا ہلانا ضروری نہیں اسکے دل کی نیت ہی تکبیر تحریمہ کے قائم مقام ہے (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۰۹)

﴿فرض نماز میں مسنون قرأت﴾

سوال : فرض نمازوں میں ویسے تو پورے قرآن کریم میں سے جہاں سے چاہے پڑھ لے، نماز ہو جائے گی، لیکن مسنون قرأت کونسی ہے جس میں زیادہ ثواب ہو؟

جواب : فرائض میں مفصلات کا پڑھنا افضل ہے یعنی فجر اور ظہر میں طوال مفصل (سورہ حجرات سے سورہ بروج تک) عصر اور عشا میں اوساط مفصل (سورہ بروج سے سورہ بینہ تک) اور نماز مغرب میں قصار مفصل (سورہ لم یکن سے سورۃ الناس تک) پڑھنا چاہئے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۲۴) (خیر الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۳۲۴)

باجماعت نماز اور اُس کے مسائل

﴿مرد کا گھر میں نماز پڑھنا﴾

سوال : کیا مرد گھر میں نماز پڑھ سکتا ہے؟ گھر میں نماز پڑھنے کیلئے کون کون سے عذر ہیں؟

جواب : فرض نماز کے لئے مرد کو مسجد میں جانا ضروری ہے اور بغیر عذر کے مسجد میں نہ آنے والوں کیلئے سخت وعید آئی ہے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم اجمعین ایسے شخص کو منافق سمجھتے تھے جو نماز باجماعت کی پابندی نہیں کرتا تھا۔ مسجد حاضر نہ ہونے کیلئے بیماری، کیچڑ، خوف وغیرہ عذر ہو سکتے ہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۲۳۰)

﴿امام کی توہین کرنے والے کی اسی امام کے پیچھے نماز﴾

سوال : ایک شخص ذاتی اختلاف یا کسی اور وجہ سے ناحق طور پر امام کی بے عزتی کرتا ہے اور پھر انہی امام صاحب کی اقتداء میں نماز پڑھتا ہے آیا ایسے شخص کی نماز قبول ہوتی ہے؟ اور ایسے شخص کے لئے شرعاً کیا سزا ہے؟

جواب : امام کی ناحق توہین کر کے وہ شخص گناہ کا مرتکب ہوتا ہے اس کو اس سے توبہ کرنی چاہئے اور امام صاحب سے معافی مانگنی چاہئے نماز اسکی امام صاحب کے پیچھے جائز ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۲۵۲)

﴿اگر امام سے کسی مسئلے پر اختلاف ہو جائے تو؟﴾

سوال : اگر کسی مسئلے پر امام صاحب کے ساتھ اختلاف ہو جائے یا کچھ ناراضگی ہو جائے تو کیا اس امام کے پیچھے نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جائے گی؟ اور جو پہلے نمازیں پڑھ چکے ہیں انکو لوٹانا تو پڑھے گا؟

جواب : امام صاحب سے اگر کسی مسئلہ پر اختلاف ہو جائے خواہ امام کی غلطی ہو یا مقتدی کی اس امام کے پیچھے پڑھی ہوئی نماز صحیح ہے اس کو لوٹایا نہیں جائے گا لیکن بلا وجہ امام صاحب سے اختلاف اور ناراضگی اور اس کے خلاف دل میں بغض رکھنا جائز نہیں۔ آئندہ بھی اس کے پیچھے نماز جائز ہے اس اختلاف کی وجہ سے امام کے پیچھے نماز چھوڑ دینا صحیح نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۲۵۰ ملخصا)

﴿رکعت فوت ہونے کے ڈر سے صف سے دور رہ کر تکبیر تحریمہ کہنا﴾

سوال : امام رکوع میں ہو اور کوئی آدمی آجائے اب اگر وہ صف تک پہنچ کر نماز شروع کرتا ہے تو رکعت فوت ہو جائے گی۔ ایسی صورت میں صف سے دور کھڑے رہ کر

تحریمہ کہدے تو کیسا ہے؟

جواب: صف میں جگہ ہونے کے باوجود صف سے دور الگ کھڑے رہنا مکروہ ہے صف تک پہنچ کر نماز شروع کرے چاہے رکعت فوت ہو جائے اس لئے کہ فضیلت حاصل کرنے کی بہ نسبت مکروہ سے بچنا اولی ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ا صفحہ ۲۰۶)

فائدہ: بزرگ فرماتے ہیں کہ اذان سن کر جلدی تو گھر، دفتر اور دکان میں کرنی چاہئے تاکہ اہتمام سے مسجد پہنچ جائیں وہاں جاکر ہڑبونگ مچانا، دوڑنا اور مسائل کے خلاف عمل کرنا دینداری نہیں ہے۔

کرفیو کی حالت میں مسجد میں جانا

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے کرام کہ کرفیو کے اوقات میں مساجد میں باجماعت نماز پڑھنے جانا چاہئے یا گھر میں نماز ادا کر سکتے ہیں؟

جواب: اگر فوج نماز کے لئے مسجد جانے والوں کو منع نہ کرتی ہو تو مسجد میں جانا ضروری ہے۔ ورنہ گھر میں جماعت کے ساتھ نماز ادا کی جائے گی۔ قانون کی خلاف ورزی اور عزت و جان کو خطرے میں ڈالنا جائز نہیں۔ (احسن الفتاوی جلد ۳ صفحہ ۳۱۱)

مسبوق کے مسائل

مسبوق اپنی باقی رکعتیں کس طرح پوری کرے

سوال: مسبوق یعنی جس کی امام کے پیچھے کچھ رکعتیں رہ گئی ہوں وہ اپنی بقیہ رکعات کس طرح ادا کرے؟ مثلاً امام کے ساتھ تین رکعتیں ادا کیں اور ایک رکعت اس کی رہ گئی یا امام کے پیچھے دو رکعتیں ادا کیں اور اس کی دو رکعتیں باقی رہ گئیں یا امام کے پیچھے ایک رکعت ادا کی بقیہ تین رکعات اسکی باقی ہیں؟

جواب: اگر ایک رکعت رہ گئی ہو تو اٹھ کر جس طرح پہلی رکعت پڑھی جاتی ہے سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے شروع کرے اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھ کر رکعت پوری کرے اور اگر دو رکعتیں رہ گئیں ہوں تو اٹھ کر پہلی رکعتوں کی طرح پڑھے یعنی پہلی میں سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے شروع کرے اور کوئی اور سورۃ پڑھ کر رکوع کرے دوسری رکعت سورۃ فاتحہ سے شروع کرے اور اگر تین رکعتیں رہ گئیں ہوں تو پہلی رکعت سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ سے شروع کر کے سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور اس رکعت پر قعدہ کرے دوسری رکعت میں سورۃ فاتحہ اور سورۃ پڑھے اور تیسری میں صرف سورۃ فاتحہ پڑھے اور آخری قاعدہ کرے اور پھر سلام پھیر دے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۲۹۰)

ایک مسبوق کو دیکھ کر دوسرے مسبوق کا اپنی رکعت یاد کرنا

سوال: سوال دو آدمی ایک ساتھ جماعت میں شریک ہوئے امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی فوت شدہ رکعتیں پڑھنے میں ایک کو شک ہوا کہ کتنی رکعتیں فوت ہوئی ہیں تو اسنے اپنے ساتھ والے کو دیکھ کر اسکی مانند اپنی نماز ختم کی تو نماز صحیح ہوئی یا دہرانی پڑے گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں نماز صحیح ہو گئی، دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔

(فتاوی رحیمیہ جلد ا صفحہ ۱۳۷)

سجدہ سہو کے سلام میں مسبوق کا حکم

سوال: مسبوق آدمی سجدہ سہو کا سلام پھیرنے میں امام کی متابعت کرے یا نہیں؟

جواب مسبوق آدمی سجدہ سہو میں تو امام کی اتباع کرے مگر سلام نہ پھیرے۔ قصداً امام کے ساتھ سلام پھیرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد اصفحہ ۲۴۷، فتاویٰ محمودیہ جلد ۲ صفحہ ۱۸۰)

مسبوق کے بیٹھتے ہی امام قعدہ اولیٰ سے اٹھ گیا

سوال اگر کوئی شخص اس وقت جماعت میں شامل ہوا کہ امام قعدہ اولیٰ پر بیٹھا ہے اس کے بیٹھتے ہی امام قعدہ اولیٰ سے کھڑا ہو گیا اور یہ شخص التحیات نہ پڑھ سکا تو شرعاً اس کا کیا حکم ہے؟

جواب اس صورت میں مسبوق تشہد پورا کر کے اٹھے بدون تشہد پورا کیے امام کی اتباع مکروہ تحریمی ہے مگر نماز ہو جائے گی۔ آخری قعدہ میں شریک ہونے والے کا بھی یہی حکم ہے کہ اس کا تشہد پورا ہونے سے پہلے امام نے سلام پھیر دیا تو تشہد پورا کر کے کھڑا ہو۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۲۶۳ ملخص)

مسبوق امام کے قعدہ اخیرہ میں تشہد کے بعد کیا پڑھے

سوال مسبوق کو امام کے قعدہ اخیرہ میں درود شریف و دعا بھی پڑھنی چاہئے یا نہیں؟

جواب مسبوق امام کے قعدہ اخیرہ میں درود شریف اور دعا نہ پڑھے بلکہ تشہد سے فراغت کے بعد خاموش رہے یا کلمہ شہادت یا تشہد کا تکرار کرے سب سے بہتر یہ ہے کہ تشہد ٹھہر ٹھہر کر پڑھے تاکہ امام کے سلام کے ساتھ تشہد سے فراغت ہو۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۳۱۰)

مکروہات و مفسدات نماز

نماز میں خیالات سے بچنے کے لئے آنکھیں بند کرنا

سوال میں جب نماز پڑھتا ہوں تو نگاہ سجدے کی جگہ پر ہوتی ہے مگر چونکہ آس پاس کی چیزیں بھی نظر آتی ہیں اور خیال ان کی طرف چلا جاتا ہے۔ کیا اس صورت میں آنکھیں بند کی جا سکتی ہیں؟

جواب غیر اختیاری طور پر اگر آس پاس کی چیزوں پر نظر پڑ جائے تو اس سے نماز میں کوئی خلل نہیں آتا آنکھیں بند نہیں کرنی چاہئیں۔ آنکھیں بند کرنے سے اگرچہ خیالات کے منتشر نہ ہونے میں مدد ملتی ہے اس کے باوجود آنکھیں کھول کر نماز پڑھنا افضل ہے اور آنکھیں بند رکھنا مکروہ ہے یہ اس صورت میں ہے جبکہ مستقل طور پر آنکھیں بند رکھی جائیں اور اگر کبھی کھول دے اور کبھی بند کرلے تو کراہت نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۲ صفحہ ۱۰۳)

چست لباس میں نماز

سوال ایسا تنگ اور چست لباس پہننا کہ جس سے اعضاء کی صورت و شکل نمایاں ہوتی ہے جائز ہے؟ اور ایسا پہنے ہوئے میں نماز درست ہے؟

جواب ایسا چست لباس پہننا جس سے پوشیدہ اعضاء کی شکل نظر آئے حرام ہے۔ اس طور پر پوشیدہ اعضاء دکھانا بھی حرام اور دیکھنا بھی حرام اگرچہ باشہوت ہو ایسا باریک اگر اتنا موٹا ہو کہ اس میں سے بدن کا رنگ نظر نہ آتا ہو تو اس میں اگرچہ نماز کا فرض ادا ہو جائے گا مگر حرام لباس میں نماز مکروہ تحریمی ہے اور اسے دہرانا واجب ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۴۰۳ ملخص)

نماز میں کپڑے سمیٹنا یا بدن سے کھیلنا مکروہ ہے

سوال: میں اکثر دیکھتا ہوں کہ بعض نمازی نماز پڑھتے وقت اپنے کپڑوں کی شکنیں درست کرتے رہتے ہیں کیا ایسا کرنا جائز ہے؟

جواب: نماز میں اپنے بدن سے یا کپڑے سے کھیلنا مکروہ ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۱۵)

کھلی کہنی نماز پڑھنا

سوال: کہنی تک آستین چڑھا کر یا کہنی تک کے آستینوں والا کرتا پہن کر نماز پڑھنے سے نماز میں کوئی خرابی آتی ہے یا نہیں؟

جواب: اس طرح کر کے نماز پڑھنی مردوں کو مکروہ ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۱ صفحہ ۲۴۱، جلد ۳ صفحہ ۱۰۴)

فائدہ: اگر آستین چڑھی ہوئی ہیں اور جماعت میں شامل ہو گئے تو دوران نماز ہی ایک ہاتھ سے آستین نیچے کرلے لیکن خیال رہے کہ عمل کثیر نہ ہو کہ دوسرا دیکھنے والا یہ سمجھے کہ یہ نماز نہیں پڑھ رہا ورنہ نماز فاسد ہو جائیگی۔

نماز توڑنے کے اعذار

کتنا مال ضائع ہونے کے اندیشہ سے نماز توڑنا صحیح ہے

سوال: اگر نماز کے دوران جیب سے کچھ پیسے وغیرہ گر جائیں اور کوئی دوسرا شخص ان روپوں کو اٹھا کرلے جارہا ہو تو کیا نماز توڑ کر اس کو پکڑنا چاہئے یا نماز ہی پڑھتے رہیں اسی طرح دوران نماز یاد آیا کہ گھڑی وضو خانے وغیرہ میں بھول آئے ہیں تو کیا نماز توڑ سکتے ہیں؟

جواب: نماز توڑ کر اس آدمی کو پکڑنا صحیح ہے نماز خواہ فرض ہو یا نفل اور جماعت کی ہو یا بغیر جماعت کے نماز کے دوران اگر ایک درھم (۳ء۰۶۲ گرام چاندی) کی مالیت کے برابر کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو تو نماز کو توڑ دینا جائز ہے۔

گھڑی یاد آنے کی صورت میں بھی نماز توڑ کر گھڑی اٹھالانا صحیح ہے۔ واللہ اعلم

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۲۲)

اگر کوئی بے ہوش ہو کر گر جائے تو اسکو اٹھانے کیلئے نماز توڑنا

سوال: نماز جماعت کے ساتھ ہو رہی ہو اور کوئی نمازی بوجہ کمزوری یا بیماری وغیرہ کے گر کر بے ہوش ہو جائے تو کیا ساتھ کھڑے ہوئے آدمی کو نماز توڑ کر اسے اٹھانا چاہئے یا نہیں؟

جواب: نماز توڑ کر اس کو اٹھانا چاہئے۔ ایسا نہ ہو کہ اس کو مدد نہ ملنے کی وجہ سے اسکی جان ضائع ہو جائے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۲۳)

مسائل جمعہ

جمعہ کی پہلی اذان کے بعد دنیوی کاموں میں مشغولی

سوال: جمعہ کی اذان کے بعد جمعہ کی تیاری کے علاوہ کوئی کام کرنا حرام ہے۔ بتایئے اس اذان سے کونسی اذان مراد ہے پہلی یا دوسری؟

جواب: صحیح تر قول کے مطابق یہ حکم پہلی اذان سے متعلق ہے۔ للذا پہلی اذان پر جمعہ کے لئے سعی (چلنا) واجب ہے اور جمعہ کی تیاری کے سوا کسی اور کام میں مشغولی

ہونا ناجائز اور حرام ہے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۰۲)

جمعہ کے خطبے میں لوگوں کو کس طرح بیٹھنا چاہیئے

سوال: جمعہ کے خطبے کے درمیان لوگ پہلے خطبہ میں دوزانو ہو کر بیٹھتے ہیں اور ہاتھ بھی نماز کی طرح باندھ لیتے ہیں اور دوسرے خطبے میں قعدہ کی طرح ہاتھ گھٹنوں پر رکھ لیتے ہیں کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟

جواب: خطبہ جمعہ کی دوران کسی خاص ہیئت سے بیٹھنا مسنون نہیں۔ جس طرح سہولت ہو بیٹھیں مگر امام کی طرف متوجہ رہیں اور غور سے خطبہ سنیں، لوگوں کا جو دستور آپ نے ذکر کیا ہے یہ خود تراشیدہ ہے، شریعت میں اسکی کوئی اصل نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۰۵)

خطبہ جمعہ کے دوران درود شریف پڑھنے کا حکم

سوال: جمعہ کے خطبے کے دوران رسول اللہ ﷺ اور دوسرے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے اسماء مبارکہ آتے ہیں تو گزارش یہ ہے کہ اس دوران خاموشی سے خطبہ سنا جائے یا درود شریف اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا جائے؟

جواب: خطبہ کے دوران زبان سے درود شریف پڑھنا جائز نہیں ہے خاموش رہنا چاہیئے اور آنحضرت ﷺ کا اسم گرامی آئے تو دل میں بغیر زبان ہلائے درود شریف پڑھ لے۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم پر بھی دل میں رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہہ لے تو کوئی مضائقہ نہیں مگر زبان سے نہ کہے۔(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۰۹)

بیمار کی نماز

بیمار آدمی فرض نماز بیٹھ کر کب پڑھ سکتا ہے

سوال: ایک آدمی بیمار رہتا ہے لیکن نماز کے لئے پیادہ چل کر آتا ہے اور بیٹھ کر نماز باجماعت ادا کرتا ہے تو اسکی نماز ہو گی یا نہیں؟ نیز بیٹھ کر نماز پڑھنے کی اجازت کب ہو گی؟

جواب: فرض اور واجب نماز میں قیام فرض ہے پوری رکعت کھڑے ہو کر نہیں پڑھ سکتا ہو تو تکبیر تحریمہ کھڑے ہو کر کہے سہارے کے بغیر کھڑا نہ ہو سکے تو دیوار یا عصا کا سہارا لے لے یا اپنے خادم وغیرہ اگر ہوں تو ان کا سہارا لے سکتا ہے خلاصہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر ایک آیت ہی کسی طرح کھڑے ہو کر پڑھ سکتا ہو تو اتنی مقدار ضرور کھڑا ہو اتنی بھی طاقت نہ ہو یا خطرہ ہو کہ مرض میں شدت ہو جائے گی تو بیٹھ کر پڑھنے کی اجازت ہو گی۔ اسی طرح بیٹھ کر نماز پڑھنے کے متعلق بھی یہ حکم ہے کہ اگر تکیہ لگا کر یا کسی صورت سے بھی بیٹھ سکتا ہے تو لیٹ کر نماز نہیں ہو گی جب بیٹھ کر پڑھنے کی کوئی صورت نہ رہے تب لیٹ کر پڑھ سکتا ہے۔ فرض واجب اور صبح کی سنتوں کا بھی یہی حکم ہے البتہ نفل بلا عذر بھی بیٹھ کر پڑھ سکتے ہیں۔(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۵۶)

جو جماعت کی نماز میں کھڑا نہ ہو سکے؟

سوال: ایک بیمار آدمی گھر میں اکیلے کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن مسجد میں نماز باجماعت کے لئے کھڑے رہنے کی طاقت نہیں رہتی بیٹھ کر پڑھنی پڑتی ہے تو وہ کیا کرے؟ گھر میں کھڑے ہو کر نماز اکیلے پڑھے یا مسجد میں جا کر نماز باجماعت بیٹھ کر پڑھے؟

جواب: اس کے لئے ضروری ہے کہ گھر میں کھڑا ہو کر نماز پڑھے قیام فرض ہے جماعت کے لئے فرض ترک کرنے کی اجازت نہیں ہاں اگر گھر میں گھر والوں کے ساتھ جماعت کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۵۱)

بے ہوشی میں فوت شدہ نمازوں کا حکم

سوال: آپریشن کے لئے مریض کو بے ہوش کیا جاتا ہے تو کیا بے ہوشی کی حالت میں اس کی جو نمازیں قضا ہوں گی ان کی قضا ضروری ہے؟

جواب: اگر بے ہوشی ایک دن رات یا اس سے کم رہی تو اس وقت کی نمازیں قضاء کی جائیں گی اور اگر چھٹی نماز کا وقت بھی بے ہوشی میں گزر جائے تو اس صورت میں اختلاف ہے اسلئے قضاء کر لینا بہتر ہے یہ حکم اپنے اختیار سے بے ہوش کرنے کا ہے قدرتی بے ہوشی میں اگر پانچ نمازوں سے زیادہ قضاء ہو گئیں تو بالاتفاق ان نمازوں کی قضاء معاف ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۴ صفحہ ۵۱)

عیدین کی نماز

نماز عید میں تکبیرات نکل گئیں تو؟

سوال: عید کی نماز میں اگر مقتدی کی آمد دیر میں ہوئی حتی کہ زائد تکبیریں نکل گئیں تو مقتدی زائد تکبیریں کس طرح ادا کرے گا؟ اور اگر پوری رکعت نکل جائے تو کس طرح ادا کرے گا؟

جواب: اگر امام تکبیرات سے فارغ ہو چکا ہو، خواہ قرأت شروع کی ہو یا نہ کی ہو تو بعد میں آنے والا مقتدی تکبیر تحریمہ کے بعد زائد تکبیریں بھی کہہ لے اور اگر امام رکوع میں جاچکا ہے اور یہ گمان ہے کہ تکبیرات کہہ کر امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہو جائے گا تو تکبیر تحریمہ کے بعد کھڑے کھڑے تین تکبیریں کہہ کر رکوع میں جائے اور اگر یہ خیال ہو کہ اتنے عرصے میں امام رکوع سے اٹھ جائے گا تو تکبیر تحریمہ کہہ کر رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں رکوع کی تسبیحات کے بجائے تکبیرات کہہ لے ہاتھ اٹھائے بغیر اور اگر اس کی تکبیریں پوری نہیں ہوئی تھیں کہ امام رکوع سے اٹھ گیا تو تکبیریں چھوڑ دے امام کی پیروی کرے اور رکعت نکل گئی تو جب امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی رکعت پوری کرے قرات کرے پھر تکبیریں کہے اس کے بعد رکوع کی تکبیر کہہ کر رکوع میں جائے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۱۶)

نماز عید پر معانقہ

سوال: کیا عید پر گلے ملنا سنت ہے؟

جواب: یہ سنت نہیں محض لوگوں کی بنائی ہوئی ایک رسم ہے اس کو دین کی بات سمجھنا اور نہ کرنے والے کو لائق ملامت سمجھنا بدعت ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۱۷ فتاوی محمودیہ جلد ۲ صفحہ ۳۱۱)

عید الاضحیٰ کے دنوں میں تکبیرات تشریق کا حکم

سوال: تکبیرات تشریق کیا ہیں اور یہ کب پڑھی جاتی ہیں؟

جواب: ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے تیرہویں تاریخ کی عصر تک ہر فرض نماز کے بعد ہر بالغ مرد اور عورت پر ایک مرتبہ تکبیرات تشریق پڑھنا واجب ہیں۔ تکبیر تشریق یہ ہے کہ ہلکی بلند آواز سے یہ کلمات پڑھے اَللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرْ اَللّٰهُ اَكْبَرْ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۴۱۸)

مسافر کی نماز

کتنے فاصلے کی مسافت پر قصر نماز ہوتی ہے ؟

سوال : قصر نماز کے لئے تین منزل ہونی ضروری ہے ایک منزل کتنے کلو میٹر یا میل کے برابر ہوتی ہے ؟

جواب : مختار قول کے مطابق ایک منزل ۱۶ میل اور تین منزل ۴۸ میل کے برابر ہوتے ہیں اور ۴۸ میل کے ۷۷ کلو میٹر بنتے ہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۷۵)

ریلوے ملازم کی نماز

سوال : میں ریلوے میں ملازم ہوں میری ڈیوٹی ٹرین کے ساتھ ہوتی ہے میں کراچی سے کوئٹہ گاڑی کے ساتھ جاتا ہوں کوئٹہ سے کراچی پھر کراچی سے سکھر اور واپسی پر کراچی سے سرگودھا جاتا ہوں اسی طرح میری ڈیوٹی کا سرکل چلتا ہے میری رہائش اور فیملی کراچی میں ہے اب سوال یہ ہے کہ مجھے دوران سفر قصر نماز پڑھنی چاہئے یا کہ پوری نماز پڑھنی چاہئے جب کے گاڑی کے اندر مجھے تمام سہولتیں دستیاب ہیں اسپیشل کمرہ میرے پاس ہے جس میں ائیر کنڈیشنر ہے۔ میں اور میرا عملہ پوری نماز پڑھتے ہیں۔ آپ قرآن وسنت کی روشنی میں جواب دیں کہ ہم قصر نماز پڑھیں یا کہ پوری ؟

جواب : شہر کراچی کی حدود کے باہر سفر کے دوران آپ قصر کریں گے اور شہر کراچی کی حدود میں آکر پوری نماز پڑھیں گے آپ کا سفر اگرچہ ڈیوٹی کے حیثیت میں ہے لیکن سفر کے احکام اس پر بھی لاگو ہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۸۰)

بیک وقت دو شہروں میں مقیم آدمی کی نماز کا حکم

سوال : میری مستقل رہائش کراچی میں ہے اور میری ملازمت بلوچستان میں ہے میں مہینے یا دو مہینے بعد چند دنوں کے لئے کراچی آتا ہوں براہ کرم یہ بتائے کہ میں کراچی میں پوری نماز پڑھوں گا یا سفرانہ ؟

جواب : صرف دوران سفر یعنی کراچی سے جائے ملازمت تک اور جائے ملازمت سے کراچی تک کے سفر کے دوران آپ مسافر ہیں اس درمیان اگر کسی نماز کا وقت آئے تو آپ قصر کریں کراچی کی حدود میں آتے ہی اور اسی طرح جائے ملازمت پر پہنچتے ہی آپ مقیم شمار ہونگے اور آپکو پوری نماز ادا کرنی ہوگی (واللہ اعلم بالصواب)

(البحرالرائق جلد ۲ صفحہ ۱۳۶)

نماز قصر کیلئے دنوں کی مدت

سوال : میں نوکری کی غرض سے زیادہ تر گھر سے باہر رہتا ہوں اور منزل اکثر ۵۰ یا ۶۰ میل سے زیادہ ہوتی ہے اور میں ہمیشہ ایک ہفتہ کی نیت کرکے گھر سے جاتا ہوں اور ہر جمعرات کو واپس آجاتا ہوں۔ ان مقامات پر قصر نماز پڑھی جائے یا کہ پوری ؟

جواب : ملازمت کی جگہ اگر پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلیں تب تو آپ وہاں مقیم ہوں گے ورنہ مسافر۔ بہتر ہے کہ آپ نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھا کریں تاکہ قصر کا سوال ہی نہ پیدا ہو۔ بہر حال اگر اکیلے نماز پڑھنے کی نوبت آئے تو قصر ہی کریں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۸۲)

فائدہ : لیکن ایسی صورت میں اگر آپ ایک مرتبہ پندرہ دن رہ لیں تو اب وہ وطن

اقامت بن گیا، دوبارہ اگر پندرہ دن کی نیت نہ بھی ہو تب بھی وطن اقامت باطل نہ ہوگا اور نماز پوری پڑھنی ہوگی۔

﴿ہوائی جہاز میں نماز کا کیا حکم ہے ؟﴾

سوال: کیا ہوائی جہاز میں نماز پڑھنے سے نماز ادا ہو جاتی ہے یا نہیں ؟

جواب: ہوائی جہاز میں نماز اکثر علمائے کرام کے نزدیک صحیح ہو جاتی ہے بشرطیکہ نماز کو اسکی تمام شرائط صحت کے ساتھ ادا کیا جائے۔ قبلہ رخ اور دیگر شرائط میں نقص نہ رہ جائے بعض علماء فرماتے ہیں کہ ہوائی جہاز میں نماز ادا کرنے کے بعد زمین پر احتیاطاً اس کا اعادہ بھی کرلے تو بہتر ہے ضروری اور واجب نہیں ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۸۶)

﴿ریل گاڑی میں نماز کس طرح ادا کی جائے گی﴾

سوال: ریل کے سفر میں اگر تختہ پر بیٹھ کر نماز پڑھ لی جائے اور منہ قبلہ شریف کی طرف نہ ہو تو نماز ہو جاتی ہے یا نہیں ؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ اس طرح نماز ہو جاتی ہے قبلہ وغیرہ کی طرف رخ سفر میں کوئی ضروری نہیں بعض کہتے ہیں کہ نماز اس طرح پڑھنا صحیح نہیں ؟

جواب: جو لوگ ریل میں تختہ پر بیٹھ کر نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز کئی وجوہ سے صحیح نہیں۔

اول: اسلئے کہ نماز کی جگہ کا پاک ہونا شرط ہے اور ریل کے تختے کا پاک ہونا مشکوک ہے آپ نے اکثر دیکھا ہوگا کہ چھوٹے بچے ان پر پیشاب کر دیتے ہیں۔

دوم: اسلئے کہ نماز میں قبلہ کی طرف رخ کرنا ضروری ہے اس کے بغیر نماز نہیں ہوتی جب کہ نا واقف لوگوں کا یہ خیال ہے کہ سفر میں قبلہ رخ کی پابندی نہیں یہ خیال غلط ہے۔ اور قبلہ رُخ نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہیں ہوتی۔

سوم: اس وجہ سے کہ نماز میں قیام فرض ہے آدمی خواہ گھر میں ہو یا سفر میں جب تک اسکو کھڑے ہونے کی طاقت ہے بیٹھ کر نماز صحیح نہیں ہوگی۔ اسلئے تختہ پر بیٹھ کر نماز پڑھنے سے نماز نہیں ہوگی۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۸۹ ملخصا)

نماز تراویح اور نماز وتر

﴿تراویح کے امام کی شرائط کیا ہیں﴾

سوال: تراویح پڑھانے کے لئے کس قسم کا حافظ ہونا چاہیئے ؟

جواب: تراویح کی امامت کے لئے وہی شرائط ہیں جو عام نمازوں کے امام کے لئے ہیں۔ اس لئے حافظ کا متبع سنت ہونا ضروری ہے۔ داڑھی منڈانے یا کترانے والے کو تراویح میں امام نہ بنایا جائے اسی طرح معاوضہ لے کر تراویح پڑھانے والے کے پیچھے تراویح جائز نہیں اس کے بجائے الم ترکیف (آخری دس سورتوں) کے ساتھ پڑھ لینا بہتر ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۶۰) (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۷۵)

﴿تراویح میں رکوع تک الگ بیٹھے رہنا مکروہ فعل ہے﴾

سوال: تراویح میں حافظ جب نیت باندھ کر قرأت کرتا ہے تو اکثر نمازی یونہی پیچھے بیٹھے یا ٹہلتے رہتے ہیں اور جیسے ہی حافظ رکوع میں جاتا ہے لوگ جلدی جلدی نیت باندھ کر نماز میں شریک ہو جاتے ہیں یہ حرکت کہاں تک درست ہے ؟

جواب: تراویح میں ایک بار پورا قرآن مجید سننا سنت ہے۔ جو لوگ امام کے ساتھ

شریک نہیں ہوتے ان سے اتنا حصہ قرآن کریم کا فوت ہو جاتا ہے اس لئے یہ لوگ نہ صرف ایک ثواب سے محروم رہتے ہیں بلکہ نہایت مکروہ فعل کے مرتکب ہوتے ہیں کیونکہ ان کا یہ فعل قرآن کریم سے اعراض کے مشابہ ہے۔

(آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۴۲)(فتاویٰ عالمگیری جلد ا صفحہ ۱۱۹)

دو تین راتوں میں قرآن مکمل کر کے بقیہ تراویح چھوڑ دینا

سوال : میرے بعض دوست ایسے ہیں جو کہ رمضان کی شروع کی ایک یا تین راتوں میں پورا قرآن شریف تراویح میں سن لیتے ہیں اور پھر بقیہ دنوں میں تراویح نہیں پڑھتے۔ کیا یہ درست ہے؟ دوسرے یہ کہ میں نے کچھ لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ پورا قرآن ایک رات میں سن کر باقی راتوں میں امام صاحب کے ساتھ فرض پڑھ کر تراویح خود اکیلے جلدی پڑھ لیتے ہیں کیا یہ درست ہے؟

جواب : پورے رمضان تراویح پڑھنا مستقل سنت ہے اور تراویح میں پورا قرآن کریم سننا الگ سنت ہے جو شخص ان میں سے کسی ایک سنت کا تارک ہو گا وہ گنہگار ہو گا۔

(آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۴۲)

فرائض عشاء کو تراویح کے بعد ادا کرنے والے کی نماز کا حکم

سوال : ایک صاحب عشاء کے وقت مسجد میں داخل ہوئے تو عشاء کی نماز ختم ہو چکی تھی اور تراویح شروع تھیں یہ صاحب تراویح میں شامل ہو گئے بعد از تراویح عشاء کی فرض نماز مکمل کی آیا کہ اس طرح اسکی نماز ہو گئی یا نہیں؟

جواب : جو شخص ایسے وقت آئے کہ عشاء کی نماز ہو چکی ہو اس کو لازم ہے کہ پہلے عشاء کے فرض اور سنت مؤکدہ پڑھے بعد میں تراویح کی جماعت میں شریک ہو ان صاحب کی نماز تراویح نہیں ہوئی۔ تراویح کی نماز عشاء کے تابع ہے اس لئے یہ صاحب عشاء کے فرض پہلے پڑھ کر تراویح دوبارہ پڑھیں اور اگر وقت نکل گیا ہے یعنی اس دن صبح صادق تک اس نے تراویح دوبارہ نہیں پڑھیں تو اب استغفار کرے کیونکہ تراویح کی قضا نہیں۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۶۲ بتغیر)

تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے

سوال : فرض نماز مسجد میں جماعت کے ساتھ پڑھنی چاہئیں اور نفل نماز گھر میں، اگر وتر تہجد کے وقت پڑھی تو کیسا ہے عشاء کے وقت افضل ہے یا تہجد کے وقت؟

جواب : جو شخص جاگنے کا بھروسہ رکھتا ہو اس کیلئے تہجد کے وقت وتر پڑھنا افضل ہے اور جو بھروسہ نہ رکھتا ہو اس کے لئے عشاء کے بعد پڑھ لینا بہتر ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۲ صفحہ ۳۴۴)

امام وتر دو سلام سے ادا کرے تو حنفی اسکی اقتدا کرے یا نہیں؟

سوال : رمضان المبارک میں تراویح کے بعد نماز وتر باجماعت ادا کی جاتی ہے حرم شریف کے ائمہ وتر کو دو سلام سے ادا کرتے ہیں کیا حنفی حضرات ان ائمہ کے ساتھ وتر دو سلام سے ادا کر سکتے ہیں؟

جواب : صحیح قول یہ ہے کہ اگر شافعی یا حنبلی امام وتر دو سلام سے ادا کرے تو حنفی مقتدی اس کی اقتدا نہ کرے بلکہ الگ سے وتر پڑھے اسی میں احتیاط ہے۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۲۱۵)

باب الجنائز

مردہ پیدا شدہ بچے کا کفن دفن

سوال: اگر کوئی بچہ مردہ پیدا ہو تو اسکا نام رکھنے اور اسے غسل دینے اور جنازہ پڑھانے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب: جو بچہ مردہ پیدا ہو اُسے غسل دیا جائے اور نام رکھا جائے البتہ اس کا جنازہ نہیں پڑھا جائے بلکہ کپڑے میں لپیٹ کر قبرستان میں دفن کر دیا جائے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۹۷ ملخصاً)

میت کو غسل دینے سے پہلے اسکے پاس بیٹھ کر تلاوت مکروہ ہے

سوال: میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس بیٹھ کر قرآن پاک پڑھنا کیسا ہے؟

جواب: میت کو غسل دینے سے پہلے اس کے پاس قرآن پاک کی تلاوت مکروہ اور منع ہے البتہ تسبیح پڑھی جاسکتی ہے اس لئے غسل سے پہلے میت کے پاس قرآن پاک نہ پڑھا جائے بلکہ دوسرے کمرے میں پڑھا جائے۔ البتہ غسل کے بعد پاس بیٹھ کر پڑھنا جائز ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۹۱)

فائدہ: اگر بلا غسل میت رکھی ہے مگر کپڑے سے مکمل ڈھانک دی گئی ہے تب بھی اس کے پاس تلاوت کی گنجائش ہے (احسن الفتاوی جلد ۴ صفحہ ۲۵۲)

کیا میت کو غسل دینے والے پر غسل واجب ہے

سوال: آپ سے دریافت طلب امر یہ ہے کہ کیا میت کو غسل دینے والے شخص پر خود غسل کرنا واجب ہو جاتا ہے یا نہیں؟ جب کہ مشکوۃ شریف میں حدیث ہے کہ جو میت کو غسل دے وہ غسل کرے؟

جواب: جو شخص میت کو غسل دے اس پر غسل واجب نہیں البتہ مستحب ہے کہ غسل کرے اور یہ ائمہ اربعہ (امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ امام مالک رحمۃ اللہ علیہ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ اور امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ) کا اجماعی مسئلہ ہے۔ اور جن بعض روایات میں جو آیا ہے کہ "جو شخص میت کو غسل دے وہ غسل کرے اور جو شخص جنازہ اٹھائے وہ وضو کرے" اول تو اکابر محدثین نے ان روایات کو کمزور قرار دیا ہے۔ امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ نے امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا ہے کہ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اور امام علی بن المدینی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس باب میں کوئی چیز صحیح نہیں اور امام بخاری کے استاد محمد بن یحیٰ الذہلی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ میں مجھے کسی ایسی حدیث کا علم نہیں جو ثابت ہو (شرح مہذب جلد ۵ صفحہ ۱۸۵) علاوہ ازیں اس روایت میں غسل کا جو حکم دیا گیا وہ استحباب پر محمول ہے چنانچہ امام خطابیؒ معالم السنن میں لکھتے ہیں مجھے فقہاء میں سے کوئی ایسا شخص معلوم نہیں جو غسل میت کی وجہ سے غسل کو واجب قرار دیتا ہو اور نہ ایسا شخص معلوم ہے جو جنازہ اٹھانے کی وجہ سے وضو کو واجب قرار دیتا ہو (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۵۵)

مرد اور عورت کے لئے مسنون کفن

سوال: کفن کے لئے جیسا کہ آج کل عام رواج ہے کہ ۲۲ گز لٹھا استعمال ہوتا ہے کیا شرعی طور پر یہ پابندی ضروری ہے اگر نہیں تو صحیح طریقہ اور صحیح مقدار کیا ہے؟

جواب: مرد کے لئے مسنون کفن یہ ہے

(۱) بڑی چادر (لفافہ) عموماً پونے تین گز لمبی (قد لمبا یا چھوٹا ہونے کی صورت میں بقدر

ضرورت بڑی یا چھوٹی) سوا گز سے ڈیڑھ گز تک چوڑی

(۲) چھوٹی چادر (ازار) اڑھائی گز لمبی، سوا گز سے ڈیڑھ گز تک چوڑی

(۳) کفنی یا کرتا۔ اڑھائی گز لمبا ایک گز چوڑا

عورت کے کفن میں دو کپڑے مزید ہوتے ہیں

(۴) سینہ بند۔ دو گز لمبا۔ سوا گز چوڑا

(۵) اوڑھنی ڈیڑھ گز لمبی تقریباً ایک گز چوڑی نہلانے کے تہبند اور دستانے اس کے علاوہ ہوتے ہیں (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۱۰۰ احکام میت صفحہ ۵۶)

نوٹ: مرد کے کفن مسنون میں ایک گز عرض کا کپڑا تخمیناً دس گز صرف ہوتا ہے اور عورت کے لئے مع چادر گہوارہ ساڑھے اکیس گز صرف ہوتا ہے۔

کفن کے لئے نیا کپڑا خریدنا ضروری نہیں

سوال: اگر کوئی کفن کے لئے کپڑا خرید کر رکھے تو کیا اسے ہر سال کفن کے لئے نیا کپڑا دوبارہ خریدنا ہوگا؟ اکثر لوگ یہی کہتے ہیں کہ کفن کا کپڑا صرف ایک سال کے لئے کارآمد ہوتا ہے اس کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب: اسکی کوئی شرعی حیثیت نہیں کفن کے لئے نیا کپڑا خریدنا بھی ضروری نہیں دھلی ہوئی چادروں میں بھی کفن دینا صحیح ہے۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۱۰۱)

غیر مسلم کے جنازے میں شرکت کرنا کیسا ہے؟

سوال: غیر مسلم کے جنازے یا آخری رسومات میں شرکت کرنا کیسا ہے اور ایسے آدمی کا ایمان اور نکاح باقی رہتا ہے یا نہیں؟

جواب: کسی مصلحت یا ضرورت سے غیر مسلموں سے ملنا جلنا ان کے دکھ درد میں شریک ہونا اور انسانیت کے ناطے ان کا تعاون کرنا خاص کر جب کہ پڑوسی ہوں شرعاً جائز ہے، نیت اچھی اور اصلاح کی ہونی چاہئے مداہنت کی صورت نہ ہو، البتہ ان کے مذہبی معاملات اور مذہبی رسومات میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ لہذا اگر کوئی کافر بیمار ہو گیا یا اس کے یہاں کسی کا انتقال ہو گیا تو اس کی عیادت و تعزیت کرنا تو جائز ہے مگر میت اور جنازہ لے کر چلنا اور ان کے دیگر مذہبی رسومات کی ادائیگی میں شرکت کرنا جائز نہیں۔ اور اگر کسی شخص نے مسئلہ سے ناواقفیت کی بنیاد پر اس قسم کی حرکت کی تو اسکی اس حرکت کو مروت یا لحاظ سمجھا جائے گا اور اس پر لازم ہے کہ وہ اس فعل سے توبہ کرے اور لوگوں کے سامنے توبہ کا اظہار بھی کرے اس شخص کا ایمان اور نکاح باقی ہے اس میں شک شبہ نہ کیا جائے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۰)

جنازہ لیجاتے وقت کلمہ وغیرہ باآواز بلند پڑھنا

سوال: جنازہ لیجاتے وقت آواز ملا کر زور سے کلمہ وغیرہ پڑھنے کا شرعاً کیا حکم ہے؟

جواب: جنازے کو خاموشی کے ساتھ لیجانے کا حکم ہے حدیث شریف میں ہے کہ جنازہ لیجاتے وقت خاموشی اختیار کرنا خدا تعالیٰ کو پسند ہے (جامع الصغیر للسیوطی صفحہ ۷۵) اسی لئے حضرات صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہ جنازہ کے ساتھ زور سے کچھ پڑھنے کو مکروہ سمجھتے تھے (بحر الرائق جلد ۵ صفحہ ۲۰) اسی وجہ سے فقہاء احناف جنازہ کے ہمراہ باآواز بلند ذکر کرنے اور قرآن پڑھنے کو بدعت اور مکروہ تحریمی کہتے ہیں۔ البتہ آہستہ (دل میں) پڑھنا ممنوع نہیں بلا کراہت جائز ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۱۸۵ مخلصہ)

تدفین کے بعد سرہانے یا پائنتی پر پڑھنے کی اصل

سوال: بعض مقامات پر دیکھا ہے کہ میت کے دفنانے کے بعد امام صاحب یا کوئی اور صاحب سرہانے کھڑے ہو کر الٓمّٓ سے الْمُفْلِحُوْنَ تک اور پائنتی پر اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے سورۃ کے آخر تک پڑھ کر دعا کرتے ہیں تو اس کی کوئی اصل ہے؟

جواب : ہاں اس طرح کرنا مستحب ہے اور گاہے گاہے اس کو چھوڑ بھی دے لازم نہ کرے حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت ہے کہ تدفین کے بعد میت کے سرہانے پر سورہ بقرہ کی ابتدائی آیتیں (الٓمٓ سے اَلْمُفْلِحُوْنَ تک) اور پائنتی پر سورہ بقرہ کی آخری آیتیں (اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک) پڑھی جائیں۔ (مشکوۃ)

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۵۸)

میت کے گھر والوں کا پہلی عید پر عید نہ منانا اور سوگ کی مدت

سوال : بعض جگہوں پر رواج ہے کہ کسی کے گھر میت ہو جاتی ہے تو اس سال جو پہلی عید یا بقر عید آتی ہے اہل میت عید نہیں مناتے اچھا لباس وغیرہ نہیں پہنتے نہ اچھا کھانا پکاتے ہیں اور نہ عورتیں زیب و زینت کرتی ہیں نہ کسی کے ہاں جاتے ہیں۔ شرعاً اس طرح کرنا کیسا ہے؟ نیز سوگ کی مدت شرعاً کتنے دن ہے؟

جواب : سوال میں جو باتیں درج ہیں یہ سب غیر شرعی رسومات ہیں، شریعت میں ان کی کوئی حیثیت نہیں ہے بلکہ شرعاً ممنوع ہیں، یہ غیروں کا طریقہ ہوگا اسلامی طریقہ نہیں ہے، لہٰذا قابل ترک ہے۔

عورت کے لئے اپنے شوہر کے انتقال پر چار ماہ دس دن سوگ منانے یعنی زیب و زینت ترک کرنے کا حکم ہے، اور شوہر کے علاوہ دوسرے رشتہ داروں کی موت پر تین یوم تک ترک زینت کی صرف عورتوں کو اجازت ہے، گھر کے مردوں کا نئے لباس کو ترک کرنا یا اچھا کھانا پکانے سے احتراز کرنا درست نہیں ہے۔

حدیث میں ہے حضرت ام حبیبہ اور حضرت زینب رضی اللہ عنہن آنحضرت ﷺ سے روایت کرتی ہیں کہ آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا، جو عورت اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہو اس کے لئے حلال نہیں ہے کہ کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرے سوائے شوہر کے کہ اسکے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔

(مشکوۃ شریف صفحہ ۲۸۸، ۲۸۹)

نیز حدیث میں حضرت ام عطیہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ کوئی عورت کسی میت پر تین راتوں سے زیادہ سوگ نہ کرے البتہ شوہر کے انتقال پر چار مہینے دس دن سوگ کرے، بھڑکدار رنگین کپڑا نہ پہنے سرمہ نہ لگائے، خوشبو نہ لگائے۔ (مشکوۃ شریف صفحہ ۲۸۹)

ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے والد محترم کا انتقال ہو گیا تو آپ نے تین دن کے بعد خوشبو منگوائی اور فرمایا کہ مجھے خوشبو لگانے کی کوئی حاجت نہیں ہے مگر چونکہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے اور مذکورہ بالا حدیث بیان فرمائی (چونکہ میرے والد کے انتقال کو تین دن ہو چکے ہیں لہٰذا اس حدیث پر عمل کرنے کی نیت سے خوشبو لگا رہی ہوں)

ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا نے بھی اپنے بھائی کے انتقال کے تین دن بعد اسی طرح خوشبو لگا کر حدیث پر عمل فرمایا (شامی جدید جلد ۳ صفحہ ۵۳۴ باب الحداد)

مذکورہ دونوں حدیثوں اور ام المؤمنین حضرت ام حبیبہ رضی اللہ عنہا اور ام المؤمنین حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے عمل مبارک سے بہت واضح طور پر ثابت ہوا کہ کسی کے انتقال پر تین دن سے زیادہ سوگ منانا جائز نہیں ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں جب انتقال کو تین دن گذر چکے ہیں تو اب اس کے بعد سوگ منانا حدیث کے خلاف ہے، لہٰذا عید یا اور کوئی خوشی کا موقع آجائے تو اس موقعہ پر ایسا طریقہ اختیار کرنا جس میں سوگ کی صورت ہو جائز نہیں ہوگا

بہشتی زیور میں ہے مسئلہ :- شوہر کے سوا کسی اور کے مرنے پر سوگ کرنا درست نہیں البتہ اگر شوہر منع نہ کرے تو اپنے عزیز اور رشتہ دار کے مرنے پر بھی تین دن تک بناؤ سنگھار چھوڑ دینا درست ہے، اس سے زیادہ بالکل حرام ہے اور اگر منع کرے تو تین دن بھی نہ چھوڑے (بہشتی زیور صفحہ ۴۸ چوتھا حصہ سوگ کرنے کا بیان)

کسی کے انتقال پر اس کے گھر والوں کی تعزیت کرنا مسنون ہے مگر اس کی حد تین دن ہے تین دن کے بعد مکروہ ہے، ہاں دونوں میں سے کوئی موجود نہ ہو تو بعد میں بھی تعزیت کی گنجائش ہے، تعزیت کا مطلب یہ ہے کہ اہل میت کو تسلی دی جائے، صبر کی تلقین کی جائے، صبر کا ثواب بتایا جائے، اجر عظیم کی توقع دلائی جائے، میت کے لئے دعا کی جائے مثلاً یہ کہا جائے "اَعْظَمَ اللّٰہُ اَجْرَكَ وَاَحْسَنَ جَزَآءَكَ وَ غَفَرَ لِمَيِّتِكَ" اللہ تعالیٰ آپ سب کو اجر عظیم اور جزاء خیر عطا فرمائے اور آپ کے مرحوم کی مغفرت فرمائے۔ (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۴۱)

آپ ﷺ کی صاحبزادی حضرت زینب رضی اللہ عنہا کے بچہ کا انتقال ہوا تو آپ ﷺ نے حضرت زینب رضی اللہ عنہا کی ان الفاظ میں تعزیت فرمائی تھی۔ لِلّٰهِ مَا اَخَذَ وَ لَهٗ مَا اَعْطٰى وَ كُلٌّ عِنْدَهٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّى فَلْتَصْبِرْ وَلْتَحْتَسِبْ (بخاری شریف صفحہ ۱۷۱) جو لے لیا وہ اللہ کا تھا جو عطا فرمایا وہ بھی اللہ کا ہے، اللہ کے یہاں ہر ایک کی میعاد مقرر ہے، پس صبر کرو اور ثواب کی نیت رکھو۔

اسی طرح قریبی رشتہ داروں اور پڑوسیوں کیلئے مستحب ہے کہ اہل میّت کیلئے اس دن کھانے کا انتظام کریں اور ضرورت ہو تو خود ساتھ بیٹھ کر اصرار کر کے ان کو کھلائیں، حدیث میں اس کا ثبوت ہے۔

(مشکوٰۃ شریف صفحہ ۱۵۱) (مرقاۃ شرح مشکوٰۃ صفحہ ۹۶ جلد ۴) (شامی صفحہ ۸۴۱ جلد ۱)

محققین علماء کرام کے نزدیک اس کی میعاد ایک دن رات ہے، یہ عمل رضاء الٰہی کیلئے ہو محض رسماً اور دکھاوے کے طور پر نہ ہو۔ (شامی جلد ۲ صفحہ ۲۴)

یہ چیزیں تو شریعت سے ثابت اور سنت ہیں، مگر بار بار تعزیت کرنا خصوصاً عید کے دن برائے تعزیت جانا اور اہل میت کے غم کو تازہ کرنا اور کھانا ساتھ لے جا کر ان کو کھلانا یہ سب رسومات ہیں اور قابل ترک ہیں۔ فقط واللہ اعلم بالصواب۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۹ صفحہ ۱۰۱)

﴿میّت کے خویش واقارب کے انتظار میں تدفین میں تاخیر کرنا﴾

سوال : آج کل عام رواج ہے کہ کسی کا انتقال ہوا اور اسکے رشتہ دار (بیٹا، بھائی، باپ وغیرہ) ملک سے باہر ہوں تو میت کی تدفین میں انکے آنے تک تاخیر کی جاتی ہے جس میں کبھی دو تین دن بھی لگ جاتے ہیں اس طرح انتظام کرنا اور دفنانے میں تاخیر کرنا شرعاً کیسا ہے؟

جواب : جب کسی شخص کے انتقال کا یقین ہو جائے تو اس کی تجہیز و تکفین میں عجلت مطلوب ہے احادیث میں اسکی بہت تاکید آئی ہے ایک حدیث میں ہے کہ حضرت طلحہ بن براء رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیمار ہوئے حضور ﷺ ان کی عیادت کے لئے تشریف لائے آپ نے حضرت طلحہ کی حالت دیکھ کر ارشاد فرمایا میرا گمان یہ ہے کہ ان کی موت کا وقت قریب ہے ان کا انتقال ہو جائے تو مجھے اطلاع کرنا اور ان کی تجہیز و تکفین میں عجلت کرنا اسلئے کہ یہ مناسب نہیں ہے کہ مسلمان کی نعش اسکے گھر والوں کے درمیان روکی جائے (ابو داؤد)

دوسری حدیث میں ہے حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھم سے روایت ہے

فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنا جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جائے تو اسے رو کے مت رکھو اور اسکو قبر تک جلدی پہنچاؤ۔ (مشکوۃ باب دفن المیت)

ایک حدیث حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول کریم ﷺ نے ارشاد فرمایا اے علی! تین چیزوں میں تاخیر مت کر (۱) نماز کا جب وقت ہو جائے (۲) جنازہ جب حاضر ہو جائے (تو فوراً دفنا دینا) (۳) بے نکاحی عورت کا جب کفو (جوڑ) مل جائے (تو فوراً نکاح کر دینا) (مشکوۃ باب تعجیل الصلوۃ)

اسی بنیاد پر فقہاء نے بھی اسکی بہت تاکید فرمائی ہے کہ جب موت کا یقین ہو جائے تو تجہیز و تکفین میں جلدی کی جائے اسی میں اس میت کا اکرام و احترام ہے تاخیر مناسب نہیں فقہاء نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ اس مقصد سے نماز جنازہ میں تاخیر کرنا کہ جمعہ کے بعد نماز جنازہ پڑھنے کی صورت میں لوگ زیادہ ہوں گے مکروہ ہے (در مختار مع رد المختار) لہٰذا خویش و اقارب کے انتظار میں تدفین میں تاخیر کرنا مناسب نہیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ صفحہ ۳۴۳ بتغیر)

﴿میت کو ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل کرنا﴾

سوال: آج کل عام طور پر دیکھا گیا ہے کہ کسی شخص کا انتقال اپنے شہر سے یا اپنے ملک سے باہر کسی دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں ہو تو اس کے رشتہ دار اس کی میت کو اپنے شہر اور ملک منتقل کرتے ہیں اور اپنے ملک میں دفن کرتے ہیں شرعاً یہ صورت کیسی ہے آیا اس طرح میت کو منتقل کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: مستحب اور افضل طریقہ یہی ہے کہ انسان کا جہاں انتقال ہو وہیں اسکو دفن کیا جائے چاہے اس کا انتقال وطن میں ہو یا وطن سے باہر کسی دوسرے ملک میں، دفن سے قبل منتقل کرنے میں فقہاء کا اختلاف ہے ۴۸ میل سے کم منتقل کرنا تو جائز ہے البتہ اس سے زیادہ منتقل کرنا اکثر فقہاء کے ہاں مکروہ ہے افضل منتقل نہ کرنا ہے کہ اسی میں میت کا اکرام و احترام ہے (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۷ صفحہ ۳۳۳)

﴿نماز جنازہ سے پہلے یا بعد یا قبر کے اندر میت کا منہ دکھانا﴾

سوال: اکثر علاقوں میں ایک عام رواج ہے کہ جنازہ اٹھانے سے پہلے یا جنازہ کے بعد حاضرین کو میت کا منہ دکھلایا جاتا ہے اور کبھی جب میت کو قبر میں رکھ دیا جاتا ہے تو پھر قبر کے اندر ایک آدمی جا کر میت کے چہرے سے کفن ہٹاتا ہے قبر کے باہر چاروں طرف لوگ کھڑے ہو کر میت کا آخری دیدار کرتے ہیں اس کا کیا حکم ہے کیا شرعاً اس طرح کرنا صحیح ہے؟

جواب: یہ رسم غیر ضروری اور مکروہ ہے کہ موجب تاخیر ہے حالانکہ تعجیل کا حکم ہے اسی لئے جنازہ لیجاتے وقت تیز چلنے کا حکم حدیث میں ہے۔ اور قبر میں رکھ دینے کے بعد تو منہ کھول کر دکھانا بالکل مناسب نہیں کیونکہ بعض اوقات چہرے پر برزخ کے آثار نمایاں ہو جاتے ہیں۔ ایسی صورت میں خدانخواستہ لوگوں کو مرحوم کے بارے میں بد گمانی کا موقع ملے گا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۵ صفحہ ۱۰۹، آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۱۰۹)

﴿پوسٹ مارٹم﴾

سوال: انتقال کے بعد لاش کا طبی معائنہ (پوسٹ مارٹم) جس میں لاش کو چیر پھاڑ کر اندرونی حصے دیکھے جاتے ہیں شرعاً کیسا ہے؟ (۲) کبھی کسی حادثے میں ہلاک یا مقتول ہونے والوں کے تدفین کے بعد حکام کی طرف سے لاشیں نکال کر پوسٹ مارٹم کا حکم دیا جاتا ہے تاکہ سبب موت کی تحقیق ہو سکے ایسا کرنا شرعاً کیسا ہے؟ (۳) اگر لاش

عورت کی ہو تو نامحرم مرد ڈاکٹر کے ہاتھوں میں عورت کی برہنہ میت کا جانا اور بطریق مذکور اس کا طبی معائنہ (پوسٹ مارٹم) جائز ہے؟

جواب: انسانی میت خصوصاً مسلمان میت کی نعش کا احترام زندہ مسلمان کے احترام کی طرح بلکہ بعض صورتوں میں تو اس سے بھی زیادہ لازم ہے۔ طبی معائنہ (پوسٹ مارٹم) کی بہت سی صورتیں شرعی ضرورت کے بغیر واقع ہوتی ہیں جو ناجائز ہیں اور اگر کوئی خاص صورت شرعی ضرورت سے جائز ہو تو اس میں بھی شرعی احکام مثلاً متعلقہ ستر و احترام میت کا التزام ضروری ہوگا۔

دفن کے بعد قبر کھولنا اور میت کو پوسٹ مارٹم کی غرض سے نکالنا جائز نہیں ہے، نیز پوسٹ مارٹم کے لئے مسلمان عورت کے جسم کو غیر محرم ڈاکٹر کا دیکھنا جائز نہیں ہاتھوں میں جانا تو دور کی بات ہے۔ (کفایت المفتی جلد ۴ صفحہ ۱۸۸)

فائدہ: اس بارے میں تفصیل کیلئے دیکھئے "انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور اس کا احترام" (مؤلفہ مفتی عبدالسلام چاٹگامی صاحب)

کتاب الزکوٰۃ

زکوٰۃ سے متعلق کچھ توضیحات

سوال: زکوٰۃ کی تعریف کیا ہے؟

جواب: زکوٰۃ کے لغت میں دو معنی مشہور ہیں "طہارت" اور "نماء" یعنی پاکیزگی اور افزائش (زیادتی) اور اصطلاح شریعت میں زکوٰۃ کا معنی یہ ہے کہ ایک مسلمان عاقل بالغ اپنے اس مال میں سے جو شرعی نصاب کو پہنچ چکا ایک حصہ معینہ جو شریعت میں ۱/۴۰ مقرر ہے کسی ایسے مسلمان فقیر اور محتاج کی تملیک کرے جو نہ تو سید (ہاشمی) ہو۔ اور نہ اس کا آزاد شدہ غلام ہو۔ اور اس کا یہ خرچ کرنا بہ نیت ادائیگی زکوٰۃ ہو اور تملیک کرنے والے کو (زکوٰۃ دینے والے) اس تملیک میں ذاتی منفعت بالکل مقصود نہ ہو (درمختار جلد ۲ صفحہ ۳) ذاتی منفعت مقصود نہ ہونے سے مراد یہ ہے کہ زکوٰۃ دینے والے کی کوئی ذاتی غرض نہ ہو مثلاً زکوٰۃ دینے والا اپنی زکوٰۃ اپنے اصول (والد، دادا، والدہ۔ نانی وغیرہم اور اپنے فروع (بیٹا، پوتا۔ اور بیٹی، نواسا وغیرہ) اسی طرح زوجین باہم ایک دوسرے کو نہیں دے سکتے اسی طرح کوئی شخص اپنے نوکر کو تنخواہ میں زکوٰۃ نہیں دے سکتا کیونکہ اس میں زکوٰۃ دہندہ کی ذاتی غرض پائی جاتی ہے۔ (خیر الفتاوی جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)

مقدار نصاب زکوٰۃ

سوال: زکوٰۃ کن چیزوں پر فرض ہے اور کتنی مقدار پر براہ کرم واضح فرمائیے؟

جواب: زکوٰۃ مندرجہ ذیل چیزوں پر فرض ہے۔

(۱) سونا جبکہ ساڑھے سات تولہ (۸۷ء۴۷۹ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

(۲) چاندی جبکہ ساڑھے باون تولہ (۶۱۲ء۳۵ گرام) یا اس سے زیادہ ہو۔

(۳) روپیہ پیسہ اور مال تجارت، جبکہ اسکی مالیت ساڑھے باون تولہ چاندی (۶۱۲ء۳۵ گرام) کے برابر ہو۔

نوٹ۔ اگر کسی کے پاس تھوڑا سا سونا ہے۔ کچھ چاندی ہے۔ کچھ نقد روپے ہیں کچھ مال تجارت ہے اور ان کی مجموعی مالیت ساڑھے باون تولے (۶۱۲ء۳۵ گرام) چاندی کے برابر ہے تو اس پر بھی زکوٰۃ فرض ہے۔ اسی طرح کچھ سونا ہے کچھ چاندی ہے۔ یا کچھ سونا ہے کچھ نقد روپیہ ہے یا کچھ چاندی ہے کچھ مال تجارت ہے تب بھی ان کو ملا کر دیکھا جائے گا کہ ساڑھے باون تولے چاندی کی مالیت بنتی ہے یا نہیں اگر بنتی ہو تو زکوٰۃ واجب ہے ورنہ نہیں الغرض سونا، چاندی، نقدی، مال تجارت میں سے دو چیزوں کی مالیت جب چاندی کے نصاب کے برابر ہو تو اس پر زکوٰۃ فرض ہے

(۴) ان چیزوں کے علاوہ چرنے والے مویشیوں پر بھی زکوٰۃ فرض ہے اور بھیڑ بکری گائے بھینس اور اونٹ کا نصاب الگ الگ ہے ان میں چونکہ تفصیل زیادہ ہے اس لئے ہم یہاں نہیں لکھتے جو لوگ ایسے مویشی رکھتے ہوں وہ اہل علم سے دریافت کریں۔

(۵) عشری زمین کی پیداوار پر بھی زکوٰۃ فرض ہے جس کو عشر کہا جاتا ہے جس کی تفصیل علماء سے معلوم کی جاسکتی ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۳۵۵)

﴿نصاب پر سال پورا ہونے کا مطلب﴾

سوال: ایک شخص کی آمدنی روز مرہ کی ہے یا ماہوا تنخواہ ہے وہ اپنا روپیہ کرنٹ اکاؤنٹ میں جمع کرتا ہے اور اس میں سے خرچ کرتا ہے پھر بھی کچھ بچ جاتا ہے اور جمع ہوتا رہتا ہے اب مثلاً ماہ جنوری میں جمع شدہ رقم مقدار نصاب کو پہنچی اور بعد میں ہر ماہ یا ہر چند دن بعد اس میں مزید کچھ رقم جمع ہوتی رہی اب ماہ دسمبر میں زکوٰۃ کا حساب کس طرح ہو کیونکہ کسی رقم پر بارہ مہینے گزرے کسی پر ایک بلکہ کسی پر ابھی چند دن؟

جواب: زکوٰۃ انگریزی مہینوں کے حساب سے نہیں بلکہ اسلامی قمری مہینوں کے حساب سے نکالی جاتی ہے جس وقت سے وہ ذخیرہ بقدر نصاب ہو گیا ہو اس تاریخ سے سال شروع ہو گا اور اس سال کے ختم پر جس قدر اس وقت موجود ہو گا سب پر واجب ہو گی گو ہر جز پر سال نہ گزرا ہو اور گو درمیان سال کے نصاب سے کم رہ گیا ہو مگر آخر میں پھر پورا ہو گیا ہو۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۲)

﴿کون کون سی اشیاء حوائج اصلیہ میں شمار ہوں گی﴾

سوال: ضروریات زندگی سے زائد سامان جو بقدر نصاب ہو، اس پر صدقہ فطر و قربانی اور زکوٰۃ واجب ہے اس کی تفصیل کیا ہے؟

جواب: ضروری سامان بظاہر وہی ہے جو عام طور پر زیر استعمال رہتا ہو اور اسکے نہ ہونے سے تکلیف ہوتی ہو مراقی الفلاح جلد ۲ صفحہ ۸۸ پر ہے کہ رہائش کا مکان اور کپڑے اور سواری اور (حفاظت یا جہاد کے لئے) اسلحہ اور خدمت کے لئے خادم وغیرہ ضروریات میں سے ہے بہشتی زیور میں ضروری سامان کی تشریح میں لکھا ہے رہنے کا گھر پہننے کے کپڑے اور کام کاج کے لئے نوکر اور گھر کی گرہستی (برتن وغیرہ) جو اکثر کام میں رہتی ہے یہ سب ضروری سامان میں داخل ہیں۔

تشریحات بالا سے ظاہر ہے کہ ضروری سامان کی تعریف میں زیر استعمال ہونا اور اس کے نہ ہونے سے تکلیف ہونا داخل ہے اس ضرورت و استعمال سے مراد اضطرار میں بلکہ نفس حاجت ہے اور مباح الاستعمال ہونا (یعنی اس چیز کے استعمال کا جائز ہونا)

بھی لازم ہے (خیر الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۴۲۶)

فائدہ: ہر شخص اپنے سامان کی مکمل تفصیل مفتیان کرام کو بتا کر مکمل شرعی حکم سمجھ لے، بعض دفعہ ایک ہی چیز کسی کیلئے حاجت اصلیہ میں شرعاً شامل ہوتی ہے اور وہی شئے دوسرے کیلئے غیر ضروری ہوتی ہے، جس کی مالیت پر دیگر مال کیساتھ ملا کر قربانی واجب ہو جاتی ہے۔

﴿کرائے پر دیئے گئے مکانات اور دکانوں پر زکوٰۃ﴾

سوال: جو مکانات اور دکان ضرورت سے زائد ہو اور کرائے پر دی جائیں ان پر زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: ان پر زکوٰۃ واجب نہیں اسلئے کہ زکوٰۃ کے لئے مال میں بڑھوتری شرط ہے اور مکانات اور دکانوں میں چونکہ بڑھوتری نہیں اسلئے اس میں زکوٰۃ نہیں البتہ اگر کوئی شخص یہی تجارت کیا کرے کہ مکان خرید لیا اور بیچ دیا تو مثل مال تجارت ان مکانات کی قیمت میں بھی زکوٰۃ لازم ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۷)

﴿جس قرض کے وصول ہونے کی امید نہ ہو اس پر زکوٰۃ کا حکم﴾

سوال: میں نے کوئی چیز کسی کو بیچی اور رقم ادھار رہی یا کسی کو قرضہ دیا اب مقروض وہ رقم واپس نہیں کرتا اور ٹال مٹول کرتا ہے حتی کہ واپسی کی امید اب بہت کم رہ گئی ہے اس صورت میں کیا اس رقم کی زکوٰۃ مجھ کو ادا کرنا ضروری ہے حالانکہ ابھی تک وہ رقم مجھے نہ ملی ہے اور نہ ہی ملنے کی کوئی امید ہے۔

جواب: اس میں اقوال مختلف ہیں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ میرے نزدیک قول مختار یہ ہے کہ جس قرض کے وصول ہونے کی امید ضعیف ہو یا بالکل نہ ہو قبل وصول اس پر زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور وصول کے بعد جس قدر وصول ہوگا اسقدر پر (تاریخ وصولی سے آگے) آئندہ سال گزرنے کے بعد زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۴۳)

﴿قرض کی معافی سے زکوٰۃ کی ادائیگی﴾

سوال: ایک شخص ہمارے ہاں ملازم ہے جس نے کچھ رقم ہم سے قرض لی اور دوسروں کا بھی مقروض ہے قرض کی ادائیگی کی وہ استطاعت نہیں رکھتا۔ اگر ہم قرض کی رقم زکوٰۃ میں شمار کر کے اسے قرض سے سبکدوش کرلیں تو کیا اس طرح ہماری زکوٰۃ اداء ہو جائے گی یا نہیں؟

جواب: قرض کی معافی سے زکوٰۃ اداء نہیں ہوگی زکوٰۃ کی ادائیگی کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ اس کو (بشرطیکہ وہ صاحب نصاب نہ ہو اور زکوٰۃ کا مستحق بھی ہو) زکوٰۃ کی رقم بطور تملیک یعنی مالکانہ طور پر دیدے پھر اس رقم سے قرض وصول کرلیا جائے اس طریقہ سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور وہ قرض سے بھی بری ہو جائیگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۲۴۷)

﴿زکوٰۃ کے پیسوں سے مکانات تعمیر کرکے غریبوں کو رہنے کیلئے دینا﴾

سوال: ہماری برادری کی ایک جماعت ہے جس میں بعض مخیّر حضرات بھی ہیں۔ ہم لوگوں نے ایک زمین خریدی ہے ہمارا ارادہ ہے کہ اس پر زکوٰۃ کے پیسوں سے مکانات تعمیر کر کے غریبوں کو رہنے کے لئے دیں دریافت طلب امر یہ ہے کہ زکوٰۃ کے مد سے تعمیر کئے گئے مکانات یا فلیٹ اگر حسب ذیل شرائط پر مستحقین زکوٰۃ کو دئے جائیں تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

شرائط: (۱) یہ فلیٹ، مکان کم از کم پانچ سال تک آپ کسی کے ہاتھ نہیں بیچ سکیں گے

(زیادہ سے زیادہ کی کوئی حد نہیں)

(۲) متعلقہ فلیٹ، مکان آپ کو اپنے استعمال کے لئے دیا جارہا ہے اس میں آپ کرایہ دار نہیں رکھیں گے پگڑی پر نہیں دے سکیں گے اور کسی دوسرے شخص کو استعمال کے لئے بھی نہیں دے سکیں گے۔

(۳) آپ نے فلیٹ، مکان اگر کسی کو پگڑی پر دیا یا کرایہ دار رکھا تو اس کی اطلاع جماعت کو ملنے پر آپ کے فلیٹ، مکان کا حق منسوخ کر دیا جائے گا۔

(۴) فلیٹ، مکان کے دیکھ بھال و مرمت کی رقم جو جماعت مقرر کرے وہ ہر ماہ ادا کر کے اس کی رسید حاصل کرنی پڑے گی۔

(۵) فلیٹ، مکان کی وساطت کسی دوسرے فلیٹ، مکان کے قبضہ دار سے بدلی نہیں کیا جا سکے گا۔

(۶) اس عمارت کی چھت جماعت کے قبضے میں ہو گی۔

(۷) مستقبل میں فلیٹ، مکان بیچنے یا چھوڑنے کی صورت میں جماعت سے اطمینان کا سرٹیفیکیٹ حاصل کرنے کے بعد مزید کاروائی ہو سکے گی۔

(۸) اوپر بیان کی گئی شرائط کے علاوہ جماعت کی جانب سے وقتاً فوقتاً آنے والے نئے احکامات اور شرائط کو مان کر ان پر بھی عمل کرنا ہو گا۔ ان بیان کی گئی شرائط اور پابندیوں کی خلاف ورزی کرنے والے ممبر سے جماعت فلیٹ، مکان خالی کرا سکے گی اور فلیٹ، مکان میں رہنے والے کو اس پر عمل کرنا ضروری ہو گا۔

جواب : زکوٰۃ تب ادا ہوتی ہے جب محتاج کو مال زکوٰۃ کا مالک بنادیا جائے اور زکوٰۃ دینے والے کا اس سے کوئی تعلق اور واسطہ نہ رہے آپ کے ذکر کردہ شرائط نامہ میں جو شرطیں ہیں وہ عاریت کی ہیں تملیک کی نہیں لہٰذا ان شرائط کے ساتھ اگر کسی کو زکوٰۃ کی رقم سے فلیٹ یا مکان بنا کر دیا گیا تو زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔ زکوٰۃ کے ادا ہونے کی صورت یہی ہے کہ جن کو یہ فلیٹ، مکان دیے جائیں ان کو مالک بنادیا جائے اور ملکیت کے کاغذات سمیت ان کو مالکانہ حقوق دیے جائیں کہ یہ لوگ ان فلیٹس، مکانات میں جیسے چاہیں مالکانہ تصرف کریں اور جماعت کی طرف سے ان پر کوئی پابندی نہ ہو۔ اگر ان کو مالکانہ حقوق نہ دیے گئے تو زکوٰۃ دینے والوں کی زکوٰۃ ادا نہیں ہو گی۔ اور ان پر لازم ہو گا کہ اپنی زکوٰۃ دوبارہ ادا کریں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۳۸۸)

رہائش کیلئے خریدے جانیوالے پلاٹوں کی مالیت پر زکوٰۃ کا حکم

سوال : ایک شخص کے پاس اپنے رہائشی مکان کے علاوہ دیگر پلاٹ بھی ہیں جنہیں خریدتے وقت اس کی نیت یہ تھی کہ وہ یہ پلاٹ اپنے بھائیوں یا بچوں میں تقسیم کرے گا زکوٰۃ ادا کرتے وقت اس کو ان پلاٹوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنی پڑے گی یا نہیں؟

جواب : مسئولہ پلاٹوں کی مالیت میں زکوٰۃ واجب نہیں۔ البتہ اگر اس کی کچھ آمدنی ہو مثلاً کرایہ وغیرہ آتا ہے۔ تو اس آمدنی میں صاحب نصاب پر سال پورا ہونے پر زکوٰۃ واجب ہو گی۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۴۴۲)

رہائش کیلئے مکان بنایا پھر ارادہ بیچنے کا کیا اس پر زکوٰۃ ہے یا نہیں

سوال : میں نے ایک مکان اپنی رہائش کے لئے بنایا اور پھر اس میں رہائش بھی اختیار کی (یا کی نہیں مگر پختہ ارادہ تھا) پھر کچھ مدت بعد حالات ناسازگار ہوئے جسکی وجہ سے اب اس مکان کو بیچنے کا ارادہ ہے مگر ابھی تک وہ مکان بکا نہیں اور بند پڑا ہے تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ صورت مذکورہ میں اس مکان کی زکوٰۃ ادا کرنا میرے ذمہ ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: صورت مسئولہ میں جب یہ مکان رہنے کے لئے بنایا تھا، بعد میں رہائش ترک کرکے بیچنے کی نیت کرلی تو صرف نیت سے وہ مال تجارت نہیں بنے گا اور فی الحال اس کی زکوۃ ادا کرنا لازم نہیں ہوگی جب مکان بک جائے گا اس کی جو قیمت ملے اپنے باقی مال کے ساتھ جس پر سال گزر چکا ہے ملا کر زکوۃ ادا کردیں۔

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۵)

پلاٹ تجارت کی نیت سے خریدا تو اس پر زکوۃ کا حکم

سوال: میں نے ایک پلاٹ اس ارادے سے خریدا کہ جب اسکی قیمت بڑھ جائے گی تو اسے فروخت کردونگا الحمد للہ میں صاحب نصاب ہوں تو کیا اس مذکورہ پلاٹ پر بھی زکوۃ فرض ہے یا نہیں اگر فرض ہے تو قیمت خرید پر یا موجودہ قیمت پر وضاحت فرما کر مشکور فرمائیں۔

جواب: جو زمین یا مکان بیچنے کی نیت سے خریدا جائے وہ مال تجارت ہے اور مال تجارت پر زکوۃ ہے لہذا مال تجارت ہونے کی حیثیت سے مذکورہ پلاٹ پر زکوۃ فرض ہے اور ہر سال اس کی زکوۃ ادا کرنا واجب ہے زکوۃ ادا کرنے کے وقت موجودہ قیمت کا اعتبار ہوگا نہ کہ قیمت خرید کا۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۲۳۵)

کمپنی کے شیئرز کی زکوۃ

سوال: کمپنی یا بینک سے حصص (شیئرز) خریدے۔ جب خریدے تھے تو اسکی قیمت چار ہزار روپے تھی اور اب ہم اس کو فروخت کریں تو اسکی قیمت آٹھ ہزار روپے ہے تو اسکی زکوۃ موجودہ قیمت کی ادا کی جائے یا بوقت خرید جو قیمت تھی اس کی؟

جواب: بازار میں فی الوقت جو اسکی قیمت ہوگی زکوۃ اسی حساب سے ادا کی جائیگی۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۳۶۹)

داخلہ حج میں دیئے ہوئے روپوں پر زکوۃ

سوال: میرا سال زکوۃ ماہ رمضان کے آخری عشرے میں پورا ہوتا ہے جبکہ میں نے یکم رجب کو داخلہ حج بھر دیا ہے۔ سال پورا ہونے پر اس رقم پر زکوۃ آئے گی یا نہیں؟

جواب: جب سال رمضان میں پورا ہوتا ہے اس وقت تک روپیہ استعمال میں نہیں آیا تو وجوب زکوۃ کل رقم پر ہوگا، لہذا داخلہ حج میں دیا ہوا روپیہ وجوب زکوۃ سے مستثنیٰ نہیں ہوگا۔ (خیر الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۳۷۴)

کرائے پر چلنے والی گاڑیوں پر زکوۃ کا حکم

سوال: ہمارا ٹرانسپورٹ کا کاروبار ہے، ہماری گاڑیاں مثلاً رکشہ، ٹیکسی، ویگن، بس، ٹرک وغیرہ کرائے پر چلتے ہیں اور اسی سے گزر بسر ہوتی ہے بظاہر بیچنے کا بھی کوئی ارادہ نہیں لیکن خدانخواستہ اگر ضرورت پڑی تو بیچ بھی دیں گے اس صورت میں ان گاڑیوں پر زکوۃ کا کیا حکم ہے زکوۃ ان گاڑیوں کی اصل قیمت پر ہوگی یا جو اسکا کرایہ وغیرہ نفع ملتا ہے اس پر؟

جواب: ٹرانسپورٹ کی گاڑیوں کی قیمت پر زکوۃ نہیں بلکہ اس سے جو نفع حاصل ہوتا ہے اس پر زکوۃ ہے جس چیز کو خریدتے وقت ابتداءً بیچنے کی نیت نہ ہو وہ مال تجارت نہیں لہذا اس پر زکوۃ واجب نہیں بعد میں اگر نیت بیچنے کی ہو بھی گئی تو جب تک وہ چیز فروخت نہیں ہوتی اس پر زکوۃ واجب نہیں ہاں اگر کوئی چیز ابتداء ہی اس نیت سے خریدی جائے کہ جیسے ہی کچھ اچھے دام ملیں گے تو فروخت کردونگا وہ مال تجارت ہے اور اس کی قیمت پر زکوۃ واجب ہے جیسے ہی دوسرے مال کا سال پورا ہو تو اس کے ساتھ

اس کی بھی زکوٰۃ اداء کی جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۲۴۲ بتغیر یسیر)

﴿مہر مئوجل وجوب زکوٰۃ کے لئے مانع نہیں﴾

سوال: ہمارے یہاں خاندانی دستور ہے کہ نکاح میں مہر مئوجل (ادھار) ہوتا ہے جو عموماً طلاق یا وفات کے بعد ہی اداء کیا جاتا ہے ایسی صورت میں اگر شوہر صاحب نصاب ہو مگر مہر قرض منہا کرنے کے بعد وہ صاحب نصاب نہیں رہتا تو کیا اس پر زکوٰۃ واجب ہے؟ (۲) اور اگر مہر مئوجل تاعند الطلب ہو اور شوہر کا ادا کرنے ارادہ بھی ہو تو ایسی صورت میں کیا حکم ہے کیا مہر کا قرضہ مانع زکوٰۃ ہے یا نہیں؟

جواب: پہلی والی صورت میں اس آدمی (شوہر) پر زکوٰۃ واجب ہے کیونکہ ایسا مہر مئوجل (جسکے ادا کرنے کا ابھی کوئی ارادہ نہیں) زکوٰۃ کے لئے مانع نہیں۔

دوسری والی صورت میں اگر نیت ادائے مہر کی ہو تو یہ قرض مانع وجوب زکوٰۃ ہے لہٰذا مہر کی مقدار کو کل مال میں سے منہا کرکے باقی اگر بقدر نصاب ہے تو زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۸)

﴿مہر مئوجل کی زکوٰۃ کس کے ذمہ واجب ہے﴾

سوال: مہر مئوجل کی زکوٰۃ جبکہ ابھی تک ادا نہیں ہوا کس کے ذمہ واجب ہے عورت کے ذمہ یا مرد کے ذمہ؟

جواب: مہر مئوجل کی زکوٰۃ عورت کے ذمہ ہی واجب ہے مگر جب مل جائے تب گزشتہ کی زکوٰۃ واجب نہیں اگر آدھا ملا اور وہ بقدر نصاب ہو اور سال بھی پورا ہو جائے تو اس میں سے زکوٰۃ ادا کرنا ضروری ہے۔

﴿وکیل کا زکوٰۃ کی رقم تبدیل کرنا﴾

سوال: اگر ایک شخص نے کسی کو زکوٰۃ یا دوسرے صدقات واجبہ کی مد سے کوئی رقم مساکین کو دینے کیلئے دی اس وکیل نے وہ رقم بدل دی مثلاً اس میں سے دس دس کے نوٹ لے کر سو کا نوٹ رکھا یا پوری خرچ کر کے اپنی طرف سے اتنی ہی رقم مساکین کو دے دی تو زکوٰۃ ادا ہو گئی یا نہیں؟ (۲) اگر دینے والے نے دیتے وقت کہا کہ "آپ جسے چاہے دیدیں" یا یہ کہا کہ "جہاں چاہے خرچ کریں" تو کیا اس صورت میں یہ وکیل اسے خود لے سکتا ہے یا اپنے کسی رشتہ دار کو جو کہ مستحق زکوٰۃ ہے دے سکتا ہے یا نہیں؟

جواب: زکوٰۃ بہر حال ادا ہو جائے گی البتہ تبدیلی کا جواز اس پر موقوف ہے کہ تبدیلی کی اجازت صراحتاً یا دلالۃً مئوکل کی طرف سے موجود ہو، موجودہ عرف میں اسکی اجازت ہے اسلئے صراحتاً اجازت کی ضرورت نہیں البتہ اجازت لے لینا بہتر ہے۔

(۲) اگر مئوکل نے دیتے وقت یہ کہا کہ "جسے چاہیں دے دیں" تو اس صورت میں خود نہیں لے سکتا البتہ اپنے کسی رشتہ دار یا بیٹے وغیرہ کو جو مستحق زکوٰۃ ہو دے سکتا ہے اور اگر یہ کہا کہ "جہاں چاہیں خرچ کریں" تو اس صورت میں خود بھی لے سکتا ہے جبکہ مستحق ہو اور کسی اور کو بھی دے سکتا ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۲۹۹، صفحہ ۳۰۸)

﴿زیور چاہے استعمال کرے یا نہ ہر حال میں اسکی زکوٰۃ فرض ہے﴾

سوال: ایک عورت کے پاس دس تولہ سونے کا زیور ہے مگر وہ عورت اسے پہنتی نہیں ہے ویسے ہی رکھا ہوا ہے تو اسکی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے یا نہیں؟

جواب: زیور چاہے استعمال کیا جائے یا ایسے ہی رکھا ہوا ہو ہر حال میں اسکی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے لہٰذا صورت مسئولہ میں جب زیور بقدر نصاب ہے تو اسکی زکوٰۃ

ادا کرنا فرض ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۸ صفحہ ۲۲۹)

موتی جواہرات جڑے ہوئے سونے کی زیور کی زکوٰۃ

سوال : میں نے ستر گرام خالص سونے میں تیس گرام پیتل یا اگولڈ (حکم سونا) کی آمیزش کر کے اسکا زیور بنوایا ہے اب اسکی زکوٰۃ کسطرح ادا کروں یہ سب سونے کے حکم میں شمار ہوگا یا دھات کو الگ ہی سمجھا جائے گا (عام طور پر سنار زیور بناتے ہوئے سونے کے ساتھ کسی اور چیز کی آمیزش کرتے ہیں ایسی صورت میں پورا سونا سمجھا جائے گا یا دوسرے دھات کی مقدار کو اس میں سے الگ شمار کیا جائے گا) زیور میں جو سچے "نگ" ہیرے وغیرہ یا نقلی موتی جڑے ہوتے ہیں ان اصلی یا نقلی چیزوں کی جو قیمت ہے اور اس پر جو لاگت آتی ہے اس قیمت پر بھی زکوٰۃ ادا کرنا واجب ہے؟

جواب : سونے اور دھات کو اگر گلا کر اس طرح ایک کر دیا ہو کہ سونا الگ نہ پہچانا جا رہا ہو تو جو چیز غالب ہوگی کل زیور اسی کے حکم میں ہوگا۔ اگر سونا غالب ہے تو کل سونے کے حکم میں اور اگر دھات غالب ہے تو کل دھات کے حکم میں ہوگا۔ صورت مذکورہ میں چونکہ سونا غالب ہے اور دونوں باہم ایسے ملے ہوئے ہیں کہ الگ پہچان مشکل ہے اسلئے یہ سب سونے کے حکم میں ہوگا اور زکوٰۃ کی ادائیگی کے وقت اس پورے زیور کی جو قیمت ہوگی اسی کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔

(۲) ہیرے موتی جواہرات وغیرہ جو زیور میں جڑے ہوتے ہیں اور یہ زیور استعمال کے لئے ہوں تجارت کے لئے نہ ہوں تو ہیرے موتی جواہرات کی مالیت میں زکوٰۃ واجب نہیں کیونکہ ہیرے موتیوں وغیرہ کو اگرچہ سونے کیساتھ ملایا گیا ہے لیکن دونوں ایک دوسرے سے الگ الگ (متمیز) ہیں لہٰذا ہیرے وغیرہ کو سونے کا حکم نہیں دیا جائے گا،

البتہ اگر کوئی شخص ہیرے وغیرہ کو سونے کا تابع سمجھ کر زیور کی مجموعی قیمت کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا کرے تو یہ بہتر ہوگا۔ اس طرح زیور کی زکوٰۃ کی ادائیگی میں شبہ نہیں رہے گا اور غربا کا بھی اس میں فائدہ ہے۔ اگر ایسا زیور جس میں موتی جڑے ہوئے ہیں تجارت کے لئے ہے تو پھر چونکہ یہ مال تجارت ہے اس وجہ سے موتیوں کی قیمت بھی شمار کی جائیگی اور اس پر بھی زکوٰۃ واجب ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۷ صفحہ ۲۶۳)

بہو کو زکوٰۃ دینے کا حکم

سوال : بہو (بیٹے کی بیوی) کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے یا نہیں اور اس سے زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟ کیونکہ ایک ساتھ رہنے اور مشترک طور پر خرچ کرنے میں ان کا نفع و نقصان مشترک ہے؟

جواب : کتب فقہ میں بہو کو زکوٰۃ دینے کا جواز صراحت کے ساتھ بیان ہوا ہے اسلئے کسی طرح بھی اصول شرع کے تحت بہو کو مصرف زکوٰۃ سے خارج نہیں کیا جا سکتا لہٰذا بہو کو زکوٰۃ دینی جائز ہے اگر وہ مسکینہ ہے اور جب وہ اسکی مالک ہو گئی تو اس سے زبردستی لینا پھر جائز نہیں۔

البتہ اگر کوئی فاسد نیت رکھتا ہے اور بہو کو دینا حیلہ بنا رہا ہے حقیقت میں مقصود یہ ہے کہ اس طرح زکوٰۃ سے دوبارہ فائدہ اٹھاؤں تو اس کا معاملہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہے "اِنَّمَا الأَعْمَالُ بِالنِّيَاتِ" اگر نیت فاسد ہے تو عمل فاسد ہوگا لیکن فقہی حکم کا تعلق ظاہر سے ہوتا ہے باطنی نیات سے نہیں لہٰذا فقہی حکم کے اعتبار سے زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔ (خیر الفتاوی جلد ۳ صفحہ ۴۸۲ ملخصاً)

مروجہ کمیٹیوں میں زکوٰۃ کا حکم

سوال: چند آدمی مثلاً بیس آدمی مل کر ہزار ہزار روپیہ مہینہ جمع کرتے ہیں جو مجموعہ بیس ہزار روپے بنتے ہیں پھر قرعہ اندازی کے ذریعے سے یہ رقم ان میں سے ہر مہینے کسی ایک کو ملتی ہے۔ جس نے ایک مرتبہ یہ رقم لے لی اسکا نام قرعہ اندازی سے خارج کردیا جاتا ہے البتہ وہ ہزار روپیہ ماہانہ جمع کراتا ہے جب تک کہ یہ بیس ہزار پورے جمع نہ کرادے تو گویا جو بیس ہزار اس نے لئے اس میں سے ایک ہزار تو اسکے اپنے ہیں اور باقی انیس ہزار دوسرے لوگوں کا قرضہ ہے جو اس نے واپس کرنا ہے۔ اب یہ بتائیں کہ اس کی زکوٰۃ کس طرح ادا کی جائے گی؟

جواب: صورت مسئولہ میں جو رقم اس لینے والے پر قرض ہے اسکی زکوٰۃ اسکے ذمے واجب نہیں اور جو کچھ اسنے رقم جمع کرائی ہے جو اس کی اپنی ہے اسکی زکوٰۃ اسکے ذمہ واجب ہے اسی طرح ہر آدمی نے جو رقم جمع کرائی ہے اسکی زکوٰۃ اسی کے ذمے واجب ہے۔ (خیر الفتاویٰ جلد صفحہ ۴۹۰)

پیشہ ور بھکاریوں کو زکوٰۃ دینا

سوال: شعبان اور رمضان المبارک کے مہینے میں کراچی وغیرہ بڑے شہروں میں خانہ بدوشوں کی ٹولیاں وارد ہوتی ہیں جو محلوں اور گلیوں میں گھر گھر جاکر زکوٰۃ صدقہ فطر وغیرہ خیرات مانگتے ہیں اور مساجد میں بھی اعلانات وغیرہ بعد نماز کرتے ہیں یا دروازوں پر کھڑے ہو کر مانگتے ہیں ایسے لوگوں کو زکوٰۃ دینا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب: بہت سے بھیک مانگنے والے خود صاحب نصاب ہوتے ہیں۔ (وجوب زکوٰۃ کا نہ سہی مگر عام طور پر نصاب مانع اخذ زکواۃ کے تو مالک ہوتے ہی ہیں،) اس لئے جب تک اطمینان نہ ہو کہ یہ واقعی مستحق ہے اور محتاج ہے اسکو زکوٰۃ اور صدقہ فطر وغیرہ دینا صحیح نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۴۰۲)

پراویڈنٹ فنڈ پر زکوٰۃ کا حکم

سوال: ہر سرکاری ملازم اور بعض غیر سرکاری کمپنیوں کے ملازمین کی تنخواہ میں سے ہر ماہ پراویڈنٹ فنڈ لازماً کاٹ لیا جاتا ہے اور اس فنڈ کو ملازم اپنی ملازمت سے ریٹائر ہونے سے پہلے نہیں لے سکتا یا اسکے انتقال کے بعد اسکے ورثا لے سکتے ہیں۔ کیا ایسی رقم پر زکوٰۃ واجب ہوگی یا نہیں؟

جواب: گورنمنٹ پراویڈنٹ فنڈ اور پرائیویٹ کمپنیوں کے پراویڈنٹ فنڈ کی نوعیت میں کچھ فرق ہے جس کی وجہ سے احکام میں بھی فرق ہوگا۔ گورنمنٹ پراویڈنٹ فنڈ میں حکومت مستاجر ہے اور ملازم اجیر، فنڈ کی رقم مستاجر یعنی حکومت کے قبضہ میں رہتی ہے اس پر اجیر کا قبضہ نہیں ہوتا قبضہ نہ ہونے کی وجہ سے بدستور حکومت پر قرض ہے لہٰذا اس پر زکوٰۃ فرض نہیں وصول ہونے کے بعد بھی اس پر گذشتہ زمانہ کی زکوٰۃ نہیں بلکہ آئندہ کے لئے زکوٰۃ فرض ہوگی۔ البتہ اگر اس فنڈ میں سے ملازم نے کسی انشورنس کمپنی میں حصہ لیا تو اب بیمہ کمپنی کا قبضہ اجیر کی طرف منسوب ہوگا اور کمپنی بمنزلہ وکیل ہوگی اور وکیل کا قبضہ مؤکل کا قبضہ شمار ہوتا ہے۔ لہٰذا اجیر کی ملک میں آجانے کی وجہ سے ہر سال اسکی زکوٰۃ ادا کرنا فرض ہے۔

پرائیویٹ کمپنیوں کا پراویڈنٹ فنڈ ایک مستقل کمپنی کی تحویل میں دے دیا جاتا ہے جس میں ملازمین کا ایک نمائندہ ہوتا ہے یہ کمپنی چونکہ ملازمین کی وکیل ہے لہٰذا کمپنی کا قبضہ ملازم کا قبضہ شمار ہوگا اس لئے اس پر زکوٰۃ فرض ہوگی۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۲۷۰)

مدزکوٰۃ سے خیراتی دواخانہ کھولنے کا حکم

سوال: ہم لوگ اپنے علاقے میں ایک دواخانہ کھولنا چاہتے ہیں جس کا خرچ زکوٰۃ اور چرم قربانی کے پیسوں سے چلاتا ہے اور اس سے ہر شخص فائدہ اٹھا سکے گا۔ اس میں مریضوں سے بھی معمولی سی فیس وصول کی جائے گی جو اسی دواخانے میں خرچ ہوگی دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس طرح کرنا شرعاً کیسا ہے اور اس طرح کرنے سے جن لوگوں کی زکوٰۃ کی رقم اس دواخانے میں خرچ ہوگی ان کی زکوٰۃ ادا ہوگی یا نہیں؟

جواب: دواخانے میں زکوٰۃ اور چرم قربانی کا مصرف صرف یہ ہے کہ اس رقم سے دوائیں خرید کر مساکین کو مفت دی جائیں، اس مد سے دواخانے کے ڈاکٹروں اور دوسرے کارکنوں کی تنخواہ، مکان کا کرایہ، تعمیر، فرنیچر وغیرہ مصارف پر خرچ کرنا جائز نہیں اس سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوگی۔ اسی طرح مساکین و مستحقین زکوٰۃ سے دوا کے پیسے لینا جائز نہیں اس طرح غیر مسکین اور غیر مستحق کو اس مد میں سے دوا دینا جائز نہیں ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی۔ بعض دواخانوں میں زکوٰۃ کی مد میں سے خرید کر مریضوں کو خون دیا جاتا ہے اس سے بھی زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۲۹۱)

***

کتاب الصوم

حاجیوں کے لئے یوم عرفہ کے روزوں کا حکم

سوال: حجاج کرام کیلئے عرفہ کے دن روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: اگر ضعف کا اندیشہ نہ ہو تو روزہ رکھنا جائز ہے لیکن وقوف عرفہ حجاج کے لئے مشقت کا دن ہوتا ہے اسلئے اگر ضعف وغیرہ کا احتمال ہو تو اس صورت میں حجاج کیلئے روزہ رکھنا مکروہ ہے (امداد الفتاویٰ جلد ۲ صفحہ ۱۰۰)

یوم شک کے روزوں کا حکم

سوال: اگر ۳۰ شعبان اور یکم رمضان کے درمیان شک ہو جائے یعنی انتیسویں رات ہو شعبان کی اور مطلع ابر آلود ہے اور کہیں سے محقق خبر نہیں آئے تو اس شک کے دن (یعنی ۳۰ شعبان کو) روزہ رکھنا کیسا ہے؟

جواب: عوام الناس کے لئے اس دن کا روزہ رکھنا مناسب نہیں نہ رمضان کا نہ ہی نفل یا قضا کا اس دن روزہ رکھنا مکروہ ہے تاھم قضا کا روزہ رکھ لیا تو قضا روزہ ذمہ سے ساقط ہو جائے گا۔ (امداد الفتاویٰ جلد ۳ صفحہ ۱۰۳)

قضاء روزوں کا بیان

سوال: اگر کسی شخص کے کئی سال کے روزے چھوٹ گئے ہیں، اب وہ ان روزوں کی قضا کرنا چاہتا ہے تو کسطرح کرے؟

جواب: اگر یاد نہ ہو کہ کس رمضان کے کتنے روزے قضاء ہوئے ہیں تو اسطرح نیت کرے کہ سب سے پہلے رمضان کا پہلا روزہ جو میرے ذمہ ہے اسکی قضاء کرتا ہوں پھر

جب یقین ہو جائے کہ جتنے روزے قضاء ہوئے تھے وہ پورے ہو گئے تو بس کر دے۔
اس طرح روزوں کی قضا کرتا رہے۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۹۳)

﴿روزہ کی حالت میں بیوی سے بوس و کنار کرنے کا حکم﴾

سوال: اگر کسی شخص نے رمضان کا روزہ رکھا اور صبح صادق کے بعد بیوی سے فقط بوس و کنار کیا جسکی وجہ سے انزال ہو گیا اس صورت میں شوہر پر کفارہ ہے یا نہیں؟

جواب: فقط بوس و کنار ہی کیا ہے اور انزال ہو گیا تو اس صورت میں قضاء ہے کفارہ نہیں تاھم جماع کی صورت میں قضاء و کفارہ دونوں لازم ہونگے۔

(آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۸۴)

وضاحت: اگر بوس و کنار میں طرفین میں سے کسی نے بھی (روزہ یاد ہوتے ہوئے) ایک دوسرے کا لعاب دہن نگل لیا تو چونکہ اس لعاب سے گھن نہیں تھی بلکہ حظِ نفس کے ساتھ نگلا ہے اس لئے روزہ بھی ٹوٹ گیا اور قضاء اور کفارہ بھی لازم ہے خواہ انزال ہوا ہو یا نہیں۔ (زبدۃ الفقہ کتاب الصوم صفحہ ۸۷)

﴿روزہ میں آنکھ، ناک اور کان میں دوا ڈالنے کا حکم﴾

سوال: آنکھ ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ پر کیا اثر پڑتا ہے؟

جواب: آنکھ میں دوائی ڈالنے سے روزہ میں کوئی فرق نہیں آتا لیکن ناک اور کان میں دوائی ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے (تاھم کفارہ لازم نہیں صرف قضاء ہے)

(آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۸۶)

﴿روزہ میں بھول کر کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا﴾

سوال: اگر کوئی شخص روزہ میں بھول سے کھا پی لے تو اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: بھول کر کھانے یا پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا جیسے ہی یاد آجائے تو فوراً کھانا پینا چھوڑ دے۔ لیکن اگر روزہ یاد ہے مگر غلطی سے پانی حلق سے اتر جائے جیسے کلی کی صورت میں احتمال ہے تو روزہ فاسد ہو جاتا ہے فقط قضاء ہے کفارہ لازم نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۸۷)

﴿روزہ دار کو گلوکوز چڑھانا یا انجکشن لگوانا﴾

سوال: گلوکوز لگوانے سے یا رگ میں انجکشن لگوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟

جواب: عذر کی وجہ سے گلوکوز لگوانے یا انجکشن لگانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن بلا عذر کے ان چیزوں کا استعمال مکروہ ہے۔ تاھم طاقت کا انجکشن چاہے عذر کی وجہ سے لگوائے یا بلا عذر دونوں صورتوں میں روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۸۸)

﴿روزہ میں دانت سے خون نکلنے کا حکم﴾

سوال: روزہ دار کے دانت سے یا منہ کے اندر کے زخم سے خون نکلنے لگے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں؟

جواب: اگر خون حلق سے نیچے چلا جائے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے ورنہ نہیں۔

(آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۸۹)

روزہ کی حالت میں ٹوتھ پیسٹ استعمال کرنا

سوال: ٹوتھ پیسٹ سے دانت صاف کرنے سے کیا روزہ ٹوٹ جاتا ہے؟

جواب: ٹوتھ پیسٹ کا استعمال روزہ کی حالت میں مکروہ ہے تاھم اگر حلق میں نہ جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۹۱)

روزہ دار کا طلوع فجر کے بعد، رات کا وقت سمجھ کر جماع کرنا

سوال: اگر کسی روزہ دار نے صبح صادق کے بعد اپنی بیوی سے جماع کر لیا اس خیال سے کہ ابھی شب باقی ہے صبح صادق نہیں ہوئی اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر رات کے گمان میں بیوی سے جماع کر لیا بعد میں پتہ چلا کہ صبح صادق ہو گئی ہے تو اس صورت روزہ فاسد ہو جاتا ہے تاھم فقط قضاء ہے کفارہ نہیں۔

(امداد الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۴۵)

روزہ دار اگر پان یا نسوار منہ میں رکھ کر سو جائے

سوال: اگر کسی شخص نے سحری کے بعد پان منہ میں رکھا اور روزہ کی نیت کر کے لیٹ گیا اور آنکھ لگ گئی پھر صبح صادق کے بعد اسکی آنکھ کھلی تو اس کے روزہ کا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر سوتے وقت پان منہ میں لے کر سو گیا اور صبح صادق کے بعد اٹھا تو پان منہ میں ہے یا نہیں دونوں صورتوں میں روزہ ٹوٹ جائیگا۔ جس صورت میں پان منہ میں نہیں ہے تو ظاہر ہے کہ نگل گیا اور یہی سمجھا جائے گا کہ صبح صادق کے بعد نگلا ہے اور جس صورت میں پان منہ میں موجود ہے تو اس صورت میں اسکا اثر حلق کے اندر جاتا رہا ہوگا، بہر حال دونوں صورتوں میں روزہ فاسد ہو جائیگا اور صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔ اگر رات کو سونے سے پہلے پان کھالیا یا تھوک دیا تاھم کچھ ذرات باقی رہ گئے تو اگر وہ ذرات چنے کے دانے کے برابر یا زیادہ ہیں تو روزہ ٹوٹ جائیگا ورنہ نہیں تاھم پان کی سرخی باوجود منہ صاف کر لینے کے باقی رہتی ہے اس سرخی سے روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ نسوار کا بھی یہی حکم ہے (امداد الفتاوی جلد ۳ صفحہ ۱۳۰)

ہمیشہ سفر میں رہنے والے آدمی کیلئے روزوں کا حکم

سوال: ایک شخص کی نوکری یا کاروبار ایسا ہے کہ وہ عمر کا اکثر حصہ سفر میں گزارتا ہے اور رمضان بھی سفر میں گذارتا ہے قیام کے ایام بالکل نہیں یا بہت کم ہیں تو اس صورت میں وہ شخص روزے کس طرح رکھے گا کیونکہ قیام تو اتنا نہیں کہ روزوں کو پورا کر سکے یا بعد میں اسکی قضاء کر سکے؟

جواب: مسافر پر حالت سفر میں روزہ واجب نہیں چاہے عمر بھر سفر میں رہے تاھم جتنے دن قیام کے میسر ہیں ان میں روزوں کی قضاء کرے اگر پھر سفر آگیا اور قضاء پوری نہ ہوئی تو وہ چونکہ غیر اختیاری ہے اسلئے وہ شخص معذور سمجھا جائے گا اسپر کوئی گناہ نہیں۔ (امداد الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۴۴)

شیخ فانی کی تعریف اور اسکا حکم

سوال: شیخ فانی کی تعریف کیا ہے جس کے لئے فدیہ کی گنجائش ہے؟

جواب: شیخ فانی کا مفہوم یہ ہے کہ اس شخص کی موجودہ حالت سے یہ معلوم ہو کہ اسکو فی الحال روزہ پر قدرت ہے اور نہ آئندہ امید ہے، یہ عذر خواہ بڑھاپے کیوجہ سے ہو یا مرض کی وجہ سے۔ (اسکے لئے جائز ہے کہ وہ ہر روزے کے عوض میں صدقہ فطرہ کے برابر صدقہ دے) (امداد الفتاوی جلد ۲ صفحہ ۱۵۱)

﴿روزہ دار کب تک نیت کر سکتا ہے﴾

سوال: روزہ کی نیت کس وقت کرنی چاہئے اور کب تک کر سکتے ہیں؟

جواب: بہتر یہ ہے کہ صبح صادق سے پہلے ہی نیت کر لے اور اگر نیت نہیں کی یا ارادہ نہیں تھا تو نیت کرنے کے لئے آخری وقت نصف النہار شرعی (زوال) سے پہلے تک کا ہے اسکے بعد نیت کا اعتبار نہیں۔ نذر معین کے روزے کی نیت بھی نصف النہار شرعی سے پہلے تک کر سکتے ہیں۔ تاہم کفارہ یا قضاء اور نذر غیر معین کے روزے کی نیت صبح صادق سے پہلے تک کر سکتے ہیں صبح صادق کے بعد کفارہ اور نذر غیر معین کی نیت درست نہیں۔ (نذر معین کے روزے سے مراد یہ ہے کہ آدمی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں جمعہ کے دن روزہ رکھونگا اب یہ جمعہ کا روزہ نذر معین کا روزہ ہے اور غیر معین سے مراد یہ ہے کہ دن کی تعیین نہیں کی صرف اتنا کہا کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں روزہ رکھونگا۔ اس میں دن کی تعیین نہیں۔ اس لئے اسکو نذر غیر معین کہتے ہیں)

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۶۳)

﴿عرب ممالک سے پاکستان آنے پر تیس سے زائد یا کم روزے رکھنا﴾

سوال: سعودی عرب اور خلیج کی دیگر ریاستوں میں عموماً ماہ رمضان کا چاند، ہمارے ملک پاکستان وغیرہ سے ایک یا دو دن پہلے نظر آجاتا ہے بہت سے پاکستانی بھائی جو ان ممالک میں بغرض ملازمت مقیم ہیں۔ رمضان وہیں شروع کر دیتے ہیں پھر عید کے موقع پر پاکستان آجاتے ہیں تو یہاں اٹھائیسواں یا انتیسواں روزہ چل رہا ہوتا ہے۔

اسی طرح بہت سے پاکستانی حضرات پاکستان میں رمضان کی ابتدا کر کے عمرہ وغیرہ کی غرض سے سعودی عرب چلے جاتے ہیں تو وہاں روزے دو دن آگے چل رہے ہوتے ہیں ان دونوں صورتوں میں یہ لوگ کیا کریں؟ آیا اپنے روزے پورے کریں یا ان ممالک والوں کے ساتھ عید منائیں؟

جواب: پہلی صورت کا حکم یہ ہے کہ یہ حضرات جو عید سے پہلے پاکستان آجاتے ہیں تو یہاں کے رمضان کے حساب سے روزوں کی گنتی پوری کریں اور اکتیسواں روزہ [illegible] رکھیں۔ یہ زائد روزہ انکے حق میں نفل ہوگا۔ پاکستان اور ہندوستان کے تیسویں روزے کے دن ان کے لئے عید منانا جائز نہیں اور دوسری صورت میں کہ ان لوگوں کا اٹھائیسواں روزہ ہوتا ہے اور عرب ممالک پہنچتے ہیں تو وہاں عید ہوتی ہیں۔ تو اس صورت میں وہ وہاں کے مطابق عید منائیں گے بعد میں جو روزہ رہ گیا اسکی قضاء کریں گے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۲۴۷)

﴿روزہ ایک ملک میں رکھا، افطار دوسرے ملک میں﴾

سوال: اگر کوئی شخص عرب امارات سے روزہ رکھ کر کراچی پہنچے اور کراچی میں افطار کا وقت اس علاقہ سے ایک گھنٹہ آگے ہے۔ اس صورت میں کیا حکم ہے؟

جواب: اصول یہ ہے کہ روزہ رکھنے اور افطار کرنے میں اس جگہ کا اعتبار ہے جہاں آدمی روزہ رکھتے وقت اور افطار کرتے وقت موجود ہو۔ اب افطار کے وقت کراچی میں ہے تو یہیں کے وقت کے مطابق روزہ افطار کریگا کراچی میں روزہ رکھ کر عرب ممالک میں پہنچے تو وہاں کے غروب آفتاب کے مطابق روزہ افطار کرے گا۔

﴿طیارے میں سورج نظر آتا رہے تو افطار کا حکم﴾

سوال: طیارہ میں روزہ افطار کرنے کا کیا حکم ہے جبکہ طیارہ ۳۵ ہزار فٹ کی بلندی پر محو پرواز ہو اور زمین کے اعتبار سے غروب آفتاب ہو گیا ہو مگر بلندی پر محو پرواز ہونے

کی وجہ سے سورج طیارے سے دکھائی دے رہا ہو تو ایسے میں زمین کا غروب معتبر ہوگا یا ہوائی جہاز کا؟

جواب: روزہ دار جہاں موجود ہو وہاں کا غروب معتبر ہے۔ لہٰذا جہاز کے مسافر جب تک سورج غروب ہوتا ہوا نہیں دکھائی دیتا وہ افطار نہیں کر سکتا چاہے زمین پر غروب ہو گیا ہو یا نہیں۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۲۷۰ بتغیر)

روزہ توڑنے یا چھوڑنے کے اعذار

سوال: کن وجوہات کی بناء پر روزہ نہ رکھنا یا توڑنا جائز ہے؟

جواب: مریض کے لئے اجازت ہے بشر طیکہ مرض ایسا ہو جس میں روزہ رکھنے سے مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ ہو یا صحت کے لئے نقصان دہ ہو۔ مسافر کے لئے حالت سفر میں، ضعیف العمر کے لئے، حاملہ کیلئے کہ ماں کے روزہ رکھنے سے بچہ پر نقصان کا اندیشہ ہو یا ایسی عورت جو اپنے بچوں کو دودھ پلاتی ہو اور روزہ رکھنے کی صورت میں دودھ کے خشک ہو جانے کا اندیشہ ہو ایسی عورت کے لئے بھی شرعاً افطار کی اجازت ہے بعد میں ان تمام کیلئے قضاء لازم ہے۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۲۷۲ تا ۲۷۷ ملخصاً)

حالت روزہ میں قے ہو جانے سے روزہ کا حکم

سوال: اگر روزہ کے اندر قے ہو جائے تو اسکا کیا حکم ہے؟

جواب: اگر بلا قصد ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر قصداً منہ بھر کر قے کی جائے تو پھر اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔ (آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۲۷۱)

روزے کا فدیہ اور اسکے مستحقین

سوال: روزہ کا فدیہ کتنا ہے اور کون اسکا مستحق ہے؟

جواب: روزہ کا فدیہ صدقہ فطر کے برابر ہے یعنی پونے دو کلو غلہ یا اسکی قیمت کسی مسکین کو دے دی جائے اور ایک روزہ کا فدیہ ایک مسکین کو دیا جائے ایک فدیہ کو دو یا زائد مسکینوں میں تقسیم کرنا صحیح نہیں۔

چند روزوں کا فدیہ ایک ہی مسکین کو ایک ہی وقت میں دینا جائز ہے مگر مختلف مساکین کو دینا بہتر ہے۔ جو مستحق زکوۃ ہے وہ فدیہ کا بھی مستحق ہے۔

(آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۳۰۰)

کفارہ کے مسائل

سوال: روزہ توڑنے کا کفارہ کیا ہے۔؟

جواب: اسکے مسائل مندرجہ ذیل ہیں:

(۱) جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت رکھتا ہو اس کے لئے ایک روزہ توڑنے کا کفارہ دو مہینے مسلسل روزے رکھنا ہیں۔ اگر درمیان میں ایک بھی روزہ چھوٹ گیا تو دوبارہ نئے سرے سے شروع کرے۔

(۲) اگر چاند کے مہینے کی پہلی تاریخ سے روزے شروع کئے تھے تو چاند کے حساب سے دو مہینے کے روزے رکھے خواہ یہ مہینے ۲۹ کے ہوں یا ۳۰ کے لیکن اگر درمیان مہینے سے شروع کیے تو پورے ساٹھ روزے پورے کرنے ہونگے۔

(۳) جو شخص روزہ رکھنے کی طاقت نہیں رکھتا وہ ساٹھ مسکینوں کو دو وقت کا کھانا کھلائے یا ہر مسکین کو صدقہ فطر کی مقدار غلہ یا اس کی قیمت دے دے۔

(۴) اگر ایک رمضان کے روزے کئی دفعہ توڑے تو ایک ہی کفارہ لازم ہوگا اور اگر الگ الگ رمضانوں کے روزے توڑے تو ہر روزے کے لئے مستقل کفارہ ادا کرنا ہوگا۔

(۵) اگر میاں بیوی نے رمضان کے روزے کے درمیان صحبت کی تو دونوں پر الگ الگ کفارہ لازم ہوگا۔

(۶) کفارہ اس صورت میں واجب ہوتا ہے جب آدمی رمضان کے روزہ میں قصداً کھا پی لے یا حق زوجیت ادا کرلے۔ اگر غلطی سے روزہ توڑ دیا مثلاً وضو کرتے وقت غلطی سے پانی حلق میں اتر گیا اور روزہ یاد بھی تھا تب بھی صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔

(آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۳ صفحہ ۳۰۲)

اعتکاف کے مسائل

اعتکاف کی قسمیں اور اس کا حکم

سوال: اعتکاف کی کتنی قسمیں ہیں اور انکا حکم کیا ہے؟

جواب: اعتکاف کی تین قسمیں ہیں۔ واجب، سنت، نفل۔

(۱) واجب اعتکاف وہ ہے کہ کسی شخص نے منت مان لی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو میں اتنے دن کا اعتکاف کروں گا۔ تو یہ اعتکاف کرنا اس کے لئے واجب ہے اور اسمیں روزے بھی رکھنے پڑیں گے بغیر روزے کے اعتکاف نہیں ہوتا ہے۔

(۲) سنت اعتکاف جو رمضان کے اخیر عشرہ میں کیا جاتا ہے یہ سنت مؤکدہ علی الکفایہ ہے کہ اگر پورے محلے میں سے کسی نے بھی اپنی مسجد میں اعتکاف کر لیا تو پورے محلے والے گناہ سے چھوٹ جائینگے۔

(۳) نفل اعتکاف۔ رمضان کے اخیر عشرہ کے علاوہ دنوں کا جو اعتکاف ہے وہ نفل ہے اس میں کافی وسعت ہے کہ آدمی اگر تھوڑی سی دیر کے لئے بھی مسجد میں جائے اور اعتکاف کی نیت کرلے تو جائز ہے۔

اعتکاف کہاں کرنا بہتر ہے

سوال: اعتکاف کے لئے جامع مسجد کا ہونا ضروری ہے یا نہیں؟

جواب: بہتر یہی ہے کہ جس مسجد میں جمعہ ہوتا ہو وہیں پر اعتکاف کیا جائے تاہم جن مساجد میں جمعہ نہیں ہوتا ان مساجد میں بھی اعتکاف کر سکتا ہے اور جمعہ کے لئے جامع مسجد بھی جا سکتا ہے۔

کن کن کاموں کیلئے نکلنا معتکف کیلئے جائز ہے

سوال: اعتکاف کن کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے اور اسمیں کن کن چیزوں کی شریعت نے اجازت دی ہے؟

جواب: بلا ضرورت کے اگر ایک لمحہ کے لئے بھی مسجد سے باہر چلا گیا تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے تاہم ضرورت کے لئے معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے مثلاً قضائے حاجت کے لئے غسل واجب کے لئے اور غسل جمعہ اور نماز جمعہ کے لئے بقدر ضرورت مسجد کے باہر جا سکتا ہے تاہم ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے یا نظافت حاصل کرنے کیلئے نہانے کے واسطے جانا معتکف کیلئے جائز نہیں۔

معتکف بقدر ضرورت دنیوی باتیں بھی کر سکتا ہے اور جہاں تک مسجد کی حدود ہیں وہاں تک جا سکتا ہے۔ معتکف اگر کسی ضرورت سے مثلاً قضائے حاجت کے لئے باہر گیا واپسی میں اگر بلا ضرورت ٹھہر گیا تو بھی اعتکاف ٹوٹ جائے گا۔

اعتکاف کی قضاء

سوال: اگر کوئی شخص رمضان کے عشرہ اخیرہ کے اعتکاف میں بیٹھتا ہے مگر بلا کسی عذر کے یا عذر کی وجہ سے اعتکاف توڑ دے تو قضا لازم ہے یا نہیں؟

جواب: چونکہ نفل اور سنت عبادت شروع کرنے سے لازم ہو جاتی ہے اور ہر دن کا اعتکاف ایک مستقل عبادت ہے اس لئے جس دن اعتکاف توڑا صرف اسی ایک دن کی قضاء لازم ہے اور اسمیں روزہ رکھنا بھی لازم ہے۔ اس کے بعد یا اس سے پہلے کے ایام کی قضا ضروری نہیں۔

فائدہ: دن کے ساتھ رات کی بھی قضا ضروری ہے کہ غروب آفتاب سے پہلے مسجد میں داخل ہو جائے۔ اور دوسرے دن جب غروب آفتاب ہو تو اعتکاف سے نکل آئے۔

(عالمگیری جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

معتکف کا بھول کر باہر نکلنے کا حکم

سوال: معتکف اگر بھول کر مسجد سے باہر نکل آئے تو اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے یا نہیں۔

جواب: بلا ضرورت بھول کر نکلے یا جان بوجھ کر دونوں صورتوں میں اعتکاف ٹوٹ جاتا ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۰۷)

بیت الخلاء خالی ہونے کا انتظار کرنا

سوال: اگر معتکف رفع حاجت کے لئے جائے اور بیت الخلاء خالی نہ ہو تو کیا بیت الخلاء کے باہر انتظار کرے یا فوراً اپنی جگہ پر مسجد میں واپس چلا جائے اور پھر کچھ دیر کے بعد واپس آجائے بعض اوقات ایسی صورت میں کئی کئی مرتبہ جانا اور لوٹنا پڑتا ہے؟

جواب: ایسی ضرورت کے وقت وہیں باہر انتظار کرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۱۱)

رفع حاجت کیلئے نکل کر غسل کرنا

سوال: اگر معتکف کسی شرعی یا طبعی ضرورت سے باہر نکلے مثلاً قضاء حاجت کے لئے تو محض ٹھنڈک کے لئے یا میل دور کرنے کے لئے استنجاء کرنے کے بعد یا اس سے پہلے غسل کر سکتا ہے یا نہیں۔

جواب: جائز نہیں۔ اعتکاف فاسد ہو جائے گا البتہ اگر غسل خانہ بیت الخلاء کے ساتھ ہی ہو اور نہانے میں وضو سے زیادہ دیر نہ لگے تو قضاء حاجت کے بعد غسل کی اجازت ہے۔ اس کی صورت یہ ہو سکتی ہے کہ مسجد ہی میں کپڑے اتار کر صرف لنگی میں چلا جائے فوراً بدن پر پانی بہا کر نکل آئے۔

صابون وغیرہ نہ لگائے اور نہ جسم کو زیادہ ملے اور مسجد کی طرف چلتے چلتے تولیہ سے بدن خشک کرلے یہ صورت جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۱۵)

بیماری کی وجہ سے اعتکاف توڑنا

سوال: معتکف اگر حالت اعتکاف میں بیمار ہو گیا اور بغرض علاج مسجد سے باہر چلا گیا تو اسکے اعتکاف کا کیا ہو گا؟

جواب: بغرض علاج مسجد سے باہر نکلنے کی صورت میں اعتکاف تو ٹوٹ جاتا ہے لیکن چونکہ مجبوری ہے لہذا اس میں گناہ نہیں تاہم ایک دن کی اعتکاف کی قضا ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۰۸)

صدقۃ الفطر

﴿مسائل صدقۃ الفطر﴾

سوال: صدقہ فطر کس پر واجب ہے اور اسکے کیا مسائل ہیں اور اسکی مقدار کتنی ہے اور کس کو دیا جا سکتا ہے؟

جواب: (۱) صدقہ فطر ہر مسلمان پر جبکہ وہ بقدر نصاب مال کا مالک ہو، واجب ہے (البتہ زکوۃ اور صدقہ فطر میں فرق یہ ہے کہ زکوۃ کے لئے نصاب پر سال کا گزرنا ضروری ہے جبکہ صدقہ فطر واجب ہونے میں سال کا گزرنا ضروری نہیں بلکہ اگر عید سے ایک دن یا تھوڑی دیر پہلے ہی کہیں سے اتنا مال حاصل ہوا جو بقدر نصاب ہو تو صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے) نصاب کی مقدار زکوۃ کی بحث میں بیان ہو چکی۔

(۲) ہر شخص جو صاحب نصاب ہو اسے اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا واجب ہے اور اگر نابالغوں کا اپنا مال ہو تو اس میں سے ادا کیا جائے۔

(۳) جن لوگوں نے سفر یا بیماری کی وجہ سے یا ویسے ہی غفلت اور کوتاہی کی وجہ سے روزے نہیں رکھے صدقہ فطر ان پر بھی واجب ہے جبکہ وہ صاحب نصاب ہوں۔

(۴) جو بچہ عید کی رات صبح صادق کے طلوع سے پہلے پیدا ہوا اسکا صدقہ فطر لازم ہے اور اگر صبح صادق کے بعد پیدا ہو تو اسکا صدقہ فطر واجب نہیں۔

(۵) جو شخص عید کی رات صبح صادق سے پہلے انتقال کر گیا اس کا صدقہ فطر نہیں اور اگر صبح صادق کے بعد انتقال کر گیا تو اس کا صدقہ فطر واجب ہے۔

(۶) عید کے دن عید کی نماز کو جانے سے پہلے صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے لیکن اگر پہلے نہیں کیا تو بعد میں بھی ادا کرنا جائز ہے اور جب تک ادا نہیں کرے گا، اس کے ذمہ واجب الادا رہے گا۔

(۷) صدقہ فطر ہر شخص کی طرف سے پونے دو سیر گندم یا اسکی قیمت ہے یا اتنی قیمت کی کوئی اور چیز بھی دے سکتا ہے۔

(۸) جو لوگ صاحب نصاب نہیں یعنی خود ان کے پاس قربانی اور صدقہ فطر واجب ہونے والا نصاب بھی نہیں، ان کو صدقہ فطر دینا درست ہے۔

(۹) اپنے حقیقی بھائی بہن، چچا پھوپھی کو صدقہ فطر دینا جائز ہے البتہ میاں بیوی ایک دوسرے کو صدقہ فطر نہیں دے سکتے اسی طرح ماں باپ اولاد کو اور اولاد ماں باپ دادا، دادی نانا، نانی وغیرہ کو نہیں دے سکتے۔

(۱۰) صدقہ فطر کا کسی مسلمان غیر سید محتاج فقیر کو مالک بنانا ضروری ہے۔ اس لئے صدقہ فطر کی رقم مسجد میں لگانا یا کسی اور اچھائی کے کام میں لگانا درست نہیں۔

(۱۱) ایک آدمی کا صدقہ ایک سے زیادہ محتاجوں کو دینا بھی جائز ہے اور کئی آدمیوں کا ایک محتاج کو دینا بھی درست ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۳ صفحہ ۴۱۵)

کتاب الحج

حج اور عمرہ کا طریقہ اور اس کی قسمیں

سوال حج کن لوگوں پر فرض ہے اور اسکی کتنی قسمیں ہیں اور حج ادا کرنے کا مختصر طریقہ کیا ہے؟

جواب جس شخص کے پاس اتنا سرمایہ ہے جس میں وہ حج کے سفر کے اخراجات بھی برداشت کر سکے اور پیچھے اہل و عیال کے لئے خرچہ بھی مہیا کر دے تو اس کے ذمہ حج فرض ہے یا زمانہ حج یعنی شوال کے شروع ہونے تک اس ملک (سعودی عرب) میں رہا (اور حج تک رکنے میں قانوناً کوئی پابندی نہ ہو) تو اس پر حج فرض ہو گیا۔

حج کی تین قسمیں ہیں

نمبر 1 حج افراد سفر کے وقت صرف حج کی نیت کرے اسی کا احرام باندھے اور عمرہ کو حج کے ساتھ جمع نہ کرے اس قسم کے حج کا نام افراد ہے اور ایسا حج کرنے والے کو مفرد کہتے ہیں۔

نمبر 2 حج قران حج کے ساتھ عمرہ کو بھی جمع کرے یعنی دونوں کی نیت کرے اور دونوں کیلئے ایک ہی احرام باندھے اس کا نام قران ہے اور اس حج کرنے والے کو قارن کہتے ہیں۔

نمبر 3 حج تمتع حج کے ساتھ عمرہ کو اس طرح جمع کرے کہ میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھے اس احرام میں حج کو شریک نہ کرے پھر مکہ معظمہ پہنچ کر عمرہ سے فارغ ہو کر احرام ختم کر دے پھر آٹھویں ذی الحجہ کو وہیں سے حج کا احرام باندھے اس کا نام تمتع ہے اور اس حج کرنے والے کو متمتع کہتے ہیں۔

حج کے تمام افعال صرف ماہ ذی الحجہ کے پانچ دنوں میں ادا کیے جاتے ہیں یعنی آٹھ ذی الحجہ سے تیرہ ذی الحجہ تک جبکہ عمرہ پورے سال ادا کیا جا سکتا ہے۔

حج کرنے والے کو اختیار ہے کہ ان تینوں قسموں میں سے جو چاہے کرے ان تینوں قسموں میں تھوڑا بہت فرق ہے جسکی تفصیل علماء اکرام سے معلوم کی جا سکتی ہے عموماً چونکہ لوگ حج تمتع ہی کرتے ہیں اسلئے اسکا طریقہ لکھتے ہیں

احرام باندھنے کا طریقہ

حج اور عمرہ کے افعال میں سب سے پہلا عمل احرام ہے حج یا عمرہ کی نیت سے سلے ہوئے کپڑے اُتار کر دو چادریں باندھ کر تلبیہ پڑھنے کو احرام کہتے ہیں۔ احرام باندھنے کا بہتر طریقہ یہ ہے کہ جب احرام باندھنے کا ارادہ کریں تو پہلے غسل کریں اور صرف وضو کر لینا بھی کافی ہے اور ناخن ترشوائیں۔ بغل اور زیر ناف کے بالوں کو صاف کر لیں سر اور داڑھی کے بالوں میں کنگھی کر لیں غرض ہر طرح سے نفاست حاصل کر لیں۔

احرام کے لئے دو نئی یا دھلی ہوئی چادریں ہونا سنت ہے ایک کا تہبند بنایا جائے اور دوسرے کو چادر کی طرح اوڑھا جائے۔ احرام باندھنے کے بعد اگر وقت مکروہ نہ ہو تو مستحب یہ ہے کہ دو رکعت نفل سر ڈھک کر پڑھیں نفل کے بعد سر کھول دیں اور جس حج کا ارادہ ہے اس حج کے لئے دل میں نیت کر کے احرام کی نیت سے تین مرتبہ تلبیہ پڑھیں۔ تلبیہ کے مسنون الفاظ یہ ہیں۔

لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ لَبَّيْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ لَبَّيْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَاشَرِيْكَ لَكَ

عمرہ ادا کرنے کا طریقہ

مکہ مکرمہ آنے کے بعد اب آپ کو عمرہ ادا کرنا ہے، لہٰذا مسجد الحرام میں داخل ہونے کے بعد تحیۃ المسجد کے نفل نہ پڑھیں، اس مسجد کا تحیہ طواف ہے اس لئے دعا مانگنے کے بعد عمرہ کا طواف کریں اور اگر کسی وجہ سے ابھی طواف نہ کرنا ہو اور مکروہ وقت بھی نہ ہو تو پھر بجائے طواف کے تحیۃ المسجد پڑھیں۔

طواف : اب آپ طواف کرنے کے لئے حجر اسود کی طرف چلیں اور وہاں پہنچ کر احرام کی جو چادر اوڑھ رکھی ہے اس کو داہنی بغل سے نکال کر اس کے دونوں پلے آگے پیچھے سے بائیں کاندھے پر ڈالیں، اور داہنا کاندھا کھلا رہنے دیں، اسے "اضطباع" کہتے ہیں، یہ طواف کے ساتوں چکروں میں سنت ہیں۔

اب طواف کی نیت کریں اور حجر اسود کے سامنے آئیں اور دونوں ہاتھ کانوں تک اُٹھائیں اور ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف کریں اور کہیں: بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ. اور دونوں ہاتھ چھوڑ دیں۔

پھر استلام کریں یعنی دونوں ہتھیلیاں حجر اسود پر اس طرح رکھیں جس طرح سجدہ میں رکھی جاتی ہیں، پھر ان کے درمیان میں منہ رکھ کر آہستہ سے بوسہ دیں، بشرطیکہ حجر اسود پر خوشبو لگی ہوئی نہ ہو، اور ایسا کرنے سے دوسروں کو یا خود کو کوئی تکلیف بھی نہ ہو، ورنہ استلام نہ کریں، بلکہ اس کا اشارہ کریں، جس کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھ اس طرح اُٹھائیں کہ دونوں ہتھیلیوں کی پشت اپنے چہرے کی طرف ہو اور دونوں کا اندرونی حصہ حجر اسود کے سامنے کریں گویا حجر اسود پر رکھ دی ہیں اور مذکورہ بالا دعا پڑھیں:

اور دونوں ہتھیلیاں چوم لیں اور تلبیہ بند کر دیں، اور دائیں طرف مڑ کر طواف شروع کریں، اور جھپٹ کر قریب قریب قدم رکھتے ہوئے، اور دونوں کاندھے پہلوانوں کی طرح ہلاتے ہوئے چلیں، لیکن دوڑنے اور کودنے سے بچیں، اس کو "رمل" کہتے ہیں، یہ طواف کے پہلے تین چکروں میں سنت ہے۔

بغیر ہاتھ اُٹھائے اپنی زبان ہی میں جو دل چاہے دعا کریں، یا ذکر کریں۔ یاد رہے طواف میں کوئی مخصوص دعا ضروری نہیں ہے۔

بیت اللہ کا تیسرا کونہ رکن یمانی کہلاتا ہے اگر اس پر خوشبو ملی ہوئی نہ ہو تو اس پر دونوں ہاتھ پھیریں یا صرف داہنا ہاتھ پھیریں اور اگر خوشبو لگی ہوئی ہو یا بہت زیادہ ہجوم ہو تو بغیر اشارہ کے یونہی گزر جائیں۔

پھر حجر اسود کے سامنے پہنچیں اور حجر اسود کا استلام کریں یا اشارہ کریں۔ یہ طواف کا ایک چکر ہوا، اس کے بعد رمل کے ساتھ دو چکر اور کریں، اور باقی چار چکروں میں اپنی عام چال چلیں اور ہر چکر کے بعد حجر اسود کا استلام یا اشارہ کریں۔

جب طواف پورا ہو جائے تو "اضطباع" ختم کر دیں۔ اور داہنا کندھا ڈھک لیں۔

ملتزم : طواف کے سات چکر پورے کر کے ملتزم پر آئیں، ملتزم حجر اسود اور خانہ کعبہ کے دروازے کے درمیان جو دیوار ہے اس کو کہتے ہیں، اس سے چمٹ کر دعا کریں۔

نماز واجب طواف : یہاں سے ہٹ کر "مقام ابراہیم" کے پاس آئیں اور اس طرح کھڑے ہوں کہ آپ کے اور خانہ کعبہ کے درمیان مقام ابراہیم

آجائے، پھر اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت واجب طواف ادا کریں۔ اور اگر مکروہ وقت ہو تو اس کو گزرنے دیں۔ اگر نمازیوں کی کثرت کی بناء پر وہاں جگہ نہ ہو، تو حرم شریف میں جہاں جگہ ملے، وہاں یہ نماز ادا کریں۔

اب زم زم کے کنویں پر جائیں اور قبلہ رو کھڑے ہو کر تین سانس میں خوب پیٹ بھر کر زم زم پئیں۔ اور کچھ اپنے اوپر بھی چھڑکیں اور پھر خوب دعا کریں۔

سعی کا طریقہ: اس کے بعد حجر اسود کے سامنے آئیں اور سیاہ پٹی پر کھڑے ہوں اور حجر اسود کا استلام کریں یا اشارہ کریں اور سعی کرنے کیلئے "صفا" کی طرف چلیں اور صفا پر چڑھیں پھر قبلہ رو کھڑے ہو کر بغیر ہاتھ اُٹھائے سعی کی نیت کریں۔ پھر دعا کے لئے دونوں ہاتھ کندھوں تک اُٹھائیں اور خوب دعا کریں۔

"صفا" سے اتر کر سکون واطمینان سے مروہ کی طرف چلیں اور ذکر و دعا میں مشغول رہیں اور جب سبز ستون آنے میں اندازاً چھ ہاتھ کا فاصلہ رہ جائے تو درمیانی رفتار سے دوڑنا شروع کریں اور دوسرے سبز ستون کے گزرنے کے چھ ہاتھ کے بعد دوڑنا چھوڑ دیں۔

پھر مروہ پر پہنچ کر بیت اللہ کی طرف منہ کرکے اور ذرا سا داہنی طرف ہٹ کر ایسی جگہ کھڑے ہوں کہ دوسروں کو آنے جانے کی تکلیف نہ ہو، خوب دعا کریں۔

یہ سعی کا ایک چکر ہوا، اسی طرح چھ چکر اور کرنے ہیں، یہاں سے صفا پر جائیں دو چکر ہو جائیں گے اور صفا سے مروہ پر تین چکر ہو جائیں گے، آخری ساتواں چکر مروہ پر ختم ہوگا۔

اگر مکروہ وقت نہ ہو تو دو رکعت مطاف کے کنارے پڑھیں یا حجر اسود کے سامنے ورنہ حرم میں جہاں بھی جگہ ملے پڑھ لیں۔ سعی کے بعد یہ دو نفل مستحب ہیں۔

سر منڈانا یا قصر کرنا: اس کے بعد مرد حضرات سارے سر کے بال خود یا کسی دوسرے سے منڈوائیں، اگر بال لمبے ہوں تو انگلی کے ایک پورے کی لمبائی سے کچھ زیادہ تمام سر کے بال کتروانا بھی جائز ہے، لیکن سر منڈوانا افضل ہے۔ حلق یا قصر کے بعد احرام کھول دیں۔ لیجئے عمرہ مکمل ہوگیا۔

﴿حج ادا کرنے کا طریقہ﴾

﴿حج کا پہلا دن ۸ ذی الحجہ﴾

۸ ذی الحجہ سے ۱۲ ذی الحجہ تک کے ایام حج کے دن کہلاتے ہیں انہیں دنوں میں اسلام کا اہم رکن "حج" ادا ہوتا ہے۔ ۷ ذی الحجہ کو مغرب کے بعد ۸ ذی الحجہ کی رات شروع ہو جائیگی۔ رات ہی کو احرام کی نیت سے غسل کریں۔ سلے ہوئے کپڑے اتار کر احرام کی چادریں باندھیں۔

اب مرد حضرات حرم شریف میں آئیں اور مستحب یہ ہے کہ طواف کریں اور طواف کی دو رکعت ادا کرنے کے بعد احرام کے لئے دو رکعت نفل پڑھیں اور اگر طواف کرنے کی ہمت نہ ہو تو صرف احرام کی نیت سے سر ڈھک کر دو رکعت نفل ادا کریں اور اگر مکروہ وقت ہو تو بغیر دو رکعت پڑھے حج کی نیت کریں۔

پھر حج کے احرام کی نیت سے تین مرتبہ درمیانی آواز کے ساتھ تلبیہ کہیں۔

منیٰ روانگی: اب آپ حج کا احرام باندھے ہوئے مکہ مکرمہ سے طلوع آفتاب کے بعد منیٰ روانہ ہوں اور راستہ میں اترتے چڑھتے، صبح اور شام نمازوں کے بعد اور حاجیوں سے ملاقات کے وقت کثرت سے تلبیہ پڑھیں اور دعا مانگیں۔

منیٰ میں پانچ نمازیں ظہر، عصر، مغرب، عشاء اور ۹ ذی الحجہ کی نماز فجر ادا کرنا مسنون ہے اور رات کو منیٰ میں رہنا سنت ہے۔

﴿حج کا دوسرا دن ۹ ذی الحجہ﴾

عرفات روانگی: فجر کی نماز منیٰ میں پڑھیں، تکبیر تشریق کہیں، اور تلبیہ کہیں اور ناشتہ وغیرہ سے فارغ ہو کر عرفات جانے کی تیاری کریں، اور پھر سکون واطمینان سے عرفات کی طرف روانہ ہوں اور راستہ میں ذکر، استغفار، درود شریف اور دعا کرتے رہیں مگر تلبیہ زیادہ کہیں۔

وقوف عرفات کا وقت زوال کے بعد سے صبح صادق تک ہے، اس لئے زوال ہوتے ہی وقوف شروع کردیں۔ قبلہ رخ کھڑے ہوں، وقوف کی نیت کریں اور دعا کے لئے ہاتھ پھیلائیں اور خشوع وخضوع کے ساتھ لبیک کہیں، پھر خوب گڑگڑا کر توبہ واستغفار کریں اور اپنے سارے گناہوں کی دل سے معافی مانگیں اسی طرح غروب آفتاب تک خشوع وخضوع کے ساتھ ذکر ودعا میں لگے رہیں۔

مزدلفہ روانگی: جب عرفات کے میدان میں آفتاب غروب ہوجائے تو یہاں نہ مغرب کی نماز پڑھیں اور نہ عشاء اور نہ راستہ میں یہ نمازیں پڑھیں، بلکہ مزدلفہ پہنچ کر ان نمازوں کو ادا کریں، راستہ میں ذکر اللہ، درود شریف اور کثرت سے لبیک پڑھتے رہیں اور مزدلفہ پہنچ کر مغرب اور عشاء دونوں نمازیں ملا کر عشاء کے وقت میں ادا کریں، دونوں نمازوں کے لئے ایک اذان اور ایک اقامت کہیں، جس کی تفصیل یہ ہے کہ جب عشاء کا وقت ہوجائے تو اذان دیں پھر اقامت کہیں پھر ادا کی نیت سے باجماعت مغرب کی تین فرض پڑھیں، سلام پھیر کر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں اس کے بعد بغیر اقامت کہے فوراً عشاء کے فرض باجماعت پڑھیں اور سلام پھیر کر تکبیر تشریق اور لبیک کہیں، اس کے بعد مغرب کی دو سنت پھر عشاء کی دو سنت اور تین وتر ادا کریں۔ نمازوں سے فارغ ہو کر پوری رات اللہ تعالیٰ کی عبادت اور ذکر میں گزاریں اور کچھ دیر آرام بھی کریں۔

کنکریاں چننا: شیطان کو مارنے کیلئے مزدلفہ سے رات ہی کو کنکریاں چننا افضل ہے۔ لیکن اگر یہ کنکریاں کہیں اور سے بھی اُٹھالیں تب بھی جائز ہیں۔

وقوف مزدلفہ: جب صبح صادق ہوجائے تو اندھیرے ہی میں اذان دیں، فجر کی سنتیں پڑھیں اور پھر فجر کے فرض باجماعت ادا کریں۔

صبح صادق ہوتے ہی وقوف مزدلفہ شروع ہوجائے گا اور یہ واجب ہے، اس کا وقت طلوع فجر سے طلوع آفتاب تک ہے۔ لہٰذا ذکر ودعا میں مشغول رہیں جب سورج نکلنے کے قریب ہوجائے تو مزدلفہ سے منیٰ روانہ ہوجائیں، اس کے بعد تاخیر کرنا خلاف سنت ہے، لیکن اس سے کچھ لازم نہیں ہوتا۔

منیٰ واپسی: راستہ بھر دعا وتلبیہ کہتے رہیں اور دل وجان سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ رہیں اور منیٰ میں پہنچ جائیں۔

﴿حج کا تیسرا دن ۱۰ ذی الحجہ﴾

جمرۂ عقبہ کی رمی: جب آپ منیٰ پہنچ جائیں تو سب سے پہلے جمرۃ العقبہ کو سات

کنکریاں ماریں اور کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی سے ایک کنکری پکڑیں اور بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُ اَكْبَرُ کہہ کر جمرہ کے ستون کی جڑ پر پھینک دیں، کچھ اوپر بھی لگ جائے تو کچھ حرج نہیں، تاہم اس کے احاطے میں کنکری گرنا ضروری ہے، اس طرح سات کنکریاں ماریں۔

قربانی : جمرۃ العقبہ کو کنکریاں مارنے کے بعد قربانی کرنی ہے

قربانی آج ۱۰ تاریخ میں کرنا ضروری نہیں ہے اس کے لئے تین دن مقرر ہیں ۱۰، ۱۱ اور ۱۲ ذی الحجہ کے آفتاب غروب ہونے تک، رات میں اور دن میں جب چاہیں قربانی کر سکتے ہیں۔

حلق وقصر : قربانی سے فارغ ہونے کے بعد مرد حضرات اپنا سر منڈوالیں یا اگر بال لمبے ہیں تو انگلی کے ایک پورے کی لمبائی کے بقدر تمام سر کے بال کٹوالیں۔ جب حلق یا قصر ہو جائے گا تو احرام کی بیشتر پابندیاں ختم ہو جائیں گی۔ البتہ بیوی سے صحبت کرنا، بوس وکنار کرنا طواف زیارت کرنے تک حلال نہ ہوگا۔

طواف زیارت : رمی، قربانی، اور سر کے بال کٹانے کے بعد طواف زیارت کریں۔ طواف زیارت کے بعد سعی کریں، یعنی صفا ومروہ کے درمیان سات چکر لگائیں۔

طواف زیارت کی اہمیت : یاد رہے کہ طواف زیارت حج کا رکن اور فرض ہے یہ کسی حال میں بھی نہ فوت ہوتا ہے اور نہ اس کا بدل دے کر ادا ہو سکتا ہے بلکہ آخر عمر تک اس کی ادائیگی فرض رہے گی اور جب تک اس کو ادا نہ کرے گا بیوی سے صحبت اور بوس وکنار کرنا حرام رہے گا۔ اس لئے خواتین وحضرات اس کی ادائیگی کا خاص اہتمام فرمائیں اور بغیر طواف زیارت کئے ہرگز وطن واپس نہ ہوں خواہ چھٹیاں ختم ہو جائیں یا سیٹ نکل جائے، لیکن یہ طواف ضرور ادا کر کے آئیں۔

❁ حج کا چوتھا دن ۱۱ ذی الحجہ ❁

گیارہ تاریخ کو زوال کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں ماریں۔

آج کی یہ کنکریاں مارنے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے جمرہ اولیٰ پر سات کنکریاں ماریں، پھر جمرہ وسطیٰ پر پھر جمرہ عقبیٰ پر سات سات کنکریاں ماریں۔

❁ حج کا پانچواں دن ۱۲ ذی الحجہ ❁

آج کا خاص کام صرف زوال کے بعد تینوں جمرات پر سات سات کنکریاں مارنا ہیں۔ جس طرح ۱۱ ذی الحجہ کو آپ نے ماری ہیں۔

آج کی رمی کرنے کے بعد آپ کو اختیار ہے کہ منیٰ میں مزید قیام کریں یا مکہ مکرمہ آجائیں۔ اگر مکہ مکرمہ آنے کا ارادہ ہے تو غروب آفتاب سے پہلے حدود منیٰ سے نکل جائیں۔

الحمد للہ آپ کا حج پورا ہو گیا، منیٰ سے واپسی کے بعد جتنے دن مکہ معظمہ میں قیام ہو اس کو غنیمت سمجھنا چاہئے اور جتنا ہو سکے طواف، نماز، روزے، صدقہ وخیرات اور ذکر وتلاوت اور دیگر نیک کام کرتے رہنا چاہئیں۔

حج سے واپسی اور طواف وداع : حج کے بعد جب مکہ مکرمہ سے وطن واپس ہونے کا ارادہ ہو تو پھر طواف وداع واجب ہے۔ اس طواف کا طریقہ بالکل وہی ہے جو نفل طواف کرنے کا ہوتا ہے، اس کے مطابق طواف کریں۔

طواف سے فارغ ہو کر ملتزم پر خوب دعائیں کریں آب زمزم پئیں اور حسرت وافسوس کرتے ہوئے واپس ہوں۔

اور دعا کریں، یا اللہ! ہمارے سفر کو آسان فرما اور عافیت وسلامتی سے اپنے اہل وعیال میں پہنچا اور دوبارہ حاضری نصیب فرما اور اس حاضری کو میری آخری حاضری نہ بنانا بلکہ عافیت کے ساتھ بار بار حاضری عطا فرماتے رہنا، آمین۔

(تلخیص از حج و عمرہ مؤلفہ مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ)

﴿کیا صاحب نصاب پر حج فرض ہے﴾

سوال : جس کے پاس ساڑھے سات تولہ سونا یا ۵۲ تولہ چاندی ہو یعنی وہ صاحب نصاب ہو تو کیا ایسے صاحبِ نصاب پر حج فرض ہے یا نہیں؟

جواب : صرف اس سے حج فرض نہیں ہوتا ہے بلکہ حج اس پر فرض ہے جس کے پاس حج کے سفر کا خرچ بھی ہو اور غیر حاضری میں اہل وعیال کا بقدر کفایت خرچ بھی ہو۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۳۰)

﴿شوال کا چاند مکہ مکرمہ میں دیکھنے والے پر حج فرض ہے؟﴾

سوال : اگر کوئی شخص رمضان المبارک میں عمرے کے لئے جائے اور شوال کا مہینہ شروع ہو جائے تو اس شخص پر حج لازم ہوگا؟ اگر اس آدمی نے پہلے حج کیا ہو تو کیا حکم ہے اور نہ کیا ہو تو کیا حکم ہے؟۔

جواب : اگر حج کر چکا ہے تو دوبارہ حج فرض نہیں اور اگر حج نہیں کیا تو اس پر حج فرض ہے بشرطیکہ یہ حج تک وہاں رہ سکتا ہو (اور قانوناً اس میں کوئی جرم نہ ہو) یا واپس آکر دوبارہ جانے اور حج کرنے کی استطاعت رکھتا ہو۔ اگر دونوں شرطوں میں سے کوئی ایک شرط بھی نہ پائی جاتی ہو تو اس پر حج فرض نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۳۶)

﴿سعودیہ میں بغرض ملازمت مقیم اور حج ڈیوٹی کیلئے جانیوالوں کا حج وعمرہ﴾

سوال : جو لوگ ملازمت کی غرض سے سعودی عرب میں مقیم ہیں وہ وہاں سے حج و عمرہ وغیرہ کیلئے جاتے ہیں کیا اس طرح کرنے سے انکا فرض حج ادا ہو جاتا ہے؟ نیز جو لوگ پاکستان وغیرہ سے صرف حج کی نیت اور ارادے سے جاتے ہیں ان میں اور ملازمت کے لئے مقیم لوگوں کے حج میں کوئی فرق ہے؟ اسی طرح جو لوگ حج ڈیوٹی کے لئے خدام بن کر جاتے ہیں اور حکومت کی طرف سے ان کو حج کی اجازت ہوتی ہے اگر وہ حج ادا کرلیں تو انکے حج کا ثواب ہو گا یا نہیں؟

جواب : جو لوگ ملازمت کے سلسلے میں سعودی عرب میں مقیم ہیں اور حج کے دنوں میں بیت اللہ شریف پہنچ سکتے ہوں ان پر حج فرض ہے اور ان کا حج و عمرہ صحیح ہے اگر اخلاص ہو اور حج و عمرہ کے ارکان بھی صحیح ادا کریں تو انشاء اللہ ان کو بھی حج و عمرہ کا اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا کہ وطن سے جانے والوں کو، حج ڈیوٹی والوں کا حج "ہم خرما و ہم ثواب" کا مصداق ہے انکو دہرا ثواب ملتا ہے حج کا بھی اور حجاج کی خدمت کرنے کا بھی۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۳۸)

﴿تحفہ یا رشوت کی رقم سے حج کرنا﴾

سوال : میں ایک مقامی دفتر میں ملازم ہوں میری آمدنی اتنی نہیں ہے کہ میں اور میری اہلیہ پس انداز کر کے رقم جمع کریں اور حج پر جاسکیں جس کی ہر مسلمان کو خواہش ہوتی ہے بلکہ فرض ہے ہم حج کا فریضہ جلد از جلد ادا کرنا چاہتے ہیں اگر میرے پاس کچھ رقم جمع ہو جائے جو مجھے دفتر میں تھوڑی تھوڑی کر کے بطور تحفہ ملی ہو تو کیا ہم پر وہ رقم خرچ کر کے اس فرض کو ادا کر سکتے ہیں؟ یقین جانئے کہ میں نے کبھی حکومت

سے کوئی بے ایمانی کرے یا دھوکہ دیکر رقم نہیں لی بلکہ مجھے زبردستی بطور تحفہ رقم دی گئی ہے کیا ایسی رقم سے حج ادا کرنا جائز ہے؟ برائے مہربانی مجھے اس مسئلے سے آگاہ کریں؟

جواب: حج ایک مقدس فریضہ ہے مگر اسی پر فرض ہے جو اس کی استطاعت رکھتا ہو۔ آپ کو جو رقم تحفہ میں ملی ہے اگر آپ ملازم نہ ہوتے کیا تب بھی یہ رقم آپ کو ملتی؟ اگر جواب نفی میں ہے تو یہ تحفہ نہیں رشوت ہے اور اس سے حج کرنا جائز نہیں بلکہ جن لوگوں سے لی گئی ان کو لوٹانا ضروری ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۴۲)

حکومت کی اجازت کے بغیر حج کو جانا

سوال: حکومت سعودی کی طرف سے وہاں پر ملازمت کرنے والوں کے لئے قانون بنایا گیا ہے کہ اگر وہ ایک دفعہ حج کریں تو پھر دوسرا حج پانچ سال کے بعد کریں حکومت کی پابندی کے باوجود جو لوگ چوری یعنی غلط طریقوں سے چھپ چھپا کر حج کرنے جاتے ہیں اور حج بھی نفلی کرتے ہیں ان کے بارے میں کیا رائے ہے؟

جواب: حکومت کے قانون کی خلاف ورزی میں ایک تو عزت کا خطرہ ہے کہ اگر پکڑے گئے تو بے عزتی ہوگی دوسرے بعض اوقات احکام شرعیہ کی خلاف ورزی بھی لازم آتی ہے مثلاً بعض اوقات میقات سے بغیر احرام کے گزرنا پڑتا ہے جس سے دم لازم آتا ہے۔ اگر قانونی گرفت اور احکام شرعیہ کی مخالفت کا خطرہ نہ ہو تب تو مضائقہ نہیں ورنہ نفلی حج کے لئے وبال سر پہ لینا ٹھیک نہیں۔ اگر کسی نے اس کے باوجود بھی ادا کر لیا تو حج ہو جائیگا۔ (آپ کے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۷۴)

احرام کے بعد اگر عمرہ نہ کر سکے تو عمرہ کی قضاء اور دم واجب ہے

سوال: عمرے کے لئے میں نے ۲۷ رمضان المبارک کو جدہ سے احرام باندھا لیکن میری طبیعت بہت زیادہ خراب ہو گئی، میں بالکل چل نہیں سکتا تھا میں نے وہ احرام عمرہ ادا کرے بغیر کھول دیا اب آپ بتائے کہ میرے ذمہ کیا کفارہ لازم ہے؟

جواب: آپ کے ذمے احرام توڑ دینے کی وجہ سے دم بھی واجب ہے اور عمرہ کی قضاء بھی لازم ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۵۰)

حج بدل میں نیت کس حج کی کریں اور قربانی کس کے ذمہ ہے

سوال: حج بدل کرنے والا کس حج کی نیت کرے قران، تمتع یا افراد کی۔ نیز اگر تمتع یا قران کرتا ہے تو قربانی کس کی طرف سے ہوگی آمر (حج کرانے والے) کی طرف سے یا مامور (حج کرنے والے) کی طرف سے؟

جواب: حج بدل کرنے والے کو حج افراد یعنی صرف حج کا احرام باندھنا چاہئے اور نیت کرتے وقت آمر کا نام لے کہ فلاں کی طرف سے حج کرتا ہوں۔ حج افراد میں حج کی وجہ سے قربانی نہیں ہوتی اسلئے آمر کی طرف سے قربانی کی ضرورت نہیں مامور اگر مقیم اور صاحب استطاعت ہے تو وہ اپنی طرف سے عام قربانی کرے اور مسافر غریب پر عام قربانی واجب نہیں۔ اگر وہ حج تمتع کی نیت کرتا ہے یعنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے اور عمرہ سے فارغ ہونے کے بعد پھر آٹھ ذی الحجہ کو احرام باندھتا ہے تو تمتع کی قربانی خود اپنے مال سے لازم ہے آمر کے مال سے نہیں ہاں اگر آمر نے اس کی اجازت دے دی ہو تو اس کے مال سے قربانی کر سکتے ہیں (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۷۰ بغیر)
اس زمانے میں عرفاً آمر کی طرف سے تمتع، قران ودم شکر کی اجازت ثابت ہے اسلئے

صراحتاً اذن ضروری نہیں معہذا صراحتاً اذن حاصل کر لینا بہتر ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۲۳)

﴿محرم کی تعریف اور بغیر محرم کے حج﴾

سوال : محرم کسے کہتے ہیں اور بغیر محرم کے اگر کوئی عورت حج کے لئے جائے جبکہ ساتھ میں دوسری خواتین موجود ہوں جنکے ساتھ انکے محرم ہوں تو حج صحیح ہے یا نہیں؟

(۲) اگر کراچی ائیرپورٹ تک محرم چھوڑ کر جائے اور جدہ ائیرپورٹ پر محرم وصول کرے صرف جہاز کے سفر کے دوران بغیر محرم رہے ایسی عورت کے بارے میں شریعت کا کیا حکم ہے؟

جواب : محرم اسے کہتے ہیں جس سے کبھی بھی نکاح نہیں ہوسکتا ہو سفر میں ایسے محرم یا شوہر کا ساتھ ہونا ضروری ہے صرف ایسی خواتین کا ساتھ ہونا کافی نہیں جنکے محارم انکے ساتھ ہیں اگرچہ وہ حج کا ہی سفر ہو بلکہ اس سفر میں بغیر محرم کے سفر کرنے کا دوہرا گناہ ہوگا۔ اگر بغیر محرم کے جائے گی تو حج تو ادا ہو جائے گا مگر بغیر محرم کے سفر کرنے کا گناہ سر رہے گا۔

(۲) کراچی سے جدہ تک بغیر محرم کے سفر کا گناہ اس کے ذمہ بھی ہوگا۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۷۹، ۸۰، ۸۶)

﴿اگر عورت کو مرنے تک سفر حج کے لئے محرم نہ ملے تو؟﴾

سوال : ہماری والدہ صاحبہ پر حج فرض ہو چکا ہے جبکہ ان کے ساتھ حج پر جانے کے لئے کوئی محرم نہیں اور اتنی استطاعت بھی نہیں کہ اپنی طرف سے کسی کا خرچ برداشت کرکے اپنے ساتھ لے تو کیا اس صورت میں وہ کسی غیر محرم کے ساتھ حج کے لئے جاسکتی ہیں؟ جبکہ انکی عمر بھی اچھی خاصی یعنی ۶۵ سال ہے؟

جواب : عورت بغیر محرم کے حج کے لئے نہیں جاسکتی اس میں عمر کی کوئی قید نہیں ہے اگر محرم میسر نہ ہو تو اس پر حج کی ادائیگی فرض نہیں ہے لہٰذا اس صورت میں نامحرم کے ساتھ جانا جائز نہیں ہے اگر چلی گئی تو حج تو ادا ہو جائیگا البتہ گنہگار ہوگی اگر آخر حیات تک اسے جانے کے لئے محرم میسر نہ ہوا تو اسے چاہئے کہ وصیت کرے کہ اس کے مرنے کے بعد اسکی طرف سے حج بدل کرایا جائے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۸۶)

﴿میقات سے بغیر احرام کے گزرنا﴾

سوال : جو پاکستانی یا کوئی بھی غیر ملکی سعودی عرب میں جدہ اور طائف میں ملازم ہیں اگر وہ صرف طواف کی نیت سے مکہ جائے تو کیا احرام باندھنا لازمی ہے؟ کیونکہ یہاں مقیم اکثر لوگ بغیر احرام کے طواف کے لئے یا نماز جمعہ کے لئے مکہ چلے جاتے ہیں۔ کیا یہ طریقہ ٹھیک ہے؟

جواب : جو لوگ "حرم" کے علاقے میں رہتے ہوں یا میقات سے اندر رہتے ہوں وہ تو جب چاہیں مکہ مکرمہ میں احرام کے بغیر جاسکتے ہیں لیکن جو شخص میقات کے باہر سے جائے اس کے لئے میقات پر حج یا عمرہ کا احرام باندھنا لازم ہے خواہ اس شخص کا مکہ جانا حج وعمرہ کی نیت سے نہ ہو، بلکہ محض کسی ضروری کام سے مکہ مکرمہ جانا ہو یا صرف حرم شریف میں نماز جمعہ پڑھنے یا صرف طواف کرنے کے لئے جانا چاہتا ہو الغرض خواہ کسی بھی مقصد کے لئے مکہ مکرمہ جائے وہ میقات سے احرام کے بغیر نہیں جاسکتا۔

اگر کوئی شخص میقات سے احرام کے بغیر گزر گیا تو اس پر لازم ہے کہ مکہ شریف میں داخل ہونے سے پہلے پہلے میقات پر واپس لوٹے اور وہاں سے احرام باندھ کر جائے اگر وہ واپس نہیں ہوتا تو اس کے ذمہ "دم" واجب ہوگا۔ اس سے معلوم ہوا کہ جو لوگ میقات سے باہر رہتے ہیں وہ صرف طواف کرنے کے لئے مکہ مکرمہ نہیں جا سکتے بلکہ ان کے لئے ضروری ہے کہ وہ میقات سے عمرے کا احرام باندھ کر جایا کریں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ جتنی بار بغیر احرام کے جا چکے ہیں ان پر اتنے دم اور اتنے ہی عمرے واجب ہو گئے جدہ میقات سے باہر نہیں۔ لہٰذا جدہ سے بغیر احرام کے مکہ مکرمہ آنا صحیح ہے۔ جبکہ طائف میقات سے باہر ہے لہٰذا وہاں سے بغیر احرام کے آنا صحیح نہیں۔

(آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ صفحہ ۵۹ بتغیر)

طواف اور بوسۂ حجر اسود کے وقت لوگوں کو ایذا پہنچانا

سوال : کچھ لوگ طواف کے دوران تیز دوڑتے ہیں اور سامنے آنے والوں کو دھکا دے کر آگے نکل جانے کی کوشش کرتے ہیں کیا ایسا کرنا درست ہے؟ اسی طرح مرد و عورتیں حجر اسود کا بوسہ بہت اہتمام سے ادا کرتے ہیں اور بعض مرتبہ بلکہ اکثر اوقات کثرت ہجوم اور رش کی بناء پر وہ حالت ہوتی ہے جس کو بیان نہیں کیا جا سکتا کھلم کھلا مردوں اور عورتوں کا اختلاط پیدا ہو جاتا ہے؟ اور بہت سے کمزور لوگ کچلے جاتے ہیں، اور طواف کرنے والوں کیلئے بھی رکاوٹ پیدا ہوتی ہے کیا حجر اسود کا بوسہ لینا واجب ہے؟

جواب : طواف کے دوران لوگوں کو دھکے دینا بہت برا ہے۔ (اور گناہ ہے) حجر اسود کا استلام سنت ہے بشرطیکہ بوسہ لینے سے اپنے آپ کو یا کسی اور کو ایذا نہ ہو اگر اس میں دھکم پیل کی نوبت آئے اور کسی مسلمان کو ایذا پہنچے تو یہ فعل حرام ہے اور طواف میں فعل حرام کا ارتکاب کرنا اور اپنی اور دوسروں کی جان کو خطرے میں ڈالنا بہت ہی بے عقلی کی بات ہے (اور عورتوں کا اس عمل کیلئے غیر محرم مردوں کے مجمع میں گھسنا جہاں بدن سے بدن ٹکرانے کا ڈر بلکہ یقین ہو بالکل حرام ہے) اگر آدمی آسانی سے حجر اسود تک پہنچ سکے تو اس کو چوم لے ورنہ دور سے اپنے ہاتھوں کو حجر اسود کی طرف اٹھا کر یہ تصور کرے کہ گویا میں نے ہاتھ حجر اسود پر رکھ دئے ہیں اور پھر ہاتھوں کو چوم لے اس کے ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی انشاء اللہ۔ (آپ کے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ صفحہ ۱۱۰)

حج بدل کی شرائط اور مسائل

سوال : حج بدل کی کیا شرائط ہیں؟ کیا سعودی عرب میں ملازم شخص پاکستان یا ہندوستان میں مقیم شخص کی طرف سے حج بدل کر سکتا ہے؟ نیز جس شخص نے اپنا حج ادا نہیں کیا اس سے حج بدل کروانا صحیح ہے یا نہیں؟

جواب : حج بدل کے احکام میں کافی تفصیل ہے یہاں اس کے خاص خاص مسائل ہم بیان کرتے ہیں۔ جس شخص پر حج فرض ہو گیا اور اس نے حج کا زمانہ پایا مگر باوجود قدرت کے کسی وجہ سے حج نہیں کیا پھر وہ حج سے معذور اور عاجز ہو گیا اور آئندہ بھی قدرت ہونے کی بظاہر کوئی امید نہیں مثلاً ایسا بیمار ہو گیا جس سے شفاء کی امید نہیں یا مثلاً نابینا لنگڑا یا اپاہج ہو گیا یا بڑھاپے کی وجہ سے ایسا کمزور ہو گیا کہ خود سواری پر سوار نہیں ہو سکتا تو اس کے ذمہ فرض ہے کہ اپنی طرف سے کسی دوسرے کو بھیج کر حج بدل خود کرا دے یا وصیت کر دے کہ میرے مرنے کے بعد میرے طرف سے میرے مال میں سے حج بدل کرا دیا جائے۔

اگر ایسے دائمی عذر کی وجہ سے کسی نے اپنا حج فرض کسی سے اپنی زندگی میں کرا دیا

بعد میں اتفاق سے یہ عذر جاتا رہا تو اب خود حج ادا کرنا اس پر فرض ہے پہلا حج جو بطور بدل کرایا تھا وہ نفلی ہو جائے گا۔

حج بدل کا سفر آمر یعنی حج کرانے والے کے وطن سے شروع کرایا جائے گا سعودی عرب سے جائز نہیں البتہ اگر کوئی شخص بغیر وصیت کے اپنے عزیز و اقارب کی جانب سے حج کرے تو وہ حج نفل برائے ایصال ثواب ہو گا جو ہر جگہ سے صحیح ہے۔

جس آدمی نے اپنا حج ابھی ادا نہیں کیا اس سے حج بدل ادا کرانا مکروہ ہے اگرچہ حج ادا ہو جائے گا۔ (احکام حج تالیف مفتی محمد شفیعؒ صفحہ ۱۱۹)

وقوف مزدلفہ چھوڑنے کا حکم

سوال : مریض، ضعیف، مستورات، عذر کی وجہ سے مزدلفہ میں وقوف نہ کریں تو جائز ہے مگر ان کے ساتھ ہونے کی وجہ سے تندرست مرد بھی وقوف نہ کرے اور صبح صادق سے قبل مزدلفہ سے منیٰ چلا جائے تو اس تندرست پر دم واجب ہو گیا نہیں؟

جواب : اس صورت میں تندرست آدمی پر دم واجب ہے اسلئے کہ اس کا ترکِ وقوف بلا عذر ہے (احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۳۰)

محرم سے حلق کرانا

سوال : محرم حلال ہوتے وقت ایک دوسرے کا حلق (سر کے بال مونڈنا) کر سکتے ہیں یا نہیں یعنی جو شخص ابھی خود حلال نہیں ہوا وہ دوسرے کا حلق کر سکتا ہے یا نہیں؟

جواب : اگر حلق سے پہلے کے تمام ارکان سے دونوں فارغ ہو چکے ہوں اور اب صرف حلق ہی باقی ہو تو اس وقت ایک دوسرے کا حلق کرنا جائز ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۲۲)

طواف کی دعائیں اور اسکا حکم

سوال : دوران طواف پڑھنے کیلئے حج وغیرہ کی کتابوں میں ہر چکر کی ایک مستقل دعا لکھی ہے کیا یہ دعائیں سنت سے ثابت ہیں اور ہر چکر میں ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری ہے؟

جواب : طواف کے سات چکروں کی جو دعائیں کتابوں میں لکھی ہیں یہ رسول ﷺ سے منقول نہیں بلکہ بعض بزرگوں سے منقول ہیں عام لوگ نہ تو ان کا صحیح تلفظ کر سکتے ہیں نہ ان کے معنی و مفہوم سے واقف ہیں اسکے علاوہ ان دعاؤں کو پڑھنے میں اور بھی بہت سی خرابیاں ہیں مثلاً اکثر لوگوں کو دعائیں یاد نہیں ہوتیں طواف میں کتاب دیکھ کر پڑھتے ہیں اور ازدحام میں کتاب پڑھتے ہوئے چلنے سے خشوع نہیں رہتا، ازدحام میں کتاب پر نظر رکھنا اپنے لئے اور دوسروں کے لئے بھی ایذا کا باعث ہے بالخصوص دعاؤں کی خاطر جتھوں کی صورت میں چلنا دوسروں کے لئے سخت تکلیف دہ ہوتا ہے جو حرام ہے اور غیر ثابت امر کا ارتکاب ہوتا ہے جو کسی صورت مناسب نہیں اور پھر طواف کے دوران چلا چلا کر پڑھتے ہیں جس سے دوسروں کو بھی تشویش ہوتی ہے اور بعض لوگ قرآن مجید کی تلاوت بلند آواز سے کرتے ہیں اسلئے عام لوگوں کے لئے نہ صرف یہ کہ ان دعاؤں کا پڑھنا ضروری نہیں بلکہ مناسب ہی نہیں۔

جس دعا یا ذکر میں خشوع زیادہ ہو اسے پڑھے اور زیر لب پڑھے تاکہ دوسروں کو ایذا و تشویش نہ ہو (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۲ بحیر کثیر احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۵۵)

سفر حج میں تجارت

سوال : اگر کوئی حاجی راستہ میں بھی تجارت کرتا ہے اور مکہ پہنچ کر بھی تو اس میں

باعتبار ثواب کے کوئی حرج ہے؟

جواب: حدیث شریف میں ہے اِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ "یعنی اعمال کا دارومدار نیت پر ہے" اب یہ تو نہ ہونا چاہئے کہ اصل مقصد تجارت ہو اور حج ضمناً برائے نام ہو اس صورت میں اگرچہ حج کا فرض ادا ہو جائے گا یعنی نہ کرنے کا گناہ اس پر نہیں رہے گا مگر ثواب کی کوئی توقع بھی بے محل ہے اور اگر حج و تجارت دونوں مقصود ہیں تو اس میں اخلاص کی کمی ہے لہذا ثواب کم ملے گا۔ تیسری صورت یہ ہے کہ اصل مقصد پورے جذبہ کے ساتھ حج ہے وہ حج کیلئے ہی جارہا ہے اور ضمنی طور پر کچھ سامان بھی ساتھ لے لیتا ہے کہ کہیں بک جائے گا تو کچھ دام مل جائیں گے یا راستہ میں یا حج کے موقع پر کوئی تجارتی کام کر لیتا ہے جس سے نفع مل جائے تو اس صورت میں ثواب میں بھی کمی نہیں ہوگی اس لئے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَبْتَغُوْا فَضْلًا مِّنْ رَّبِّکُمْ

(سورہ بقرہ آیت ۱۹۸)(فتاوی رحیمیہ جلد ۱ صفحہ ۴۰)

فائدہ: اور ساتھ ساتھ اگر یہ نیت بھی کرے تو بہتر ہے کہ نبی ﷺ کے وطن والوں کو نفع پہنچے کیونکہ اسکی ترغیب بھی آئی ہے۔

بچے قابل نکاح ہوں تو والدین حج کر سکتے ہیں یا نہیں؟

سوال: لڑکا لڑکی قابل نکاح ہوگئے ہیں لوگوں کا کہنا ہے کہ جب تک ان کی شادی نہ ہو جائے والدین حج نہیں کر سکتے یہ اعتقاد رکھنا صحیح ہے؟

جواب: جب حج فرض ہوگیا تو حج کے لئے جانا ضروری ہے اولاد کی شادی ہوئی ہو یا نہ ہوئی ہو، نہ جانے پر گنہگار ہوگا۔ اولاد کی شادی کرائے بغیر حج فرض نہیں ہوتا یا حج نہیں ہوتا اور حج کے لئے نہیں جاسکتا یہ تمام باتیں بے بنیاد اور غلط ہیں یہ اعتقاد درست نہیں۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۱ صفحہ ۶۱)

ایک لاکھ کے شیئرز ہوں تو حج فرض ہے یا نہیں؟

سوال: ایک آدمی کے پاس ایک لاکھ روپے کے شیئرز کسی کمپنی کے موجود ہیں آیا اس پر حج فرض ہے یا نہیں؟ وجہ دریافت یہ ہے کہ شیئرز پروپرٹی میں شمار ہیں، کیا شریعت نے اس کو نقد روپیہ شمار کیا ہے؟

جواب: اس پر حج فرض ہے کیونکہ اگر شیئرز کو نقد رقم نہ مانا جائے جائداد اور پراپرٹی مانا جائے تب بھی اسکے ذمے حج فرض ہونے کی شرط پائی جاتی ہے کیونکہ جب اتنی بڑی رقم کے شیئرز اسکے پاس ہیں تو اس میں یہ گنجائش اور استطاعت پائی گئی کہ وہ اپنے حوائج اصلیہ (ضروریات زندگی) اور اپنے متعلقین کے مصارف کے لئے جو سفر حج کے زمانہ میں ہوں گے رقم نکال سکتا ہے اور پھر اتنا باقی رہ جاتا ہے کہ سفر حج کے مصارف برداشت کر سکے لہذا حج فرض ہو گیا۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۱ صفحہ ۷)

صاحب استطاعت ہونے پر حج کرے یا مکان بنائے یا شادی کرے

سوال: ایک آدمی کے پاس اس قدر رقم ہے کہ جس سے وہ حج کر سکتا ہے یا مکان بنا سکتا ہے (جبکہ اپنا مکان نہیں ہے) تو اس صورت میں وہ شخص حج کرے یا مکان بنائے؟ اسی طرح اتنی رقم ہے کہ حج کر سکتا ہے مگر شادی نہیں ہوئی تو شادی مقدم ہے یا حج؟

جواب: اگر حج کا وقت ہو اور لوگ حج کو جا رہے ہوں تو لازم ہے کہ پہلے حج کرے، مکان بعد میں بن سکتا ہے اسی طرح حج کا زمانہ ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا اندیشہ نہ ہو تو پہلے حج کرے اگر اپنے اوپر قابو نہ ہو اور زنا میں مبتلا ہونے کا خوف ہو تو شادی کرے۔

(فتاوی رحیمیہ جلد ۱ صفحہ ۲۱۴)

﴿کسی ادارے یا بینک کو رقم دیکر قربانی کروانا﴾

سوال : حج کے موقع پر ایک ادارہ رقم لے کر رسید جاری کرتا ہے اور وقت دے دیتا ہے کہ فلاں وقت تمہاری طرف سے قربانی ہو جائے گی چنانچہ فلاں وقت بال کٹوا کر احرام کھول دینا، اسی طرح بعض لوگ وہاں بینک میں رقم جمع کرا دیتے ہیں تا کہ اس دن ذبح خانے جانے کی پریشانی نہ ہو تو کیا اس طرح کرنا صحیح ہے اور بغیر تصدیق کئے صرف اس ادارے یا بینک والوں کی بات پر اعتماد کرتے ہوئے مقررہ وقت پر بال کٹوا کر احرام کھولنا چاہیئے یا نہیں ؟

جواب : حاجی کو جب کہ اسکا حج تمتع یا قران کا ہو مزدلفہ سے منیٰ آکر چار کام کرنے ہوتے ہیں (۱) رمی (۲) قربانی (۳) حلق (۴) طواف افاضہ (زیارت) پہلے تین کاموں میں ترتیب واجب ہے یعنی سب سے پہلے رمی کرے پھر قربانی اسکے بعد بال کٹائے اگر ان تین کاموں میں ترتیب قائم نہ رکھی مثلاً رمی سے پہلے قربانی کر دی یا حلق کرالیا یا قربانی سے پہلے حلق کرالیا تو اس پر دم واجب ہے سوال میں مذکورہ صورتوں میں یہ یقین نہیں کہ احرام کھولنے سے پہلے قربانی ہو گئی ہے یا بعد میں اسلئے کسی ادارہ یا بینک کو رقم حوالے کرنا صحیح نہیں اور جس نے ایسا کیا ہو اسکے ذمہ احتیاطاً دم لازم ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۳۸ بتغیر یسیر)

﴿جو باپ کے مال سے یا غربت میں حج کرلے، مالدار ہونے کے بعد حج فرض ہے یا نہیں ؟﴾

سوال : ایک شخص نے اپنے والد کے مال سے انکی حیات میں حج کیا تھا والد کے انتقال کے بعد یہ شخص مال کا مالک بنا، یا ایک غریب شخص جس پر حج فرض نہیں تھا اس نے حج کر لیا بعد میں مالدار ہوا تو اب ان پر دوبارہ حج فرض ہے یا نہیں ؟

جواب : اگر پہلا حج بلوغ کے بعد ہو تو حج فرض ادا ہو گیا ہے دوبارہ حج فرض نہیں۔

(فتاویٰ دار العلوم دیوبند جلد ۶ صفحہ ۵۳۰)

﴿مریض ریح طواف کیسے کرے ؟﴾

سوال : ایک شخص ریاح کا مریض ہے تھوڑی تھوڑی دیر میں وضو ٹوٹ جاتا ہے بعض اوقات تو ایک دو منٹ بھی وضو نہیں رہتا وہ طواف کس طرح کرے ؟

جواب : اگر یہ معذور شرعی کے حد میں داخل ہے تو بلاوضو طواف کر سکتا ہے۔

(احسن الفتاویٰ جلد ۴ صفحہ ۵۵۷) (حکم معذور میں داخل ہونے کا طریقہ معلوم کرنا ہو تو وہ اس کتاب کے صفحہ ۲۷ پر "معذور کی تعریف اور اسکا حکم" کے عنوان سے موجود ہے وہاں دیکھ لیا جائے۔)

قربانی کے مسائل

﴿نصاب بھر چاندی کے مالک ہو جانے پر قربانی واجب ہے﴾

سوال : قربانی کس پر واجب ہے ؟

جواب : قربانی ہر اس مسلمان عاقل بالغ مقیم پر واجب ہوتی ہے جس کی ملکیت میں ساڑھے باون تولہ چاندی یا اس کی قیمت کا مال اس کی حاجت اصلیہ سے زائد موجود ہو یہ مال خواہ سونا چاندی یا اس کے زیورات ہوں یا مال تجارت یا ضرورت سے زائد گھریلو سامان یا مسکونہ (رہائشی) مکان سے زائد مکان، پلاٹ وغیرہ۔ پھر قربانی کے معاملے میں اس مال پر سال بھر گزرنا بھی شرط نہیں۔

بچے پر اور مجنون پر (البتہ مجنون کو اگر ایام قربانی میں افاقہ ہو جائے اور قربانی کے

وجوب کا نصاب موجود ہو تو اس پر بھی قربانی واجب ہے) اور اسی طرح اس شخص پر جو شرعی قاعدے کے موافق مسافر ہو قربانی لازم نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۷۳)

ٹی وی ضروریات میں داخل نہیں بلکہ لغویات میں شامل ہے جسکے پاس ٹی وی ہو اس پر صدقہ فطر اور قربانی واجب ہے اور اس کو زکوۃ لینا جائز نہیں۔ (ایضا صفحہ ۱۷۵)

بر سر روزگار صاحب نصاب لڑکوں پر قربانی واجب ہے

سوال: ایک صاحب ماشاء اللہ صاحب استطاعت ہیں اور ہر سال قربانی کرتے ہیں انکے تین لڑکے اور ایک لڑکی بھی بر سر روزگار ہے اور صاحب نصاب ہیں تمام لڑکے اور لڑکی والد کے ساتھ رہتے ہیں اور سب غیر شادی شدہ ہیں۔ دریافت طلب یہ ہے کہ کیا والد کی قربانی سب کے طرف سے کافی ہے یا ہر ایک پر الگ سے قربانی کرنا واجب ہے ؟

جواب: اگر باپ بیٹے اور بیٹی سب بر سر روزگار اور صاحب نصاب ہیں تو ہر ایک کے ذمہ الگ الگ قربانی واجب ہے کیونکہ ہر عاقل، بالغ مرد عورت پر مالک نصاب ہونے کی صورت میں قربانی واجب ہے چاہے شادی شدہ ہو یا غیر شادی شدہ۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۷۷ بتغیر)

خانہ داری مشترک ہونے کی صورت میں بالغ اولاد پر قربانی

سوال: ہم پانچ بھائی ہیں تمام شادی شدہ ہیں اور والدین کے ساتھ اکٹھے رہتے ہیں تمام بھائی جو کماتے ہیں والد صاحب کو دیتے ہیں صرف جیب خرچ اپنے پاس رکھتے ہیں بقرہ عید کے موقع پر صرف والد صاحب اپنی اور والدہ کی طرف سے قربانی کرتے ہیں ہم نہیں کرتے ہم پر قربانی واجب ہے یا نہیں ؟ اور صرف والدین کی قربانی کرنا سب کی طرف سے کافی ہے یا ہم بھی کریں ؟

جواب: اگر ہر بھائی کے پاس الگ سے اتنا مال ہو کہ وہ صاحب نصاب شمار ہو تو اس پر قربانی واجب ہے اور اگر کمانے کے باوجود مالک نصاب نہیں تو قربانی واجب نہیں ہوگی

(احسن الفتاوی جلد ۷ صفحہ ۴۹۷ آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۷۷ بتغیر کثیر)

اگر کفایت کر کے جانور خرید سکتے ہیں تو قربانی ضرور کریں

سوال: میں ایک جگہ ملازم ہوں جو تنخواہ ملتی ہے مہینے کے مہینے کھا پی لیتے ہیں، لیکن تنخواہ اتنی ہے کہ اگر کفایت سے خرچ کریں تو قربانی کا جانور خرید سکتے ہیں اس صورت میں مجھ پر قربانی واجب ہے یا نہیں ؟

جواب: اس صورت میں قربانی واجب نہیں، البتہ اگر گھر میں اتنی نقدی ہو جو نصاب کی مقدار کو پہنچ جائے یا کفایت شعاری کر کے اتنی رقم جمع کر لی جو نصاب کی مقدار تک پہنچ جائے تو قربانی واجب ہے اور اگر بقدر نصاب مال نہیں ہے مگر کفایت شعاری کر کے قربانی کا جانور خرید سکتے ہیں تو قربانی کرنا بہتر ہے واجب نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۸۱)

قربانی کرنے کا صحیح وقت

سوال: براہ کرم بتایئے قربانی کا صحیح وقت کونسا ہے ؟

جواب: جن بستیوں یا شہروں میں نماز جمعہ، عیدین ہوتی ہے وہاں نماز عید سے پہلے قربانی جائز نہیں اگر کسی نے نماز عید سے پہلے قربانی کر دی تو اس پر دوبارہ قربانی لازم ہے، البتہ پورے شہر کی کسی بھی مسجد میں اگر لوگوں نے نماز عید ادا کی ہے تو قربانی

کرنا صحیح ہے اگرچہ خود قربانی کرنے والے نے ابتک نماز عید ادا نہیں کی۔

چھوٹے گاؤں جہاں جمعہ وعیدین کی نمازیں نہیں ہوتیں یہ لوگ دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد قربانی کر سکتے ہیں۔ اگر کسی عذر کی وجہ سے کسی جگہ پہلے دن عید کی نماز نہ ہو سکے تو نماز عید کا وقت گزر جانے کے بعد قربانی درست ہے۔ قربانی رات کو بھی جائز ہے مگر بہتر نہیں۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۸۷)

﴿میت کی طرف سے قربانی اور اسکے گوشت کا حکم﴾

سوال : میت کی طرف سے قربانی کرتا ہو تو ہر ایک میت کے لئے جدا جدا حصہ رکھنا ضروری ہے یا پھر ایک حصہ سب کیلئے کافی ہے نیز مردوں کی طرف سے جو قربانی کی جائے تو اس کا گوشت ہم کھا سکتے ہیں یا نہیں؟

جواب : ہر ایک میت کے لئے جدا جدا حصہ رکھنا ضروری ہے ایک حصہ ایک سے زائد مردوں کیلئے کافی نہیں، البتہ اپنی طرف سے نفل قربانی کر کے اس کا ثواب ایک سے زائد مردوں وزندوں کو بخشنا درست ہے جیسے کہ آنحضرت ﷺ نے ایک قربانی کا ثواب پوری امت کو بخشا تھا۔

اگر مردہ وصیت کر کے مرا ہو کہ میرے مال میں سے قربانی کرنا تو ایسی قربانی کے گوشت کو غرباء اور مساکین پر تقسیم کرنا لازم ہے، مالدار اور سید کو دینا درست نہیں، ہاں اگر اس کے مال سے قربانی نہیں کی اگرچہ اس نے وصیت کی ہو یا نہ کی ہو تو اسکے گوشت کا وہی حکم ہے جو اپنے مال سے قربانی کرنے کا ہے کہ خود بھی کھا سکتے ہیں اور مالداروں اور سیدوں کو بھی کھلا سکتے ہیں۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۹ صفحہ ۳۱۰)

﴿گذشتہ برسوں کی واجب قربانی کا کیا حکم ہے؟﴾

سوال : ایک آدمی صاحب نصاب ہے مگر بدقسمتی سے اس نے کئی برسوں تک قربانی نہیں کی اب اللہ تعالیٰ نے اسے سمجھ عطا فرمائی اب وہ کیا کرے؟

جواب : اللہ تعالیٰ سے قربانی نہ کرنے کے گناہ کی معافی مانگے اور جتنے برسوں کی قربانی رہ گئی ہے اس کا حساب کر کے اس قدر قیمت کا صدقہ کردے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۰)

﴿قربانی کرنے والا وفات پا گیا﴾

سوال : ایک آدمی نے قربانی کے لئے جانور خریدا، دس ذی الحجہ سے پہلے قضاء الٰہی سے اس آدمی کا انتقال ہو گیا اب ورثا پر کیا یہ لازم ہے کہ وہ جانور اسی کی طرف سے قربانی کریں یا نہیں؟

جواب : صورت مذکورہ میں وہ جانور مرحوم کے ترکہ میں شامل ہو گیا اور ورثا اس کے حقدار ہو گئے اب ورثا چاہیں تو اسکی قربانی مرحوم کے ایصال ثواب کے لئے کر سکتے ہیں لیکن ان پر ایسا کرنا ضروری یا واجب نہیں ہے (فتاوی رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۱۸۶)

﴿قربانی کا جانور خریدنے کے بعد مر گیا یا گم ہو گیا تو کیا کرے﴾

سوال : ایک صاحب نصاب آدمی نے قربانی کی نیت سے جانور خریدا لیکن قربانی سے پہلے ہی وہ جانور مر گیا یا گم ہو گیا تو کیا اس آدمی پر دوبارہ دوسرا جانور خرید نا اور قربانی کرنا واجب ہے یا نہیں اور اگر صاحب نصاب نہیں ہے تو کیا حکم ہے؟

جواب : صاحب نصاب آدمی پر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا لازم ہے اور غیر صاحب نصاب پر دوسرا جانور خرید کر قربانی کرنا ضروری نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۲۲۱)

قربانی کے گوشت کی تقسیم

سوال: قربانی کے گوشت کی تقسیم کس طرح کرنی چاہئے ؟

جواب: جس جانور میں کئی حصہ دار ہوں تو گوشت وزن کر کے تقسیم کیا جائے، اندازے سے تقسیم کرنا صحیح نہیں۔ جو حصہ اپنے حصے میں آئے یا اگر پوری قربانی اپنی ہے تو افضل ہے کہ قربانی کا گوشت تین حصے کر کے ایک حصہ اپنے اہل و عیال کے لئے رکھا جائے۔ ایک حصہ احباب و اعزہ میں تقسیم کرے، ایک حصہ فقراء و مساکین میں تقسیم کرے اور جس شخص کے عیال زیادہ ہوں تو وہ تمام گوشت خود بھی رکھ سکتا ہے، ذبح کرنے والے کو ذبح کی اجرت میں گوشت یا کھال دینا جائز نہیں اجرت علیحدہ سے دینی چاہئے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۲۰۷)

فلاحی کاموں کے لئے قربانی کی کھالیں جمع کرنا

سوال: اگر کوئی جماعت فلاحی کاموں کے نام سے قربانی کی کھالیں اور چندہ وصول کرے تو ان کو قربانی کی کھالیں اور چندہ دینا چاہئے یا نہیں ؟

جواب: قربانی کی کھالیں فروخت کرنے کے بعد اس سے حاصل شدہ رقم کا حکم زکوٰۃ کی رقم کا ہے جس کی تملیک ضروری ہے اور بغیر تملیک کے رفاہی کاموں میں اس کا خرچ درست نہیں، قربانی کی کھالیں ایسے ادارے اور جماعت کو دی جائیں جو شرعی اصولوں کے مطابق ان کو صحیح جگہ خرچ کر سکے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۲۱۳)

جانور ذبح کرتے وقت اور ذبح کرنے کے بعد کی دعا

سوال: ذبح کے وقت کونسی دعا پڑھنی چاہئے ؟

جواب: ذبح کے وقت بِسْمِ اللهِ اَللّٰهُ اَكْبَرْ اور یہ دعا پڑھنی چاہیے

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلَاتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ۔

"میں نے متوجہ کیا اپنے منہ کو اسی کی طرف جس نے بنائے آسمان اور زمین سب سے یکسو ہو کر اور میں نہیں ہوں شرک کرنے والوں میں سے بیشک میری نماز اور میری قربانی اور میرا جینا اور مرنا اللہ ہی کے لئے ہے جو پالنے والا سارے جہاں کا ہے۔

اور ذبح کے بعد یہ دعا پڑھے

اَللّٰهُمَّ تَقَبَّلْهُ مِنِّیْ کَمَا تَقَبَّلْتَ مِنْ حَبِیْبِكَ مُحَمَّدٍ وَّ خَلِیْلِكَ اِبْرَاهِیْمَ عَلَیْهِمَا السَّلَامُ ۔

اے اللہ اس قربانی کو مجھ سے قبول فرمائیے کہ آپ نے قبول کیا اپنے حبیب حضرت محمد ﷺ سے اور اپنے خلیل حضرت ابراھیم علیہ و علی نبینا الصلوٰۃ والسلام سے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۴ صفحہ ۱۹۶)

حلال جانور کی سات حرام چیزیں

سوال: حلال جانور میں وہ کونسی سات چیزیں ہیں جنکا کھانا حرام ہے ؟

جواب: سات چیزیں حلال جانور کی کھانا منع ہے یعنی مکروہ تحریمی ہے (۱) ذکر (نر کی پیشاب گاہ) (۲) فرج (مادہ کی پیشاب گاہ) (۳) مثانہ (۴) غدود، یعنی حرام مغز جو پشت کے مہرے میں ہوتا ہے (۵) خصیہ (کپورے) (۶) پتہ مرارہ جو کلیجی میں تلخ پانی کا

ظرف ہے (ے) اور خون بہتا ہوا تو قطعی حرام ہے۔ ان سات اشیاء کے علاوہ باقی سب اشیاء کو فقہاء نے حلال لکھا ہے نیز ایک حدیث شریف میں ہے کہ آنحضرت ﷺ ان سات چیزوں کو ناپسند فرماتے تھے۔

(مصنف عبدالرزاق ج ۴ ص ۵۳۵، مراسیل ابی داؤد صفحہ ۱۵، سنن کبریٰ بیہقی ۱۰/ ۷)

(فتاویٰ رحیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۲۳، آپکے مسائل اور ان کا حل جلد ۴ صفحہ ۲۵۵)

متفرقات

﴿حضور ﷺ کے نام پر (ص) لکھنا﴾

سوال: حضور اکرم ﷺ کے نام کے ساتھ پورا درود لکھنے کے بجائے صرف (ص) لکھنا اور صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے نام پر (رض) لکھنا کیسا ہے؟

جواب: حضور اکرم ﷺ کے اسم گرامی اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنھم کے اسماء مبارکہ کے ساتھ پورا صلوٰۃ و سلام اور رضی اللہ تعالیٰ عنہ لکھنا چاہیئے صرف (رض) لکھنا خلاف ادب ہے جہاں صفحات کے صفحات اور پوری کتاب لکھ رہے ہیں تو صیغہ صلوٰۃ و سلام اور صیغہ ترضیٰ (رضی اللہ تعالیٰ عنھم) میں کتنی جگہ صرف ہوتی ہے۔ درحقیقت یہ محبت کی کمی کی دلیل ہے۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ کے نام پر تعالیٰ کی جگہ (تعہ) اور رحمۃ اللہ تعالیٰ کی جگہ (رح) لکھنے کا دستور صحیح نہیں۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۸ صفحہ ۲۱)

﴿مرد کے لئے انگوٹھی کا حکم﴾

سوال: مرد کے لئے کس دھات کی انگوٹھی پہننا جائز ہے اور کس کی ناجائز نیز مقدار کے بارے میں کوئی تعین ہے؟

جواب مرد کے لیے دو شرطوں سے انگوٹھی پہننا جائز ہے (۱) چاندی کی ہو (۲) پانچ ماشے ۸۶ء۴ گرام سے کم ہو۔ نگینے میں کوئی قید نہیں جس چیز کا بھی ہو اور جتنے وزن کا بھی ہو جائز ہے۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۸ صفحہ ۶۹)

فائدہ: البتہ بعض بزرگ فرماتے ہیں کہ فیروزی رنگ کے نگینے لگانے سے احتیاط کی جائے کیونکہ روافض فیروز نامی شخص (قاتلِ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ) سے دلی محبت کے اظہار کیلئے فیروزی رنگ کا نگینہ لگاتے ہیں۔

﴿بینک، بیمہ کمپنی اور محکمہ انکم ٹیکس وغیرہ میں ملازمت﴾

سوال: بینک، بیمہ کمپنی اور محکمہ انکم ٹیکس جس میں سینما، موٹروں اور مکانوں پر ٹیکس کی تشخیص و تحصیل کا کام ہوتا ہے اسی طرح کسٹم آبکاری جس میں نشہ آور چیزوں کی درآمد پر ٹیکس وصول کیا جاتا ہے ان محکموں میں ملازمت کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: بینک اور بیمہ ربوٰ (سود) ہے اور ٹیکسوں کی تشخیص کا مروج طریقہ ظلم ہے، ان کے مصارف بھی صحیح نہیں اس لئے ان میں ملازمت جائز نہیں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى وَلَا تَعَاوَنُوْا عَلَى الْاِثْمِ وَالْعُدْوَانِ (مائدہ آیت نمبر ۲)

اور نیکی اور تقویٰ (کی باتوں میں) ایک دوسرے کی اعانت کرتے رہو اور گناہ اور زیادتی (کی باتوں میں) ایک دوسرے کی اعانت مت کرو۔ (احسن الفتاویٰ جلد ۸ صفحہ ۵۰)

﴿بائیں ہاتھ سے چائے پینا﴾

سوال: اکثر لوگ چائے نوشی کے وقت دائیں ہاتھ میں پیالہ اور بائیں ہاتھ سے پلیٹ (درکابی) پکڑتے ہیں اور چائے بائیں ہاتھ سے پیتے ہیں۔ کیا یہ مکروہ نہیں؟

جواب: جی ہاں مکروہ ہے۔ بائیں ہاتھ سے شیطان کھاتا پیتا ہے۔ داہنے ہاتھ سے

کھانا پینا مسنون ہے بعض حضرات وجوب کے قائل ہیں۔بائیں ہاتھ سے کھانے پینے والے ایک شخص پر آنحضرت ﷺ نے لعنت فرمائی تھی جس سے اس کا ہاتھ بیکار ہوگیا۔ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک عورت کو آنحضرت ﷺ نے بائیں ہاتھ سے کھاتے دیکھ کر بدعا فرمائی تو وہ طاعون (پلیگ) میں مرگئی۔

(فتاوی رحیمیہ جلد ۲ صفحہ ۲۳۳)

﴿حکومت کا ضبط کردہ مال خریدنا﴾

سوال : بیرونی ممالک سے تجار جو خلاف قانون اشیاء منگواتے ہیں بعض مرتبہ حکومت ان کو ضبط کرلیتی ہے بعد میں اسے نیلام کرتی ہے اور سستے داموں فروخت کر کے اس سے حاصل شدہ رقم سرکاری خزانہ میں داخل کرتی ہے حکومت سے ایسا مال خریدنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب : اس مال پر حکومت کا قبضہ ظلم ہے مالی جرمانہ بہر حال ناجائز ہے اس لئے اگر خریدنے والے کو علم ہو تو اس کے لئے اس کو خریدنا جائز نہیں۔رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کسی مسلمان کا مال اسکی خوشی کے بغیر کسی کے لئے حلال نہیں۔

(احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۹۳)

﴿خاندانی منصوبہ بندی کا حکم﴾

سوال : ضبط تولید (خاندانی منصوبہ بندی) اور اسقاط حمل کی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب : منصوبہ بندی قلت رزق کے خوف سے بہر صورت حرام ہے البتہ یہ نظریہ نہ ہو تو پھر ضبط تولید (خاندانی منصوبہ بندی) اور اسقاط حمل دونوں کی مجموعی طور پر چار صورتیں بنتی ہیں

(۱) قطع نسل یعنی کوئی ایسی صورت اختیار کرنا جس کی وجہ سے دائمی طور پر قوت تولید ختم ہوجائے (مثلاً عورت کی بچہ دانی نکال دینا یا مرد کا آپریشن کر کے نس بندی کرانا)۔

(۲) منع حمل، یعنی ایسی صورت اختیار کرنا کہ قوت تولید باقی رہتے ہوئے حمل قرار نہ پائے (مثلاً ادویہ کا استعمال کرنا یا ربڑ کی تھیلی (کنڈوم) وغیرہ کا استعمال)

(۳) حمل ٹھہر جانے کے بعد چار ماہ پورے ہونے سے پہلے کسی ذریعے سے اس کو ساقط کرنا

(۴) چار ماہ گزرنے کے بعد حمل گرانا۔

ان چار صورتوں کے احکام الگ الگ ہیں جنکی تفصیل یہ ہے۔

پہلی صورت بالاتفاق حرام ہے، خواہ اس میں کتنے ہی فوائد نظر آئیں اور خواہ اس کے دواعی بظاہر کتنے ہی قوی ہوں۔

دوسری صورت کے حکم میں یہ تفصیل ہے کہ بلا عذر یہ صورت اختیار کرنا مکروہ تنزیہی ہے اور درج ذیل اعذار کی صورت میں بلا کراہت جائز ہے۔

(۱) عورت اتنی کمزور ہے کہ باربار حمل کا تحمل نہیں کرسکتی۔

(۲) عورت اپنے وطن سے دور کسی ایسے مقام میں ہے جہاں اس کا مستقل قیام و قرار کا ارادہ نہیں اور سفر کسی ایسے ذریعے سے ہے کہ اس میں مہینے لگ جاتے ہوں۔

(۳) زوجین کے باہمی تعلقات ہموار نہ ہونے کی وجہ سے علیحدگی کا قصد ہے ۔

(۴) پہلے سے موجود بچے کی صحت خراب ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

(۵) یہ خطرہ ہو کہ فساد زمانہ کی وجہ سے بچہ بداخلاق اور والدین کی رسوائی کا سبب ہوگا۔

تیسری صورت بلا عذر ناجائز اور حرام ہے البتہ بعض اعذار کی وجہ سے گنجائش ہے مثلاً (۱) حمل کی وجہ سے عورت کا دودھ خشک ہوگیا اور دوسرے ذرائع سے پہلے بچے کی

پرورش کا انتظام ناممکن یا مشکل ہو۔

(۲) کوئی دیندار، حاذق طبیب عورت کا معائنہ کرکے یہ کہہ دے کہ اگر حمل باقی رہا تو عورت کی جان یا کوئی عضو ضائع ہونے کا شدید خطرہ ہے۔

چوتھی صورت مطلقاً حرام ہے کسی بھی عذر سے اسکی کوئی گنجائش نہیں۔

(احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۳۴۷)

ملازمین نماز روزے کی پابندی نہ کریں تو؟

سوال: اگر ہوٹل، دکان یا کسی بھی ادارے کے ملازمین نماز نہیں پڑھتے اور رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھتے تو مالک پر اخروی اعتبار سے ذمہ داری ہے یا نہیں کبھی ان ملازمین کی ڈیوٹی عین نماز کے وقت ہوتی ہے اس وقت نہ ملازمین خود سے نماز کیلئے جائیں اور نہ مالک نماز کے لئے کہے تو مالک ذمہ دار ہوگا یا نہیں؟

جواب: ہوٹل، دکان وغیرہ کے اوقات میں نماز کا وقت آجائے تو مالک پر ضروری ہے کہ اپنے ملازمین کو نماز کیلئے کہے اگر وہ اپنے مفاد کی خاطر چشم پوشی کریگا تو وہ بھی اخروی اعتبار سے ذمہ دار اور جواب دہ ہوگا حدیث میں ہے کُلُّکُمْ رَاعٍ وَّ کُلُّکُمْ مَسْئُوْلٌ عَنْ رَّعِیَّتِہٖ "تم میں سے ہر ایک نگہبان ہے اور ہر ایک سے اس کے ماتحتوں کے متعلق سوال ہوگا" لہٰذا مالک پر لازم ہے کہ اخروی ذمہ داری کو مدنظر رکھے، خود بھی نماز کی پابندی کرے اور اپنے ماتحتوں کو بھی نماز روزہ کی پابندی کی تاکید کرے۔

(فتاوی رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۳۱۸)

قانونی مجبوری کی وجہ سے فوٹو بنوانا

سوال: شریعت میں تو کسی بھی جاندار کا فوٹو بنانا حرام ہے، لیکن حکومت کے قانون میں شناختی کارڈ، پاسپورٹ وغیرہ بنانے کے لئے فوٹو لازمی ہے اسی طرح ملازمت کے سلسلے میں بھی فوٹو کی ضرورت ہوتی ہے، اگر کوئی آدمی مندرجہ بالا وجوہات کی بنا پر فوٹو بنواتا ہے تو یہ گنہگار ہوگا؟

جواب: قانونی مجبوری کی وجہ سے جو فوٹو بنوائے جاتے ہیں وہ عذر کی وجہ سے لائق معافی ہوسکتے ہیں، لہٰذا اس آدمی پر اگر وہ مجبوری کی وجہ سے یہ کر رہا ہے (اور اس قانون پر دل سے راضی نہیں) امید ہے کہ انشاء اللہ کوئی گناہ نہیں ہوگا اسکا گناہ یہ قانون بنانے والوں پر ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۶۰ صفحہ ۶۵ بصرف)

فائدہ: جبکہ اس قانون پر دل سے بھی ناراض رہے۔

مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں

سوال: مرد کے سر کے بال کتنے لمبے ہونے چاہئیں، زلفوں کے نام پر عورتوں کی طرح لمبے لمبے بال رکھنے کی اجازت ہے یا نہیں؟

جواب: آنحضرت ﷺ کے موئے مبارک (بال) کانوں کی لو تک ہوتے تھے، اگر اصلاح بنوانے میں تاخیر ہوجاتی تو اس سے نیچے بھی ہوجاتے تھے۔ یہ مردوں کے لئے سنت ہے لیکن بال اس طرح بڑھانا کہ عورتوں سے مشابہت ہوجائے یہ جائز نہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۱۳۶)

گلے میں ٹائی لٹکانے اور کالر والی قمیص پہننے کی شرعی حیثیت

سوال: ہمارے مذہب اسلام میں ٹائی باندھنا کیسا ہے؟ نیز کالر والی قمیص پہننا کیسا ہے؟

جواب: ٹائی گلے میں لٹکانا اور کالر لگانا انگریزوں (عیسائیوں) کا شعار ہے مسلمانوں کو

اس سے پرہیز کرنا چاہیئے، شہید اسلام مولانا محمد یوسف لدھیانوی صاحب رحمۃ اللہ علیہ ٹائی کے متعلق لکھتے ہیں۔ "میں نے کسی کتاب میں پڑھا ہے کہ انسائیکلو پیڈیا برٹانیکا کا جب پہلا ایڈیشن شائع ہوا تو اس میں ٹائی کے متعلق بتایا گیا تھا کہ اس سے مراد وہ نشان ہے جو صلیب مقدس کی علامت کے طور پر عیسائی گلے میں ڈالتے ہیں۔ لیکن بعد کے ایڈیشنوں میں اس کو بدل دیا گیا اگر یہ بات صحیح ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح ہندو مذہب کا شعار (علامت) زنار ہے اسی طرح ٹائی عیسائیوں کا مذہبی شعار ہے اور کسی قوم کے مذہبی شعار کو اپنانا نہ صرف یہ کہ ناجائز ہے بلکہ اسلامی غیرت وحمیت کے بھی خلاف ہے"۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۱۶۷)

﴿آرٹ ڈرائنگ کی شرعی حیثیت﴾

سوال: میرا بھائی بہترین آرٹسٹ ہے، ہم اسے ڈرائنگ ماسٹر بنانا چاہتے ہیں، بعض لوگ کہتے ہیں کہ آرٹ، ڈرائنگ اسلام میں ناجائز ہے وضاحت کریں کہ ڈرائنگ ماسٹر کا پیشہ اسلام میں درست ہے یا غلط؟

جواب: آرٹ ڈرائنگ بذات خود تو ناجائز نہیں البتہ اس کا صحیح یا غلط استعمال اس کو جائز یا ناجائز بنا دیتا ہے اگر آپ کا بھائی جاندار چیزوں کی تصویریں آرٹ کرنے کا شوق رکھتا ہے تو پھر یہ ناجائز ہے اور اگر ایسا آرٹ پیش کرتا ہے جس میں اسلامی اصولوں کی خلاف ورزی نہیں ہوتی مثلاً غیر جاندار چیزوں کی تصور کشی کرنا وغیرہ تو جائز ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۶۶)

﴿چوری کی بجلی سے گرم کئے ہوئے پانی سے وضو کرنا﴾

سوال: شرعاً بجلی بغیر میٹر کے استعمال کرنا کیسا ہے؟ چوری کی بجلی سے اگر ہیٹر چلایا جائے اور اس پر کھانا پکایا جائے اگر چہ مال حلال کا ہے تو کیا وہ کھانا جائز ہے؟ اسی طرح اگر اس سے پانی گرم کیا جائے اور پھر اس سے وضو کیا جائے تو کیا ایسے وضو سے نماز پڑھنا صحیح ہے؟ اگر کسی نے ایسی چوری کی ہو اور وہ توبہ کرنا چاہے تو اس کا کیا تدارک ہو سکتا ہے؟

جواب: سرکاری ادارے پوری قوم کی ملکیت ہیں ان کی چوری بھی اسی طرح جرم ہے جس طرح کسی ایک فرد کی چوری حرام ہے بلکہ سرکاری اداروں کی چوری کسی خاص فرد کی چوری سے بھی زیادہ سنگین ہے کیونکہ ایک فرد سے تو آدمی معاف بھی کرا سکتا ہے لیکن چودہ کروڑ افراد میں سے کس کس آدمی سے معاف کراتا پھرے گا جو لوگ بغیر میٹر کے بجلی استعمال کرتے ہیں وہ پوری قوم کے چور ہیں، چوری کی ہوئی بجلی پر چلنے والے ہیٹر پر جو کھانا پکتا ہے اگرچہ حرام نہیں مگر اس سے احتراز لازم ہے۔ اور اسکے گرم شدہ پانی سے وضو کرنا جائز نہیں۔ (البتہ اس وضو سے پڑھی ہوئی نماز ہو جائیگی)۔

اگر کوئی پہلے اس طرح کی چوری کر چکا ہے اور اب توبہ کرنا چاہتا ہے تو اسکا تدارک یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے اور جتنی بجلی اس نے ناجائز استعمال کی ہے اس کا اندازہ کر کے اسکی قیمت محکمہ کو ادا کر دے اسکی مثال ایسی ہے کہ کسی شخص نے بغیر ٹکٹ کے ریل میں سفر کیا تو اتنے سفر کا کرایہ اسکے ذمہ واجب الادا ہے اسکو چاہئے کہ اتنی رقم کا ٹکٹ محکمہ سے لیکر ضائع کر دے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۱۸)

﴿ائر ہوسٹس سے بات کرنا﴾

سوال: ہوائی جہاز میں کھانے وغیرہ دینے ائر ہوسٹس سے بات کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: جہاز میں کھانا اور چائے وغیرہ وقت مقررہ پر عملہ کی طرف سے خود پہنچا دیا

جاتا ہے، طلب کرنے کی ضرورت پیش نہیں آتی معہذا اگر ضرورت ہو تو ازیں ہو [illegible] سے بقدر ضرورت بات کرنا جائز ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۴۲)

بچوں کی سالگرہ منانا

سوال: بچوں کی سالگرہ منانے اور اس موقع پر قرآن خوانی کرانے کا شریعت میں کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟

جواب: سالگرہ منانا ایک قبیح رسم ہے اس کا ترک واجب ہے اصل سالگرہ تو یہ ہے کہ ایسے مواقع پر اپنی زندگی کا احتساب کیا جائے اپنے اعمال کے بارے میں سوچا جائے کہ جنت کی طرف لے جا رہے ہیں یا جہنم کی طرف۔ (احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۱۵۵)

مکان کی بنیاد میں بکرے کا خون ڈالنا

سوال: آج کل جب کوئی شخص مکان تعمیر کرتا ہے تو اسکی بنیادوں میں بکرا ذبح کر کے اس کا خون ڈالتا ہے اور گوشت احباب و فقراء میں تقسیم کرتا ہے شریعت میں اسکا کوئی ثبوت ہے یا نہیں؟ اگر نہیں تو اس میں کوئی حرج ہے یا نہیں؟

جواب: یہ عمل ناجائز ہے، یہ ہندوؤں اور بت پرستوں کا عقیدہ اور شعار ہے اسلام میں اسکی کوئی گنجائش نہیں۔ (احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۱۶۱)

جعلی سرٹیفیکیٹ بنوا کر ملازمت کرنا

سوال: کسی کو ملازمت مل رہی ہے مگر شرط یہ ہے کہ میٹرک وغیرہ کا تعلیمی سرٹیفیکیٹ ہو جو اسکے پاس نہیں مگر جعلی بن سکتا ہے تو اس صورت میں کوئی گناہ ہے یا نہیں؟ نیز اس معاملے میں اس کی اعانت کرنے والوں پر بھی گناہ ہوگا یا نہیں اس طرح کسی بھی کام کی مہارت کا جعلی سرٹیفیکیٹ حاصل کر کے ملازمت حاصل کرنا جائز ہے یا نہیں؟ اس پر ملنے والی تنخواہ حلال ہوگی یا حرام؟

جواب: یہ جھوٹ اور دھوکا ہے لہٰذا جائز نہیں، اسکی اعانت [illegible] بھی گناہگار ہوں گے، البتہ جو کام اس کے ذمہ ہے اگر وہ اسے حسن خوبی انجام دینے کی صلاحیت رکھتا ہے تو تنخواہ حلال ہے۔ (احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۱۹۸)

بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا

سوال: ایک عورت اپنے شوہر سے کہتی ہے کہ میں تیرے گھر میں رہوں گی تو تیرے والدین سے تجھے ملنے نہیں دوں گی کیا بیوی کے کہنے پر والدین سے نہ ملنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اپنے والدین سے نہ ملنا اور انکو چھوڑ دینا معصیت اور گناہ کبیرہ ہے اور گناہ کبیرہ کا ارتکاب حرام اور ناجائز ہے لہٰذا بیوی کی بات مان کر والدین سے نہ ملنا درست نہیں اور بیوی کی اس بات کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں اور خود وہ عورت بھی شوہر کو والدین سے ملنے سے روکنے کی وجہ سے گناہ گار ہوگی۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۵ صفحہ ۲۲۵)

بیٹی کی ولادت منحوس ہونے کا تصور غیر اسلامی ہے

سوال: اکثر پڑھے لکھے جاہلوں کو دیکھا ہے کہ شادی کے بعد پہلی اولاد "بیٹا" کی خواہش ہوتی ہے اور اگر اللہ نے پہلی اولاد "بیٹی" سے نوازا تو وہ [illegible] ہونے کے ساتھ ساتھ بیوی کو مار پیٹ اور برا بھلا کہنے سے بھی باز نہیں آتے ان کے گھر والے بھی "بیٹی" کی ولادت پر ناخوشی کا اظہار کرتے ہیں اور بہو کو برا بھلا کہتے ہیں۔ آپ قرآن و سنت کی روشنی میں یہ فرمائیں کہ ایسے لوگوں کیلئے کیا حکم ہے۔

جواب: بیٹی کی ولادت کو منحوس سمجھنا جاہلیت کی [illegible]

ورنہ بیٹی کی ولادت تو باعث برکت ہے۔ رسول کریم ﷺ کی پہلی اولاد بھی بیٹی ہی تھی اور بہت سی احادیث میں لڑکیوں کی پرورش کی فضیلت بیان فرمائی گئی ہے چنانچہ مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۳۰ پر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے فرماتی ہیں "کہ ایک خاتون میرے پاس آئی جس کے ساتھ اسکی دو بچیاں تھیں میرے پاس بس ایک ہی کھجور تھی جو میں نے اسے دیدی اسنے آدھی آدھی دونوں کے درمیان تقسیم کردی، خود کچھ نہیں کھایا پھر اٹھ کر چلی گئی آنحضرت ﷺ تشریف لائے تو میں نے آپ ﷺ کو بتایا، آپ ﷺ نے فرمایا! جس شخص کو بیٹیوں سے واسطہ پڑے اور وہ ان کے ساتھ حسن سلوک کرے تو اس کے لئے دوزخ سے آڑ ہو گی"اس مضمون کی احادیث کئی صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین سے مروی ہیں۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۲۳۲)

﴿کیرم بورڈ، تاش اور لوڈو کھیلنا﴾

سوال : کیرم بورڈ، لوڈو اور تاش بغیر شرط لگانے کے کھیلنا کیسا ہے؟ بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم وقت پاس کرنے کے لئے یہ کھیلتے ہیں اور جو آدمی ہار جاتا ہے تو وہ انکو بوتل یا چائے پلاتا ہے یہ اسلام کی رو سے جائز ہے یا نہیں؟

جواب : تاش اور اس قسم کے دوسرے کھیل اگر شرط باندھے بغیر ہوں ناجائز اور مکروہ تحریمی ہیں اور ہارنے والے سے بوتل یا چائے پینا حرام ہے۔ (آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۳۰۰) کھیلوں کے مزید مفصل احکام جاننے کیلئے دیکھیں: (احسن الفتاوی جلد ۸ صفحہ ۲۰۲)

﴿ویڈیو گیم کا شرعی حکم﴾

سوال : ویڈیو گیمز جو کہ مغربی ممالک کے بعد اب ہمارے ملک میں رواج پذیر ہیں،

اس میں کسی قسم کی کوئی شرط نہ کسی قسم کے انعام کا لالچ دیا جاتا ہے بلکہ یہ گیم دیگر امور کے علاوہ نشانہ بازی وغیرہ پر مشتمل ہوتا ہے اسکی شرعی حیثیت کیا ہے؟

جواب : ویڈیو گیم اور دیکھنے والوں کے مشاہدے سے جہاں تک پتہ چلا اور حقیقت معلوم ہوئی یہ کھیل چند وجوہ کی بناء پر شرعاً جائز نہیں۔ اول: اس کھیل میں دینی اور جسمانی کوئی فائدہ مقصود نہیں ہوتا اور جو کھیل ان دونوں فائدوں سے خالی ہو وہ جائز نہیں۔ دوم: اس میں وقت اور روپیہ ضائع ہوتا ہے اور ذکر اللہ سے غافل کرنے والا ہے۔ سوم: سب سے شدید ضرر یہ ہے کہ اس کھیل کی عادت پڑنے پر چھوڑنا دشوار ہوتا ہے۔ چہارم: بعض گیم تصویر اور فوٹو پر مشتمل ہوتے ہیں جو کہ شرعاً ناجائز ہے۔ پنجم: اس کھیل سے بچوں کو اگرچہ دلی فرحت اور لذت حاصل ہوتی ہے لیکن ناجائز چیزوں سے لذت حاصل کرنا بھی حرام ہے، بلکہ بعض فقہا نے کفر تک لکھا ہے۔ علاوہ ازیں اس سے بچوں کا ذہن خراب ہوتا ہے اور اس سے بامقصد تعلیم میں خلل واقع ہوتا ہے پھر بچوں کو پڑھائی اور دوسرے فائدے والے کاموں میں دلچسپی نہیں رہتی، وغیرہ ان مذکورہ وجوہ کی بناء پر یہ کھیل باری تعالیٰ کے اس ارشاد کا مصداق ہے:

ترجمہ:- "بعض لوگ اپنی جہالت سے کھیل تماشے اختیار کرتے ہیں اور اسمیں پیسے خرچ کرتے ہیں تاکہ اللہ کی راہ سے لوگوں کو بھٹکادیں اور دین کی باتوں کو کھیل تماشہ بتاتے ہیں انہی لوگوں کے لئے اہانت والا عذاب ہے"۔

(ترجمہ ایت ۶ سورۃ لقمان)

حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ لہو الحدیث کے متعلق فرماتے ہیں کہ آیات مذکورہ میں لہو الحدیث سے مراد ہر وہ چیز ہے جو اللہ کی عبادت اور اسکی یاد سے ہٹانے والی ہو، مثلاً فضول لہو ولعب فضول قصہ گوئی ہنسی مذاق کی باتیں، واہیات مشغلے اور گانا بجانا

وعید واضح ہے۔ مذکورہ آیت کا شان نزول اگرچہ خاص ہے مگر عموم الفاظ کی وجہ سے حکم عام رہے گا یعنی جو بھی فضول ہو اور وقت و پیسہ ضائع کرنے والا ہے وہی آیات مذکورہ کی وعید میں داخل ہے۔ چونکہ ویڈیو گیم میں یہ ساری قباحتیں موجود ہیں اسلئے یہ گیم ناجائز ہے۔ اس میں وقت اور پیسہ لگانا ناجائز ہے اور اس کو ترک کر دینا لازم ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۔ صفحہ ۳۳۶)

قوالی اور راگ کا سننا

سوال : قوالی کے جواز یا عدم جواز کے بارے میں آپ کیا فرماتے ہیں ؟ اور راگ کا سننا شرعاً کیسا ہے ؟

جواب : راگ کا سننا شرعاً حرام اور گناہ کبیرہ ہے شریعت کا مسئلہ جو آنحضرت ﷺ سے ثابت ہو وہ ہمارے لئے دین ہے۔ اگر کسی بزرگ کے بارے میں اس کے خلاف منقول ہو، اول تو ہم نقل کو غلط سمجھیں گے، اور اگر نقل صحیح ہو تو اس بزرگ کے فعل کی کوئی تاویل کی جائیگی اور قوالی کی موجودہ صورت تو قطعاً خلاف شریعت اور حرام ہے اور بزرگوں کی طرف اسکی نسبت بالکل غلط اور جھوٹ ہے۔

(آپکے مسائل اور انکا حل جلد ۷ صفحہ ۳۰۴)

سونے چاندی کا قلم استعمال کرنا

سوال : کیا خالص چاندی کا قلم مسلمان استعمال کر سکتے ہیں ؟ نیز جس قلم کی صرف نب سونے یا چاندی کی ہو اسکا استعمال کرنا کیسا ہے ؟

جواب : خالص چاندی یا سونے کا بنا ہوا قلم مرد عورت دونوں کے لئے جائز نہیں ہے اور جس دھات میں چاندی یا سونے کا حصہ غالب یا مساوی ہو تو اسکا حکم بھی خالص چاندی اور سونے کا ہے اگر نب سونے چاندی کی ہو تو اسکا استعمال بھی درست نہیں ہے۔ (فتاوی رحیمیہ جلد ۳ صفحہ ۲۰۴)

شوقیہ کتا پالنا جائز ہے یا نہیں ؟

سوال : شوقیہ کتا پالنا کیسا ہے، جبکہ قرآن کریم میں اصحاب کہف کے قصے میں انکے ساتھ کتے کا ہونا مذکور ہے ؟

جواب : شوقیہ کتا پالنا یا اسکو گھر میں رکھنا درست نہیں ہے گناہ کا کام ہے البتہ مویشی یا کھیت وغیرہ کی حفاظت کے لئے یا تعلیم دیئے ہوئے شکاری کتے پالنے کی اجازت حدیث سے مستفاد ہوتی ہے ان ضرورتوں کے علاوہ جو شوقیہ کتا پالا جاتا ہے وہ بالاتفاق ناجائز اور گناہ ہے حضرت ابو طلحہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا ہو یا تصاویر ہوں (مشکوۃ صفحہ ۳۸۵)

دوسری حدیث میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنھما فرماتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا جو جانوروں کے محافظ کتے، یا شکاری کتے کے علاوہ کتا پالتا ہے تو ہر روز اس کے اجر (ثواب) میں سے دو قیراط گھٹ جاتے ہیں (مشکوۃ صفحہ ۳۵۹) اصحاب کہف کے ساتھ کتا تھا اس سے کتا پالنے کے جواز پر استدلال صحیح نہیں اسیئے کہ کتا پالنے کی ممانعت کا حکم شریعت محمدیہ ﷺ کا ہے اور ممکن ہے کہ دین مسیح علیہ السلام میں ممنوع نہ ہو، دوسرا یہ بھی قرین قیاس ہے کہ یہ لوگ صاحب جائداد اور صاحب مویشی تھے انکی حفاظت کے لئے کتا پالا ہو اور جیسے کتے کی وفاشعاری مشہور ہے یہ جب شہر سے چلے وہ بھی ساتھ لگ گیا ہو۔ (معارف القرآن جلد ۵ صفحہ ۵۵۵) (فتاوی رحیمیہ جلد ۶ صفحہ ۳۳۹)

besturdubooks.wordpress.com